بسم اللہ الرحمن الرحیم

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت

عظمتِ علماء

خطبات: علامہ محمد صدیق نقشبندی مجددی

تحقیق تسوید و تخریج: پروفیسر ڈاکٹر محفوظ احمد

ناشر: فیضِ رضا پبلیکیشنز جامعہ قادریہ رضویہ (ٹرسٹ) مصطفٰے آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد

Tel: 041-8860777 MOb:0300-8660128

يَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَالَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ط

عظمتِ علماء

خطبات

علامہ محمد صدیق نقشبندی مجددی

تحقیق، تسوید و تخریج

ڈاکٹر محفوظ احمد

مکتبہ معارف مجددیہ سانگلہ ہل ضلع ننکانہ صاحب
2006ء

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب — عظمتِ علماء

خطبات — حضرت علامہ مولانا محمد صدیق نقشبندی مجددی سانگلہ ہل

تحقیق،تسوید وتخریج — ڈاکٹر محفوظ احمد

ایسوسی ایٹ پروفیسر اسلامیات جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

تعداد صفحات — 160

فنی تدوین — زاہد حسین شاہ (نیو علی پرنٹرز سانگلہ ہل)

کمپوزر — محمد زاہد اقبال (نیو علی پرنٹرز سانگلہ ہل)

طابع — جامعہ صدیقیہ مجددیہ سانگلہ ہل ضلع ننکانہ صاحب

ناشر — مکتبہ فیضِ رضا پبلیکیشنز

مطبع — البغداد پرنٹرز گجر بستی فیصل آباد Ph:041-2602723

سن طباعت — 1428ھ / 2007ء

تعداد — 1100

ملنے کا پتہ — فیضِ رضا پبلیکیشنز جامعہ قادریہ رضویہ ٹرسٹ

مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد

رابطہ کیلئے: 041-8860777-8848670 MOb:0300-8660128

قیمت — 100 روپے

Marfat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
i	تقریظ	1
1	تقدیم	2
9	تعارف مصنف	3
14	باب اول	
14	علم دین وعلماء دین اور ہمارا معاشرہ	4
23	فرضیت علم	5
26	فضیلت علم دین	6
31	خلافت الٰہیہ کا معیار	7
36	اسناد وحواشی باب اول	8
38	باب دوم	
38	فضائل علم وعلماء دین قرآن وسنت کی روشنی میں	9
38	قرآن حکیم وعلم دین کی فضیلت	10
40	احادیث نبویہ اور علم دین کی فضیلت	11
44	قرآن کریم اور علماء دین کی عظمت	12
49	احادیث مبارکہ اور علماء دین کی عظمت	13
67	علماء کرام اور شفاعت	14
69	علماء کرام کے اجسام قبر میں محفوظ	15
70	علماء کرام کی توہین کفر	16
84	اسناد وحواشی باب دوم	17

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	باب سوم	94
18	صوفیہ کرام اور فضائل علماء	94
19	حضرت علی مرتضیٰؓ کے ارشادات	94
20	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ارشادات	95
21	حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے ارشادات	105
22	بے علم صوفی منزل مراد سے محروم	105
23	حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ارشادات	115
24	اسناد و حواشی باب سوم	118
	باب چہارم	120
25	عالم شریعت اور بیعت سلوک	120
26	کیا عالم شریعت بیعت لینے کا مجاز ہے ؟	120
27	عظمت سند	124
28	سند شیوخ الحدیث	127
29	شجرہ نقشبندیہ مجددیہ برکاتیہ	129
30	شرائط بیعت مرشد	132
31	مدارس وخانقاہیں	133
32	خانقاہوں کی بے آبادی کے اسباب	138
33	اسناد و حواشی باب چہارم	152
34	المصادر والمراجع	156

Marfat.com

انتساب

معلم انسانیت حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نام جنہوں نے عالم انسانیت کو جہالت
کی ظلمتوں سے نکال کر علم کے اجالوں
کی طرف گامزن فرمایا

Marfat.com

Marfat.com

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علم انسانی عظمتوں کا وہ حوالہ ہے جو ہر دور میں اپنی سطوت منواتا رہا۔انسانی زندگی کا کوئی مرحلہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں حصول علم کی خواہش موجود نہ رہی ہو، یہ اس لئے ہے کہ علم ہی دراصل انسان کی شناخت کا اولین مظہر قرار پایا تھا۔اہل ذکر واطاعت فرشتے جو ہمہ وقت حمد وثناء میں مشغول رہتے تھے، جن کی معصومیت بلا غبار تھی پر فضیلت وشرف کا حوالہ علم ہی بنا تھا، اس لئے علم انسان کا وہ امتیازی وصف ہے جو خلیفۃ اللہ فی الارض کا اساسی شرف ہے۔علم کی نفی، حصول علم سے اجتناب اور ترویج علم میں کوتاہی اپنے وجود سے انکار کے مترادف ہے۔اسلام تو ہے ہی دین علم اور نبی الاسلام ﷺ تو ہیں ہی نبی العلم۔مقام غور ہے کہ **علمک مالم تکن تعلم** ارشاد فرمانے والا خالق ومالک اپنے نبی مکرم ﷺ سے عدم علم کی کسی صورت کو بھی پسند نہیں کرتا اسی لئے تو فرمایا کہ جو کچھ نہ جاننے کا گمان بھی ہوسکتا تھا وہی کچھ بتا دیا گیا۔اسی طرح ہر ممکن صورت جو علم کے حوالے سے کمی کا احساس دلا سکتی تھی اس کی نفی کر دی گئی۔اور اس عطائے علم کو **کان فضل اللہ علیک عظیما** کی عظمتوں سے سرفراز فرما دیا۔جب خالق کے ہاں علم ہی عظیم تر فضل ہے تو کون کوتاہ فہم علم کی عظمتوں سے انکار کرسکتا ہے۔

حضرت علامہ محمد صدیق نقشبندی مجددی صاحب کی کتاب کا موضوع بھی یہی عظمت علم ہے۔علم ایک زیور نہیں کہ پہنا تو بھلا لگا اور نہ پہنا تو پھر بھی ذات کا حسن برقرار رہا، یہ زیور ہونے کا تصور دراصل علم کو وجود سے فارغ کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔اسلامی تعلیمات کے مطابق علم ایک زیور نہیں کہ صرف آرائش کا ایک ذریعہ ہے، بلکہ وجود کا حصہ ہے۔انسانی وجود کا قیام ہی اسی پر ہے۔اسی لئے تو اسے مہد سے لحد تک فرض قرار دیا گیا۔تاکہ کوئی لمحہ

بھی نفیٔ ذات کا سبب نہ بن جائے۔علم کا حصول،اس کے لئے تگ ودواور ہر آنے والے لمحہ کو گزرے ہوئے لمحات فزوں تر کرنے کا اضطراب ہی انسان کو انسانی عظمتوں سے روشناس کراتا ہے۔یہ بھی یاد رہے کہ علم نہ مشرقی ہوتا ہے نہ مغربی،علم بس علم ہے۔اس کی شناخت صرف یہ ہے کہ انسانیت کیلئے فیض رساں ہو۔علم کا کوئی پہلو ہوا گراس میں نفع بخشی کا عنصر نہیں تو یہ مطلوب نہیں،اس سے تو پناہ مانگی گئی ہے،علم اگر عرفان ذات کا ذریعہ بنے اور اس سے مخلوق کیلئے محبتوں کی نوید ملے اور یہ کہ اس کی منفعتوں سے معاشرے میں خوشگواری اور آسودگی پیدا ہو تو یہ علم لائق اخذ اور قابل تکریم ہے۔

اسلام علم کی فرضیت کا حکم دیتا ہے،وہ نفع بخش علم کی تحصیل کیلئے مناسب ماحول مہیا کرتا ہے،یہ الگ بات کہ اسلام ہر میدان میں ترجیحات کا قائل ہے۔اور یہی انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔وہ علوم جو دین کے راسخ فہم کیلئے پڑھے جاتے ہیں اولیت رکھتے ہیں کہ ان سے سیرت وکردار کی تعمیر ہوتی ہے۔قرآن نصاب انسانیت ہے۔اس لئے اسے تقدیم حاصل ہے یہ تو بہت بعد کے مراحل ہیں،کہ کس نے استاد بننا ہے،کس نے معمار،کس کو میڈیکل کا شعبہ اختیار کرنا ہے اور کسی کو انجینئرنگ شعبہ جاتی تقسیم کارکردگی کے حوالے سے ہر معاشرے میں موجود ہے،مگر انسانی صفات کا حامل ہونا ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ڈاکٹر تو بعد میں ہوگا۔پہلے اسے انسان بننا ہے،اسی طرح انجینئرنگ کی تعلیم تو اس وقت دی جائے جبکہ وہ اس پیشے کو اختیار کرنے کا فیصلہ کرے گا مگر انسان تو اسے پیدا کیا گیا اسی لئے انسانیت کے تقاضوں کا جاننا اور ان کے مطابق عمل کرنا اولین ضرورت ہے۔یہی وہ بنیاد ہے جس کی وجہ سے انسان سازی کا عمل سب کی ضرورت بنتا ہے۔اور اسی سے کتاب انسانیت کی تعلیم لازم ٹھہرتی ہے۔اور انسان کامل ﷺ کا اسوۂ معیار قرار پاتا ہے۔بدقسمتی سے مسلم امت اپنے اس معیار سے غافل ہو چکی ہے۔اس طرح ذلت ونکبت کا شکار ہے۔حضرت مولانا نے اسی بے راہ روی کے ازالے کی کوشش کی ہے۔

علم کی عظمت کا احساس پیدا ہو جائے تو حصول علم کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔اس احساس کو اجاگر کرنے کیلئے قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ سے استشہاد کتاب کی قدر و قیمت میں اضافے کا باعث ہے۔علم معتبر ٹھہرے اصحاب علم لائق منزلت ٹھہرتے ہیں۔علماء کے حوالے سے غیر محتاط گفتگو سے علماء کی ہی توہین نہیں ہوتی جو بذات خود ایک جرم ہے بلکہ علم سے دوری کو تحریک بھی ملتی ہے، وہ معاشرہ جہاں اصحاب علم و دانش کی عظمت نہیں ہوتی بالآخر وہ شکست ریخت کا شکار ہو کر قعر مذلت میں گر پڑتا ہے۔حضرت مولانا نے اس کوتاہی کی برمحل نشان دہی کی ہے اور عظمت علم و علماء کی پاسداری کی تاکید کی ہے۔بے علمی جرم ہے ،اور اگر وہ دین کے حوالہ سے ہی ہو تو لائق مذمت اور سزاوار تردید ہے اور کہ یہ امت کے خلاف ایک سازش ہے۔مولانا صاحب نے اس سازش کو بے نقاب کیا ہے اور تصوف کے نام پر ہر عمل سے فرار کے رویے کا تعاقب کیا ہے،علم اگر تلاش احسن محرک ہے تو تصوف اس تلاش کی ہمہ گیر تحریک ہے۔ان میں معاندت کی دیواریں کھڑی کر دینا علم کے خلاف ہی سازش نہیں تصوف کے رخ زیبا کو بھی داغدار کرنا ہے، وراثتی جانشینی ،دنیا مال ومنال کی طرح اولاد کا اس پر قبضہ اسی تحریک کی اساس کے خلاف ہے،خوشی ہوئی کہ ایک صاحب علم وجود اس علمی غارت گری کے خلاف پوری قوت سے میدان میں اترا ہے۔میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ علم جو معلومات کی فراہمی سے شروع ہوتا ہے اور علماء کے فیضان کے سایوں میں پرورش پاتا ہے۔اگر ایقان کی اس منزل کو پالے جسے وجدان اور مشاہدہ کا نام دیا جاتا ہے،تو یہ سفر علم سفر بخیر ہے عجب بات یہ ہے۔منزل مراد تک رسائی کا دعویٰ کرنے والے اس شاہرہ پر چلنے کی کوشش بھی نہیں بلکہ چلنے والوں کو اپنی خود ساختہ روحانی منزلت سے بے خبر گردانتے ہیں۔جہالت علم پر یونہی حملہ آور ہوتی رہی تو منزل کے انحطاط سے کوئی نہ بچا سکے گا۔

میں مولانا صاحب کو اس برمحل انتباہ،اور مناسب راہنمائی مہیا کرنے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں،اللہ تعالیٰ ہر صاحب دل مسلمان کو اس قومی اہمیت کے مسئلے پر غور کرنے کی توفیق دے

Marfat.com

تاکہ ہمارا رخ جہالت سے علم کی طرف ہو جائے، اکابر صوفیاء کے حالات اور ان کے فرمودات، اس دور کے بے علم اور بے عمل دعویداروں کو راستی کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مولانا محترم کے ان خطبات کی تحقیق، تسوید اور تخریج کا کام آپ کے صاحبزادے ڈاکٹر محفوظ احمد صاحب نے کیا۔ ڈاکٹر صاحب کو میں مدت سے جانتا ہوں۔ ان کی لگن خاموش محنت اور مسلسل کاوش کے انداز سے آگاہ ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جو شعبہ اسلامیات جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کے سنیئر استاد ہیں نے اپنی تدریسی مصروفیات سے وقت نکالا اور ان خطبات کی ترتیب و تدوین میں اس طرح اپنی علمی صلاحیتوں کا ثبوت دیا کہ خطبات ایک تحقیقی کتاب کی صورت اختیار کر گئے۔ اخلاف اگر ہونہار ہوں، باصلاحیت ہوں اور اسلاف سے مخلص ہوں تو اس قسم کے علمی کارنامے وجود میں آتے ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کو بھی اس تحقیقی کاوش پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید کامیابیوں سے نوازے۔ (آمین)

تاریخ: 05-08-2006

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
سابق ڈائریکٹر تعلیمات فیصل آباد ڈویژن
سابق صدر شعبہ عربی و پرنسپل گورنمنٹ کالج فیصل آباد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

تمام تعریفیں اس خالق کائنات کے لئے جس نے انسان کو تمام مخلوقات پر علم کے ذریعہ افضلیت عطاء فرمائی، جس نے نزول قرآن کا آغاز لفظ "اقراء" سے فرمایا اور جس نے انسان کو علم کی فضیلت سے بہرہ مند فرمایا، کروڑوں صلوٰۃ وسلام اس پیارے آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ پر جنہوں نے انسانی تاریخ میں سب سے پہلی "صفہ یونیورسٹی" مدینہ منورہ میں قائم کی، جہالت میں ڈوبی ہوئی قوم میں علم کی شمع روشن کی اور بنی نوع انسان کو علم کی اہمیت ونوعیت اور فضائل سے روشناس کرایا، لاکھوں سلام ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر جنہوں نے ترویج علم کے لئے مختلف علاقوں میں مدارس قائم کئے اور لوگوں کو علماء کرام کے ادب واحترام کا سلیقہ سکھایا، بے شمار رحمتیں ان علماء کرام اور صوفیہ عظام پر جنہوں نے علم کی شمع کو روشن رکھا نیز جن کی بدولت تعلیم وتعلم اور اصلاح انسانیت کا یہ سلسلہ اب تک جاری رہا اور قیامت تک جاری رہے گا، انشاء اللہ۔

رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے چار بنیادی ماخذ تھے، تلاوت قرآن حکیم، کتاب وحکمت کی تعلیم اور تزکیہ نفس۔ ان چار مقاصد کو اگر ایک لفظ میں جمع کیا جائے تو وہ علم بنتا ہے، علم کی فضیلت ایک ایسی عالم گیر فضیلت ہے جسے ہر دین میں خواہ وہ سامی ہو یا غیر سامی، الہامی ہو یا غیر الہامی تسلیم کیا گیا ہے لیکن ان ادیان میں سے تعلیم وتعلم کی فضیلت واہمیت جس قدر اسلام نے بیان کی دیگر ادیان اس سے قاصر ہیں، اس اہمیت کے پیش نظر مسلمانوں نے علوم میں ترقی کی اور دنیا میں عروج حاصل کیا اور یہ عروج ساتویں صدی عیسوی تک قائم رہا لیکن جب سے مسلمانوں نے علم کو ثانوی درجہ دیا تو وہ زوال کا شکار ہو گئے، اس کے برعکس عالم کفر نے جب سے علم کی اہمیت کو سمجھا، اس میں ترقی کی تو اس نے دنیا پر اپنا تسلط جمانا شروع کیا،

Marfat.com

یہ تسلط علمی و معاشی اور جغرافیائی و سیاسی صورتوں میں قائم کیا گیا۔ اس تسلط کے دوران غیر مسلم حکمرانوں نے اپنے اقتدار کے تحفظ اور اسلام کی اہمیت کو کم کرنے کے پیش نظر نصاب تعلیم میں تبدیلیوں کے علاوہ دینی تعلیم اور علماء دین کے وقار کو کم کرنے کی کوشش کی اور انہیں چوتھے درجے کا شہری قرار دیا گیا؛ اس ضمن میں بعض علماء کو سزائیں دی گئیں مزید یہ کہ مسلمانوں کو مختلف خود ساختہ اصطلاحوں سے موسوم کیا گیا، کبھی انہیں بنیاد پرست کہا گیا اور کبھی رجعت پسند، کبھی انہیں دہشت گرد قرار دیا گیا اور کبھی مذہبی انتہا پسند۔

عالم کفر نے مسلمانوں کی اس بنیاد پرستی، رجعت پسندی اور انتہا پسندی کا مرکز ان کے دو عقائد کو قرار دیا۔

(1) قرآن کریم کے غیر محرف ہونے کا عقیدہ یعنی یہ کتاب من وعن آج اسی طرح موجود ہے جس طرح یہ رسول اکرم ﷺ پر نازل ہوئی تھی، اسلام کی یہ وہ عظیم خصوصیت ہے جس سے دیگر ادیان بالکل محروم ہیں۔

(2) عقیدہ رسالت جس میں محبت رسول ﷺ کا وہ پہلو موجود ہے جس میں ہر عالم و جاہل اور صالح و فاسق انسان بھی آپ کی ذات پر کٹ مرنے کو اپنے لئے باعث فخر و نجات سمجھتا ہے، اس بنیاد پرستی کو ختم کرنے کے لئے عالم کفر نے کچھ ایسے لوگوں کو پیدا کیا جنہوں نے اولاً حدیث کی حجیت واہمیت سے انکار کر کے قرآن مجید کے خود ساختہ مفاہیم لوگوں کے سامنے پیش کئے اور قرآن مجید کی بناء پر مسلمانوں کو دو گروہوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کی ایک وقت تھا کہ متفرق لوگ آپ ﷺ کے نام مبارک پر متحد ہو جاتے تھے اور آج آپ ﷺ کی ذات مبارک پر اختلاف پیدا کیا جاتا ہے۔

ثانیاً یہ کہ رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس کو مختلف فیہ بنانے کے اقدامات کئے مسلمانوں میں سے ان لوگوں کو بے شمار انعامات سے نوازا گیا جنہوں نے آپ ﷺ کی ذات اقدس کو ہدف تنقید بنایا اور کسی بھی حوالے سے آپ کی تنقیص کی، اس ضمن میں شاتم رسول

Marfat.com

سلمان رشدی ملعون کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔علامہ اقبالؒ نے ضرب کلیم کی نظم "ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام" میں عالم کفر کی اس کوشش اور مسلمانوں کی اس کیفیت کا ذکر اس طرح کیا ہے:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا　　روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

شیطان کی اس نصیحت کے پیش نظر عالم کفر نے مسلمانوں کے قلب سے روح محمد ﷺ ختم کرنے کیلئے مختلف قسم کے اقدامات کئے، جسمانی برہنگی اور جنسی آزادی کو پروان چڑھایا، بے ہنگم اور بے لگام موسیقی کو ترویج دی اور اپنے زیر تسلط علاقوں میں علماء کو چوتھے درجے کا شہری قرار دیا۔ یہ وہ ناکام کوششیں تھیں جو رسالت مآب ﷺ کے عہد میں نضر بن حارث نے کیں لیکن نہ اس وقت کے مسلمان کفر کے اس دامن فریب میں آئے اور نہ آج کے مسلمان ان کے اس چنگل میں آئیں گے۔ البتہ بعض مسلمانوں نے کفر کی ان رنگینیوں کے پیش نظر اور اپنے نجی مفادات کی خاطر ان کے کردار کو اپنایا اور علماء دین کی توہین و تنقیص کو اپنے لئے باعث فخر سمجھا۔

اس حوالے سے کفر کی یہ کوشش اس لئے بھی تھی کہ وہ علماء دین جو ان عقائد و نظریات اور محبت الٰہی و محبت رسول کو عوام میں قائم رکھے ہوئے ہیں، ان کے نزدیک ان کو ختم کرنے کا ایک طریقہ یہ تھا کہ علماء کی محبت، ان کا وقار اور ان کی عظمت لوگوں کے دلوں سے نکال دی جائے تاکہ ان کی تقاریر، ان کی زبانوں سے نکلے ہوئے الفاظ اور ان کے ہاتھوں سے لکھی ہوئی تحریریں غیر موثر ہو جائیں اور ان کے عقائد کی مرکزیت ختم ہو جائے۔

نو آبادیاتی نظام کے تسلط سے آزادی حاصل کرنے والے مسلم ممالک جو نظام حکومت کے لحاظ سے ابھی تک غیر مسلموں کے زیر نگین ہیں انہوں نے ان کی خوشنودی حاصل کرنے اور اپنے اقتدار کے تحفظ کی خاطر ان کی روش کو ہنوز جاری رکھا، ان ممالک کے عوام میں سے

Marfat.com

بعض لوگ بھی اپنے حکمرانوں کی نقالی میں علماء کے وقار کو کم کرنا، ان کی توہین و تنقیص کرنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں ایک اور گروہ بھی علماء دین کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کرتا ہوا نظر آتا ہے، یہ طبقہ متصوفین یعنی غیر تربیت یافتہ، جاہل، بدعقیدہ، بے علم اور نام نہاد صوفیہ کا ہے، یہ طبقہ علماء دین کے ساتھ یہ انداز اس لئے اختیار کرتا ہے کہ علماء کرام ان کا اصل چہرہ اور ان کی اصل حقیقت قرآن وحدیث کی روشنی میں عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ و تابعین عظامؒ اپنے علماء و مشائخ کے ساتھ بہت احترام سے پیش آتے، صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ جب وہ حضرت ابی بن کعبؓ سے کوئی حدیث دریافت کرنے کے لئے تشریف لے جاتے تو ان کے مکان پر پہنچ کر ان کو آواز دیتے اور نہ ہی دروازے پر دستک دیتے بلکہ دروازے کے باہر بیٹھ جاتے جب وہ خود ہی باہر تشریف لاتے تو ان سے مسئلہ دریافت کرتے۔ حضرت ابی بن کعبؓ آپ کو دیکھ کر فرماتے، اے رسول ﷺ کے چچا زاد بھائی آپ نے دروازے پر دستک دے کر کیوں نہ اطلاع کی تو میں (ابن عباس) کہتا:-

اَلْعَالِمُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّۃٍ وَ قَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ حَقِّ نَبِیِّہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ

عالم اپنی قوم میں نبی کی طرح ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی شان میں سورۃ الحجرات میں فرمایا ہے کہ ان کے باہر آنے کا انتظار کیا کرو۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ سید محمود آلوسی بغدادیؒ (م 1270ھ) نے تفسیر روح المعانی میں حضرت ابوعبیدہ جو ایک بلند پایا عالم تھے کا ایک قول نقل کیا ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے کبھی کسی عالم کے دروازے پر جا کر دستک نہیں دی بلکہ ان کا انتظار کرتا جب وہ خود باہر تشریف لاتے تو میں ان سے استفادہ کرتا۔

Marfat.com

علماء کرام کا یہ وہ ادب و احترام ہے جو صحابہ کرامؓ اور دیگر بزرگان دین ؒ کیا کرتے تھے۔

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں "لَنْ یَصْلَحَ آخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا بِمَا صَلَحَ بِهٖ اَوَّلُهَا " اس امت کے آخر کی اصلاح اس سے ہوگی جس سے اس کے اول کی اصلاح ہوئی تھی لہذا اس حوالے سے اس کتاب میں قرآن وسنت اور اکابرین دین کے حوالے سے زیر نظر مسئلہ پر بحث کی گئی تا کہ اس امت کی اصلاح ہو سکے۔

آج ہم اس دور سے گزر رہے ہیں جس میں علماء کی تعداد بہت کم ہے اور خطباء کی تعداد بہت زیادہ، علماء کرام کی اس کیفیت کے بارے میں علامہ نورالدین الھیثمی نے مجمع الزوائد کی " کتاب العلم " حدیث نمبر 530 میں روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

اِنَّکُمْ فِیْ زَمَانٍ عُلَمَاؤُہٗ کَثِیْرٌ وَّ خُطَبَاؤُہٗ قَلِیْلٌ ...... سَیَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَقِلُّ عُلَمَاؤُہٗ وَ یَکْثُرُ خُطَبَاؤُہٗ

آپ ایسے دور میں ہیں جس میں علماء زیادہ ہیں اور خطیب کم عنقریب ایک ایسا دور آئے گا جس میں خطیب زیادہ ہوں گے اور علماء کم۔

لہذا اس قحط الرجالی کے دور میں علماء دین کو غنیمت جاننا چاہیے اور ان کا احترام اپنے اوپر لازم کرنا چاہیے کیوں کہ انہی کے ذریعہ سے عہد رسالت مآب ﷺ سے لے کر آج تک دین قائم ہے اور قیامت تک قائم رہے گا۔

اسلامی تعلیمات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ علم کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اس نے اپنے فضل وکرم سے انبیاء کرام کو خصوصی اور دیگر انسانوں کو عمومی علم سے نوازا۔ قران مجید اور احادیث رسول ﷺ انسانوں کو تحصیل علم پر نہ صرف راغب کرتی ہے بلکہ اسے مسلمانوں کے لئے بلا کسی تمیز کے فرض قرار دیتی ہے، اسلام نے علم کو نہ صرف امانت قرار دیا بلکہ اس

Marfat.com

امانت کو آگے دیانت داری سے اس کے اہل سپرد کرنا بھی ضروری قرار دیا نیز حصول علم کے عمل کو ہر روز جاری رکھنا حیات اور اس عمل کو روک دینا موت قرار دیا۔

اسلام علم کے حصول بالذات مقصود قرار دینے کے ساتھ ساتھ اسے عبادت بھی قرار دیتا ہے اسے نہ صرف باہم خوشحالی کا ذریعہ قرار دیا بلکہ اسے مقصد حیات کے حصول کے لئے لازمی فرمایا۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق دنیا میں انسان اللہ تعالیٰ کا نائب اور اس کا فرض منصبی فرائض خلافت کو ادا کرنا ہے، یہ فرائض عقائد صحیحہ اور اعمال صالح پر مشتمل ہیں، ان کی ادائیگی بھی علم کے بغیر ممکن نہیں۔ آپ ﷺ نے اعمال حسنہ کی جزاء جنت اور اعمال سیئہ کی سزا جہنم بتائی، ان اعمال میں تمیز بھی علم سے ہی ممکن ہے، آپ نے اس طریق علم کی مذمت فرمائی جس سے انسان نہ خود مستفید ہو اور نہ دیگر لوگ اس سے استفادہ کریں۔

والد گرامی حضرت علامہ محمد صدیق صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ نے جامعہ غوثیہ نور غلہ منڈی سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ میں 21 جون 1968ء سے لے کر 9 اپریل 2004ء تک خطبہ جمعۃ المبارک کی ادائیگی کا فرض ادا کیا۔ اسی دوران آپ نے دینی موضوعات کے علاوہ معاشرتی واصلاحی معاملات کو بھی اپنا موضوع سخن بنایا اس سے قبل خطبات ہی کی صورت میں بیان کردہ سورۃ فاتحہ کی "تفسیر فاتحۃ الکتاب" طبع ہو چکی ہے۔

اب آپ نے جمادی الاولیٰ 1422ھ بمطابق 27 جولائی تا 17 اگست 2001ء کے چاروں خطبات میں علم دین اور علماء دین کی فضیلت واہمیت اور اس سے متعلقہ مسائل بیان کئے۔ دوست واحباب نے ان خطبات کو طبع کرانے کی خواہش کا اظہار کیا، اس کے بعد اس کی ترتیب، تسوید اور تخریج کی ذمہ داری راقم الحروف کو سونپی گئی۔

خطبات کو تحریری شکل میں مدون کرنا ایک مشکل کام ہوتا ہے بہر حال بندہ نے اپنی کم مائیگی اور کم علمی کے باوجود اس کام کو شروع کیا۔ تدوین وتسوید کے دوران تقریر کے انداز اور الفاظ

کو قدرے تبدیل کرنا پڑا اور متعدد مقامات پر حسب ضرورت اضافہ بھی کیا گیا تاکہ موضوع کی مزید وضاحت ہو سکے۔

ترتیب کے دوران تمام حوالہ جات کے اصل ماخذ و اسناد بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے البتہ بنیادی ماخذ کی عدم دستیابی پر ثانوی ماخذ کا بھی سہارا لیا گیا ہے۔ قارئین کی سہولت کے پیش نظر اسناد و حواشی ہر باب کے آخر میں دیئے گئے ہیں۔

اگرچہ کتاب چار خطبات پر مشتمل ہے لیکن تسوید و ترتیب کے بعد ان خطبات کو چار ابواب کا نام دے دیا گیا ہے۔ جن کی ترتیب یوں ہے۔

باب اول

اس باب میں اولاً مختصر انداز سے علماء دین کے بارے میں عوام کے خیالات کو بیان کیا گیا ہے نیز اسی پس منظر میں فرضیت علم، علم دین کی فضیلت اور خلافت الٰہیہ میں معیار علم ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔

باب دوم

اس باب میں اولاً قرآن مجید و احادیث رسول ﷺ سے علم دین کی فضیلت اور پھر علماء دین کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے نیز فقہاء کرام کے نزدیک علماء دین کی فضیلت اور ان کی شان میں کی گئی گستاخی کا شرعی حکم بھی واضح کیا گیا ہے۔

باب سوم

صوفیہء کرام کے نزدیک علماء کی فضیلت اور علماء کی اقسام اس باب میں بیان کی گئی ہیں۔

Marfat.com

باب چہارم

اس باب میں عوام کے اس تصور پر تنقید کی گئی ہے کہ عالم اور ہوتا ہے اور صوفی اور۔ بیعت کرنے کا مجاز صرف صوفی ہوتا ہے اور کوئی نہیں نیز عالم شریعت کا بیعت لینے کا مجاز ہونا اور شیخ کامل کی شرعی شرائط پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

علم دین اور علماء دین کی فضیلت پر اگرچہ اس سے قبل بھی متعدد کتب تصنیف کی گئی ہیں لیکن اس انداز سے یہ کتاب اپنی منفرد حیثیت رکھتی ہے۔

میں کتاب کی تسوید و تحقیق اور تخریج کے ضمن میں اللہ تعالیٰ اور پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کا شکر بجالاتا ہوں جن کی توفیق اور رحمت سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

میں جناب زاہد حسین شاہ نیو علی پرنٹرز سانگلہ ہل کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر کتاب کو کمپوزنگ سے مزین کیا۔ پروفنگ کی اغلاط حتی المقدور دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن پھر بھی قارئین سے درخواست ہے کہ جہاں کہیں کسی قسم کی غلطی محسوس کریں تو ضرور رہنمائی کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ

گر قبول افتد زہے عزوشرف

ڈاکٹر محفوظ احمد
ایم اے عربی، اسلامیات، سیاسیات (P.U.)
ایم فل اسلامیات (A.I.O.U.)، پی ایچ ڈی (S.U.)
ایسوسی ایٹ پروفیسر اسلامیات جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

مورخہ : 24 مارچ 2006ء

Marfat.com

تعارف مصنف

ابتدائی حالات

آپ کا نام محمد صدیق ہے۔فروری 1927ء مین موضع رگالہ تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے، دین محمد نامی ایک شخص لیسر خورد کے امام مسجد تھے، یہ میرے دادا جان کے دوست تھے، انہوں نے ایک بار میرے دادا حضور کو یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے کسی ایک بیٹے کو دین کی تعلیم ضرور دیجئے، اس مشورے پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے اپنے تین بیٹوں کو مدرسہ میں داخل کیا لیکن دینی علم کی تکمیل صرف والدگرامی کے حصے میں آئی، اس کا آغاز ایسے ہوا کہ آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول لیسر کلاں تحصیل شکر گڑھ سے مکمل کی، اس کے بعد علی پور سیداں شریف کے ایک مدرسہ میں آپ داخل ہوئے جہاں 7 ماہ میں قرآن حکیم ناظرہ پڑھنے کے علاوہ درس نظامی کی ابتدائی کتب پڑھیں۔اس وقت آپ کو امیر شریعت حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ (م 1370ھ) سے بھی مصاحبت کا شرف حاصل ہوا۔

تعلیم

1942ء کے آخر میں شکر گڑھ کے ایک قصبہ سکھو چک میں حضرت مولانا غلام جیلانی ہزاروی تلمیذ شیخ القرآن حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی (م 1970ء) نے ایک مدرسہ قائم کیا۔ بایں وجہ آپ علی پور سیداں شریف سے یہاں آگئے، یہاں آپ نے مولانا غلام جیلانی سے پند نامہ، گلستان، بوستان، ابواب الصرف، دستور المبتدی، زنجانی، مراح الارواح، ہدایت النحو، شرح ماتہ عامل اور منیۃ المصلی پڑھیں۔

1945ء میں آپ مدرسہ حزب الاحناف لاہور تشریف لے آئے ابتداً یہاں کا موسم موافق نہ آنے کی وجہ سے آپ دریائے بیاس کے کنارے واقع ایک موضع پیٹہ ضلع گورداس پور

جہاں پیر سید چراغ علی شاہ صاحبؒ (م 1389ھ) نے دارالعلوم چراغیہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا ہوا تھا میں داخل ہوئے، یہاں حضرت مولانا عبدالعزیزؒ (م 1995ء، جن کا مزار گوجرہ کے بڑے قبرستان میں موجود ہے) سے کسب علم کیا پھر پاکستان بننے کے بعد 1947ء میں مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں دوبارہ داخل ہو گئے پھر یہاں سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ اس مدرسہ میں جن اساتذہ کرام سے کسب فیض حاصل کیا ان میں مولانا سید محمد منورؒ (قریبی عزیز شیخ الحدیث مولانا سید احمدؒ)، مولانا محمد امین الحق کیمبل پوریؒ، مولانا محمد انورؒ، حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمیؒ (م 1998ء) اور شیخ الحدیث حضرت علامہ سید احمدؒ (م 1398ھ/1978ء) زیادہ معروف ہیں۔ اسی دوران آپ نے مولانا حکیم نور احمدؒ سے طب کی تعلیم بھی مکمل حاصل کی۔ 1949ء میں آپ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔

عملی زندگی

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ کچھ عرصہ مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں رہے، اس کے بعد ساہیوال ضلع سرگودھا کے قریب قصبہ لکھی وال میں بطور مدرس مقرر ہوئے، کچھ عرصہ بعد یہاں سے واربرٹن اور شیخوپورہ میں بھی مقیم رہے۔ 1953ء میں سجادہ نشین مکان شریف حضرت پیر سید محفوظ حسین شاہ صاحب کے فرمان کے مطابق خانقاہ مکان شریف کے مدرسہ "مدرسۃ القیوم" بھلیر چک 119 سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ میں بطور مدرس تشریف لے آئے، 8 دسمبر 1960ء کو آپ کے والد محترم کا وصال ہوا، اس مدرسہ میں 1965ء تک درس و تدریس کا فریضہ انجام دیا اسی دوران محکمہ اوقاف کی طرف سے اس خانقاہ کی جامع مسجد میں بطور خطیب بھی فرائض سرانجام دیئے۔ 1965ء میں مرید کے تبادلہ ہو جانے کے باعث محکمہ اوقاف کی ملازمت کو یہ کہہ کر استعفیٰ دے دیا کہ ایک عالم دین کو یہ زیب نہیں دیتا

Marfat.com

کہ وہ محض تنخواہ کی خاطر ایک مسجد سے دوسری مسجد میں جائے۔ 21 جون 1968ء سے لے کر 19 اپریل 2004ء تک جامع مسجد نور غوثیہ سانگلہ ہل میں خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ بعد ازاں مرکزی رضوی جامع مسجد سانگلہ ہل میں 4 فروری 2005ء بمطابق 24 ذی الحجہ 1425ھ تک اعزازی طور پر خطابت کرتے رہے۔

13 جون 1972ء کو آپ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوا۔ 1977ء میں آپ نے بھلیر چک 119 سے سانگلہ ہل رہائش منتقل کی، اسی سال جامعہ صدیقیہ مجددیہ کے نام سے سانگلہ ہل میں ایک مدرسہ قائم کیا جہاں ہنوز تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہے۔ 11 فروری 2005ء بمطابق یکم محرم 1426ھ سے 30 دسمبر 2005ء بمطابق 27 ذیقعد 1426ھ تک اسی جامعہ کی مسجد میں خطبہ جمعۃ المبارک دیا۔ جامع مسجد نور غوثیہ سانگلہ ہل کی انجمن کی معذرت اور پرزور اصرار پر 6 جنوری 2006 بمطابق 5 ذی الحج 1426ھ سے دوبارہ خطبہ جمعۃ المبارک کا آغاز جامع مسجد نور غوثیہ میں کیا۔

راقم الحروف کی والدہ محترمہ کا انتقال 24 جنوری 2001ء بمطابق 28 شوال 1421ھ بروز بدھ ہوا۔

تلامذہ

مدرسۃ القیوم بھلیر چک 119 میں جن طلباء نے آپ سے درس نظامی کی تکمیل کی ان میں صاحبزادہ سید حسام القیوم سجادہ نشین مکان شریف، مولانا عبدالرؤف، مولانا عبدالرشید ارشدؒ (م 1989ء، چونترانوالہ تحصیل چنیوٹ)، مولانا حکیم محمد اظہر (بھلیر چک 119)، مولانا غلام رسول (م 1999ء) شیخوپورہ، مولانا قاری محمد یوسف سیالوی شیخوپورہ، مولانا محمد حنیف مجددی سانگلہ ہل، مولانا سید مظفر حسین بخاری (م 2003ء)، مولانا محمد لقمان فیضی ساہیوال اور حافظ محمد نصیر احمد کمال پور (دارالاحسان) زیادہ معروف ہیں۔

Marfat.com

جامعہ صدیقیہ مجددیہ سانگلہ ہل سے جن طلباء نے آپ سے کسب علم کیا، ان میں راقم الحروف کے علاوہ مولانا محمد فیاض سانگلہ ہل، حافظ محمد عزیز الرحمٰن، پروفیسر ڈاکٹر محفوظ احمد، مولانا عبدالسلام شکرگڑھ، علامہ محمد اشرف (نائب ناظم جامعہ قادریہ فیصل آباد)، مولانا محمد سلیمان سانگلہ ہل، صاحبزادہ سید اظفار حیدر مکان شریف بھلیر چک 119 اور محمد طیب صدیقی شکرگڑھ زیادہ معروف ہیں۔

سلسلہ بیعت

سلسلہ طریقت کے لحاظ سے آپ نقشبندی مجددی ہیں، حضرت پیر سید محمد فیض احمد قندھاریؒ (م 1380ھ) سے آپ نے اس سلسلے کا روحانی فیض حاصل کیا، ان کے علاوہ آپ کو حضرت شیخ الحدیث مولانا سید احمد لاہوریؒ اور حضرت پیر سید محفوظ حسینؒ سجادہ نشین مکان شریف سے بھی سلسلہ بیعت کے اجراء کی اجازت حاصل ہے اسی لئے آپ نے اسی سلسلے کو جاری رکھا ہوا ہے۔

سفر حج

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو مرتبہ (1982ء اور 1995ء) حج اور دو مرتبہ عمرہ کی سعادت فرمائی۔ حج کے علاوہ آپ نے ایک مرتبہ زمانہ طالب علمی میں اور دو مرتبہ (دسمبر 1980ء اور نومبر 1983ء) قیام پاکستان کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دربار عالیہ سرہند شریف میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔

تصنیفات

درس وتدریس کے علاوہ آپ نے متعدد موضوعات پر قلم اٹھایا ہے اور اس طرح متعدد کتب بھی تصنیف کیں ان میں القول الشنیع، تحقیق ماتم اور تفسیر فاتحۃ الکتاب زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں جبکہ عظمت علماء زیر طبع ہے اس کے علاوہ بہت سا قلمی کام موجود ہے جن کی طباعت مستقبل قریب میں ممکن ہے۔

Marfat.com

اولاد امجاد

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا ہے۔چار بیٹے پرائیویٹ اور گورنمنٹ سروس کر رہے ہیں، صاحبزادہ ڈاکٹر محفوظ احمد گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر اسلامیات تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ راقم الحروف جامعہ صدیقیہ مجددیہ کی نظامت کے علاوہ جامعہ کی مسجد میں خطابت کے فرائض بھی سرانجام دے رہا ہے نیز مدنی طبی ہسپتال کے نام سے ایک ہسپتال بھی قائم کیا ہوا ہے جس میں بے شمار افراد جسمانی امراض سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على رحمة للعالمين وعلى آله واصحابه اجمعين.

صاحبزادہ مفتی محمد اظہار القیوم

ناظم جامعہ صدیقیہ مجددیہ سانگلہ ہل ضلع ننکانہ صاحب

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ فَضَّلَ بَنِیۡ آدَمَ بِالۡعِلۡمِ وَالۡعَمَلِ عَلٰی جَمِیۡعِ الۡعَالَمِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الۡعَرَبِ وَ الۡعَجَمِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ یَنَابِیۡعِ الۡعُلُوۡمِ وَالۡحِکَمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ، بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ، یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ۔ (سورۃ المجادلہ: 11)

باب اول

علم دین وعلماء دین اور ہمارا معاشرہ

اس باب میں وہ آیات قرآنیہ اوراحادیث مبارکہ جن میں علم دین اور علماء دین کی عظمت اور فضیلت بیان کی گئی ہے تحریر کی جائیں گی اس لئے کہ عصر حاضر میں علم دین اور علماء دین کے خلاف ذہنوں میں جو تبدیلی آچکی ہے، اس کے پیش نظر ہم پر فرض ہے کہ ہم اپنے پاکستانی بھائیوں کی قرآن اور حدیث کی روشنی میں رہنمائی کریں۔ ہم سب پر واضح ہے اور اچھی طرح دیکھ اور سن رہے ہیں کہ ہمارا معاشرہ علم دین اور علماء کرام سے کس قدر دور جاچکا ہے اوران دینی رہنماؤں کی وہ عزت اورادب واحترام نہیں رہا جس کے وہ مستحق تھے، ان سے محبت والفت کی بجائے بیزاری کا اظہار کیا جارہاہے، مدح کی بجائے ان کے خلاف ذم کے الفاظ کہے جاتے ہیں۔ دفتروں، بسوں، ریل گاڑیوں اور دیگر مجالس میں علماء دین کے خلاف جو توہین آمیز جملے اور تمسخریہ کلمات کہے جاتے ہیں ہم سب ان سے بے خبر نہیں، لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہم برائی سننے کے عادی ہیں لیکن منع کرنے کی جرات نہیں رکھتے لہذا نوبت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے کہ ہماری مساجد کے نمازی جس امام اور خطیب کے پیچھے روزمرہ کی

Marfat.com

نمازیں اور نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ عبادت کے لئے امام صاحب کو ضامن ٹھہرا کر پیچھے اس امام کے کہہ کر اقتدا کرتے ہیں اور یہ سمجھتے بھی ہیں کہ نماز کی تکمیل امام کے واسطہ سے ہی ہوتی ہے، لیکن پھر بھی اسی امام میں عیوب و نقائص نکالتے ہیں۔

آپ لوگوں کے علم میں ہے کہ ہمارے بعض مسلمان ایسے بھی ہیں کہ جب جمعہ کی نماز سے فراغت پا کر باہر تشریف لاتے ہیں تو مولانا صاحب کی تقریر پر نکتہ چینی اور الزام تراشی شروع کر دیتے ہیں، اگر قرآن و حدیث کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مقررہ وقت سے پانچ منٹ زائد ہو جائیں تو یہ پابندی وقت کا احساس دلاتے ہیں، یہ سلسلہ کافی دن تک جاری رہتا ہے پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ علماء دین کے متعلق ایسی بے حقیقت جھوٹی کہاوتیں ایک دوسرے کو سنا کر ہنستے اور مذاق اڑاتے ہیں جس سے معاشرہ میں علماء دین کو قدر و منزلت کی بجائے لوگ نفرت سے دیکھنے لگ جاتے ہیں، یہ بے نصیب نہیں جانتے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا" لَیۡسَ مِنۡ اُمَّتِیۡ مَنۡ لَّمۡ یَعۡرِفۡ لِعَالِمِنَا " (1)

وہ شخص میری امت میں سے نہیں ہے جس نے ہمارے علماء کے مقام کو نہیں پہچانا۔

دیکھیے علماء دین کا اعزازی خطاب مولانا ہے، اس کے معنی ہیں ہمارے مولیٰ، اچھے اور مودب انسان۔ علماء دین کی عزت و احترام کے پیش نظر انہیں مولانا کے خطاب سے یاد کرتے ہیں جن لوگوں کے دلوں میں نفرت اور بغض کا مادہ پایا جاتا ہے اور علماء دین کی عزت و تکریم انہیں اچھی نہیں لگتی وہ مولانا کے لفظ کو بگاڑ کر ملاں، ملانے و ملانہ کہہ کر دل کی بھڑاس نکال لیتے ہیں، یہ محض علماء دین کی تحقیر کے لئے کہا جاتا ہے کیوں کہ جب کسی کا نام بگاڑ کر لیا جائے تو اس سے تحقیر ہی مراد ہوتی ہے، ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کسی کا نام بگاڑنے سے قرآن حکیم نے منع فرمایا ہے، ارشاد ربانی ہے:-

"وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِیۡمَانِ"(2)

ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو، کتنا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا۔

Marfat.com

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا اصل نام چھوڑ کر کوئی برا نام رکھنا ہے جس کا معنی اچھا نہ ہو یا اصل نام کو بگاڑ کر دوسرا نام بنالینا اور اس سے پکارنا جیسے مولانا کو بگاڑ کر ملاں، ملانہ اور ملانے کہنا، سمجھ دار آدمی اسے سن کر برا کہے گا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ عقل مند انسان کسی کا نام بھی بگاڑ کر لینا پسند نہیں کرتے، چہ جائیکہ علماء دین کے نام بگاڑ کر یا ان کے القاب بگاڑ کر انہیں پکارا جائے، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنهَا۔

آپ نے پاکستان کے کتنے سربراہان، سیاستدان، قانون دان و دانشور اور بڑے بڑے لیڈر دیکھے ہیں کہ وہ علماء دین کے بارے میں ذہن صاف نہیں رکھتے، ان پر نکتہ چینی اور الزام دہی میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ سوء ادب کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کرتے۔

جیسے ایک سیاسی لیڈر نے صدہا سیاستدانوں اور دیگر عام لوگوں کے سامنے یہ کہا تھا کہ قرآن کی سزائیں وحشیانہ سزائیں ہیں۔ کسی سیاست دان و قانون دان و دانش ور اور کسی شخص کی زبان حرکت میں نہ آئی، سب نے زبانیں بند کر لیں، صرف ایک مجاہد اسلام مولانا عبدالستار نیازیؒ (م 20 مئی 2001ء) تھے جو بول اٹھے کہ آپ نے کفریہ کلمہ کہا ہے آپ فوراً توبہ کریں لیکن اس وزیر اعظم نے مولانا پر فتویٰ صادر کرتے ہوئے کہا کہ ایسے مولوی علماء سوء ہیں۔

ایسی سیاست دانی، لیڈری اور قانون دانی کو یا ایسے لوگوں کو ہم کیسے اچھا سمجھیں جو علماء دین کی توہین کا موجب ہیں۔ ایسی سیاست دانی، قانون دانی، دانش وری تو یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس بھی ہے، وہ بھی قرآن مجید اور علماء دین کے متعلق یہی کہتے ہیں جو ہمارے لیڈر، سیاست دان اور دانش ور کہہ رہے ہیں، ان عقلمند لیڈروں کے بیان اخبارات میں آتے رہتے ہیں، ہاں یہ فرق ہے کہ یہود و نصاریٰ مسلمان نہیں ہمارے یہ پڑھے لکھے سیاست دان دانش ور پیدائشی مسلمان کہلاتے ہیں مگر اکثر و بیشتر علماء دین کے خلاف ہیں۔

یہ دین کا نفاذ بھی اسی وجہ سے نہیں چاہتے کہ یہ بنیاد پرست عوام کو صحیح مسلمان بنا دیں گے۔
علماء دین کی عزت واحترام کا تصور جو ہمارے عوام کے دلوں میں بہت کم پایا جاتا ہے اس کا سبب بھی یہی سیاست دان ولیڈر وحکمران اور مغربی تہذیب وتعلیم کے دل دادہ ہیں، کیوں کہ مشہور مثل ہے۔"اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ"
یعنی لوگ اپنے بادشاہوں اور حکمرانوں کی اتباع کرتے ہیں۔
برصغیر پاک و ہند صدی سے زیادہ عرصہ انگریز کا غلام رہ چکا ہے، اس کی تعلیم وتربیت اور صحبت کا اثر بڑے بڑے خاندانوں میں ابھی تک موجود ہے، ہم جو قرآن وحدیث کی حکمرانی اور علماء دین کی عزت نہیں چاہتے یہ یہود اور نصاریٰ ہی کا اثر ہے، ہم تقریباً چودہ سو سال سے دیکھ رہے ہیں کہ یہود و نصاریٰ اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں ،انہوں نے بڑی چالاکی اور شاطری سے مسلمانوں کو اپنے پیچھے لگا رکھا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ اگر اسلام کا غلبہ ہو گیا تو ہم مغلوب ہو کر رہ جائیں گے لہذا اپنی تعلیم وتہذیب اور ثقافت مسلمانوں کے گھر گھر پہنچا دی جائے ،اس مقصد کی تکمیل کے لئے انہوں نے پاکستان کے بڑے بڑے امراء اور حکمرانوں کو خریدا ہے، انہی لوگوں کو انہوں نے اپنا آلہ کار بنا رکھا ہے جو اسلام اور علماء دین کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں اور اسلامی حکومت کے قیام کی مخالفت میں سرگرم رہتے ہیں۔ وہ اپنی کامیابی اسی میں سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے علماء دین کی جو عزت اور وقار قائم ہے وہ اس قدر لوگوں کے دلوں سے گرا دیا جائے تا کہ مسلمان ان کی وعظ ونصیحت اور کسی بات کو قبول نہ کریں، دین کی رونق وشوکت مٹ جائے اور دنیاوی عیش پرستی کی طرف لوگوں کا رجحان ہو جائے۔ یہ لوگ علماء دین کے متعلق لوگوں سے کہتے ہیں کہ ان کی بات نہ سنو یہ تمہیں صدیوں پیچھے لے جانا چاہتے ہیں، یہ ترقی پسند نہیں بلکہ رجعت پسند ہیں۔ یہ بنیاد پرست اور دہشت گرد ہیں۔

یہ لوگ اسی بنا پر علماء دین کو پہلے دقیانوسی کہتے تھے، ہمارے لوگ بھی ان کی پیروی میں علماء دین کو دقیانوسی کا خطاب دیتے رہے پھر اسلام پرست کہنے لگے پھر اس سے ہٹ کر بنیاد پرست مشہور کیا اور آج کے علماء دین کو دہشت گرد کہا جا رہا ہے، اس نام کی شہرت اور پروپیگنڈہ پوری دنیا میں کر دیا گیا ہے اور یہ نام محض اس لئے رکھا گیا کہ قرآن وحدیث کے مطابق علماء دین جہاد فی سبیل اللہ کی دعوت دیتے ہیں، لہٰذا یاد رہے کہ یہود اور نصاریٰ کے نزدیک ہر وہ شخص دہشت گرد ہے جو قرآن وحدیث کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔

ان دشمنان دین کے نزدیک مدارس دینیہ جہاں قرآن وحدیث کی تعلیم دی جاتی ہے وہ دہشت گردی کے مراکز ہیں۔ یہود ونصاریٰ اسی بنا پر کوشش کر رہے ہیں کہ پاکستان کے مدارس دینیہ کو حکومت اپنی تحویل میں لے اور علماء دین پر سخت پابندیاں عائد کر دے تاکہ دین کی آزادانہ تبلیغ نہ کر سکیں اور اس پر عمل درآمد کروانے کے لئے وہ پاکستان پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔

مسلمان بھائیو! اس صورت حال میں ہمیں کیا کرنا چاہیے، آیا اسلام دشمن اور ان کے پیروکار کی اتباع کرتے ہوئے علماء دین اور اسلام سے ہٹ جانا چاہیے؟ کیا علماء دین کی نفرت اور ان سے دور رہ کر بے علمی اور بے عملی کی زندگی سے نجات آخروی حاصل کر لیں گے اور کیا اس طریق سے پاکستان کے معرض وجود میں آنے کی غرض وغائت پوری ہو جائے گی؟ یا دشمنان دین کے عزائم کی تکمیل کرنے میں ہم مدد اور معاون ثابت ہوں گے۔

ہمیں ایک امت مسلمہ ہونے کی حیثیت سے سوچنا چاہیے کہ ہم پر کیا فرض عائد ہوتا ہے، ہم جب مسلمان ہیں اور پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے تو ہمیں اسلامی حکومت بنانے میں کیا خطرہ لاحق ہے۔ یہود ونصاریٰ تو ہمیں اپنے جیسا دیکھنا چاہتے ہیں، ہمیں یہودیت اور نصرانیت کے روپ اختیار کرنے کا کیا حق ہے، جب کہ ہم آخر الزماں نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام کا کلمہ پڑھتے اور مسلم کہلاتے ہیں، انہوں نے ہمیں کیا کچھ نہ دیا اور ہمارے لوگوں نے کیا کچھ نہ قبول کیا، ہمارا معاشرہ کہاں تک جائے گا۔ ہم علماء کرام ہی سے دور نہیں ہو رہے بلکہ دین اسلام سے بھی دور ہو رہے ہیں بلکہ دور ہو چکے ہیں۔ کم لوگ دین کا نام لیتے ہیں، دین اسلام کے علاوہ یہودیوں نے اپنی شاطرانہ چال سے قرضہ کی کمند پاکستان کے گلے میں ڈال دی ہے، ہماری بے خودی کا عالم یہ ہے کہ جب وہ ہمارے لئے کسی قرضہ کو منظور یا ری شیڈول کرتے ہیں تو ہم بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں بہر حال یہ یہود و نصاریٰ پاکستان کی سرزمین میں کاروبار کے لئے داخل ہو چکے ہیں اور ہم اس پر بھی خوش ہیں لیکن اس کا نتیجہ کتنا بھیانک ہوگا یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا، ہمیں اس صورت حال میں مکمل اتفاق واتحاد سے کتاب وسنت کی حاکمانہ برتری کی کوشش کرنا ہوگی، اگر ہم نے کتاب وسنت اور علماء دین سے رخ پھیر لیا تو پھر وہ دن دور نہیں (اللہ تعالیٰ اسے دور رکھے) جب ہم مسلمان یہود و ہنود اور نصاریٰ کے ہاتھوں مزید ذلیل ہو کر رہ جائیں گے، اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو، ان کی دوستی سے اللہ تعالیٰ نے حکماً منع فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ (3)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ تم دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق سے جو تمہارے پاس آچکا ہے کفر کرتے ہیں۔

پاکستان کی برتری اور ترقی اسی میں ہے کہ اسلام کی تعلیم عام اور لازمی کر دی جائے، ہر بچہ اور نوجوان قرآن وسنت کی باتیں کرنے لگے اور ان پر عمل پیرا ہو، صحابہ کرامؓ کی سیرت سکھائی جائے جو ہمارے لئے ستاروں کی مانند ہیں، ان کی سیرت ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور ان کا کردار ہمارے لئے منبع ہدایت ہے، اندرونی و بیرونی ہماری کل خرابیوں کا علاج

صرف کتاب وسنت میں ہے، اس کے سوا ذلت اور خسرت ہے۔ قرآن مجید وہ کتاب ہے جس کی صفت شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ (4) ہے۔

یعنی یہ ہمارے سینوں میں موجود تمام بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔

اس کی شان هُدًی لِّلنَّاسِ (5) ہے یعنی یہ تمام انسانوں کے لئے منبع ہدایت ہے۔

اس کا جمال رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (6) ہے یعنی یہ ایمان والوں کے لئے باعث رحمت ہے، اس کا کمال تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (7) ہے یعنی اس میں ہر بات کو اجمالاً بیان کیا گیا ہے۔

اگر یہ قرآن تمام بیماریوں اور بداخلاقیوں کا علاج نہ ہوتا اور تمام دینی و دنیاوی برتریوں اور ترقیوں کا ضامن نہ ہوتا تو نبی آخرالزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل نہ ہوتا اور نہ ہی اس کی تعلیم و تربیت ہم پر فرض ہوتی، جب ایسا نہیں تو ہم کو یقین محکم کر لینا چاہیے کہ اولاد آدم جہاں بھی ہیں ان سب کے لئے یہی قرآن مکمل ضابطہ حیات ہے اور تمام کمزوریوں اور خرابیوں کے علاج کی صلاحیت رکھے ہوئے ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَاما وَ یَضَعُ بِهٖ آخَرِیْنَ (8)

بے شک اللہ اس کتاب یعنی قرآن کے ذریعہ قوموں کو عروج دیتا ہے اور اسی کے ذریعہ ہی کتنی قوموں کو ذلت اور خواری میں مبتلا کرتا ہے۔

یعنی جس قوم نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا یقیناً وہ ترقی یافتہ ہوئی اور جس نے اس کو چھوڑا وہ ذلیل و خوار ہوئی۔ ہمارے مسلمان بھائیوں کا یقیناً اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ ہمیں پوری توجہ کے ساتھ خود بھی اور اپنی اولاد کو بھی اس کی طرف لگانا ہوگا، ہمیں شاید اس بات کا احساس نہیں ہے یا کسی نے احساس دلایا نہیں کہ پوری امت مسلمہ پر یہ ذمہ داری فرض کر دی گئی ہے کہ وہ حسب لیاقت اور استعداد اسلام کی ترویج کرے اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں ہر ممکن طریقے سے شمولیت اختیار کرے۔ عمارت کھڑی کرنے کے لئے صرف معمار ہی کافی نہیں بلکہ دیگر عملہ بھی ضروری ہوتا ہے ورنہ عمارت تیار نہ ہوگی، اسلام کی

Marfat.com

عمارت قائم کرنے کے لئے صرف علماء دین کا ہی ہونا ضروری نہیں بلکہ تمام امت مسلمہ کا ساتھ ہونا ضروری ہے، ورنہ اسلام کی عمارت کبھی قائم نہیں ہو سکتی۔ یہ ضرورت آپ کے سامنے ہے قرآن کریم نے فرمایا:

کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَ تَنھَونَ عَنِ المُنکَرِ وَ تُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ (9)

تم بہترین امت ہو لوگوں کی رہنمائی کے لئے معبوث کئے گئے ہو، اچھے کام کا حکم دیتے ہو اور برے کام سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت میں تمام امت کو حضور ﷺ کی نیابت کا درجہ دیا ہے، گویا پوری امت مسلمہ کے لئے دین کی ترقی اور اشاعت کا کام فرض کر دیا گیا ہے، آج ہم صرف اسی صورت میں خیر الامم کہلا سکتے ہیں کہ ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں، افسوس ہم نے دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری کو علماء کے ذمہ کر دیا ہے اور خود بری الذمہ ہو کر بیٹھ گئے حالانکہ قرآن کریم نے ہمیں بری الذمہ نہیں کیا بلکہ اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کا فریضہ ہم پر لازم گردانا ہے، تنہا علماء کرام اشاعت اسلام میں کامیاب نہیں ہو سکتے تا وقتیکہ تمام مسلمان تعاون اور ساتھ نہ دیں، حضور ﷺ نے اشاعت دین کے لئے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے متعلق یہ دعا فرمائی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الاِسلَامَ بِعُمَرَ بنِ الخَطَّاب (10)

اے اللہ عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کی مدد فرما۔

ہمیں بھی اس پر عمل کرتے ہوئے علماء کرام کے ساتھ مل کر اسلام کی اشاعت کرنا ہوگی، یہ ہمارا دینی فریضہ ہے، اس کے بغیر ہمارا چھٹکارا ممکن نہیں۔

اسلام کی دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری امت مسلمہ (جس کو خیر امت کہا گیا ہے) پر اس لئے ڈالی گئی ہے کہ حضور ﷺ آخر الزماں نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد اور کوئی نبی پیدا

Marfat.com

ہونے والا نہیں ہے جو تبلیغ دین کے فرائض سرانجام دے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کے فرض منصبی کو امت مسلمہ کے حوالہ کر دیا ہے تاکہ یہ سلسلہ تبلیغ جاری وساری رہے اور لوگوں پر اتمام حجت بھی پوری ہوتی رہے کیوں کہ امت مسلمہ کی تبلیغ و دعوت درحقیقت حضور ﷺ ہی کی تبلیغ و دعوت ہے، اس ذمہ داری میں اگر کسی مسلمان نے اپنی استعداد کے مطابق تبلیغ دین میں شمولیت نہ کی تو وہ گناہ گار اور سخت مجرم ہوگا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہوگا۔

آج اس پر عمل کرنے کی سخت ضرورت ہے کہ امت مسلمہ کا ہر فرد حسب ضرورت ولیاقت اور استعداد، مکمل اتحاد اور اتفاق کے ساتھ اسلام کی برتری اور سرفرازی کے لئے تبلیغی فرائض پوری ذمہ داری کے ساتھ سرانجام دے۔

انسانی زندگی میں علم کو بہت اہمیت حاصل ہے اگرچہ انسان کی جسمانی ضرورت خوراک، لباس اور مکان ہے لیکن ان ضروریات کا حصول علم کے بغیر ممکن نہیں، ان کے علاوہ انسان کی معاشرتی زندگی سے متعلق اہم امور جیسے عدل وانصاف، امن وامان، حفاظت خود اختیاری اور معرفت الٰہی بھی علم کے بغیر ممکن نہیں۔ علم وہ دولت ہے جس کی اہمیت ہر دین اور ہر نظام حیات میں مسلمہ رہی، یہی وجہ ہے کہ ہر قوم نے علم کی اہمیت کو سمجھا، ہر حکومت نے اس کی ترویج پر زور دیا، علم کی اس اہمیت کے پیش نظر آج قوموں کی جنگیں میدان جنگ کی بجائے کلاس رومز میں لڑی جاتی ہیں۔

عالمگیر سطح پر علم کی یہ اہمیت دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ علم کی اہمیت جس انداز سے اسلام میں بیان کی گئی ہے، کائنات کا کوئی بھی مصلح اور قائد علم کی اہمیت اس طرح بیان کرنے سے قاصر ہے، حضور اکرم ﷺ نے اسلامی معاشرے میں انسان کی عزت کا معیار علم قرار دیا جب کہ دیگر نظام ہائے زندگی میں عزت کا معیار دولت قرار دیا گیا، اس معاشرے کے لوگ

۲۴۵۸۲ ے

Marfat.com

دولت کو ضرورت کے پیش نظر نہیں بلکہ عزت کا معیار ہونے پر حاصل کرتے ہیں جب کہ اسلامی معاشرے کے لوگ علم کو عزت کا معیار ہونے کے باعث حاصل کرتے ہیں۔

فرضیت علم

دینی تبلیغ کے علاوہ امت مسلمہ پر جو فرض عائد ہوتا ہے وہ تعلیم دین کا فرض ہے، جس کے بغیر تبلیغ دین کی ذمہ داری کو پورا کرنا ممکن ہی نہیں اور یہ فرض خصوصاً علماء دین کی جماعت پر عائد ہوتا ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا۔

تَعَلَّمُوْا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ (11) یعنی علم سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ۔

اس حدیث مبارکہ سے دو باتوں کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اول علم کا سیکھنا، دوم علم دین کی تعلیم دینا۔ علم سیکھنے کے بارے میں دوسری حدیث یہ ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (12) یعنی علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے علم علماء دین ہی سے سیکھا جا سکتا ہے اور علم دین سکھانا علماء دین کے لئے ضروری ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْراً يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ "(13)

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے اور علم سیکھنے ہی سے آتا ہے۔

حضرت ربیعہؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے پاس علم ہو اس کو یہ سزاوار نہیں کہ وہ اپنی ذات کو کسی دوسرے کام میں مشغول کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "كُوْنُوْا رَبَّانِيِّيْنَ حُكَمَاءَ، عُلَمَاءَ، فُقَهَاءَ وَيُقَالُ الرَّبَّانِيُّ الَّذِيْ يُرَبِّي النَّاسَ بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ كِبَارِهٖ (14)

تم ربانی ہو جاؤ یعنی دانا علماء وفقہاء بن جاؤ، کہا جاتا ہے کہ عالم ربانی وہ شخص ہے جو لوگوں کو بڑے بڑے علوم سے پہلے علم کی چھوٹی چھوٹی باتیں سکھائے یعنی معلم بتدریج علم سکھاتے سکھاتے درجہ کمال تک پہنچائے۔

بہر حال علم استاذ (معلم) سے سیکھے بغیر نہیں آتا اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں علم نہیں، فطرت میں قابلیت اور استعداد علم ہے، اسی استعداد اور قابلیت کی بنا پر انسان طلب علم کا جذبہ رکھتا ہے، ماں کے پیٹ سے انسان جہالت لے کر آیا ہے، گویا جہالت انسان کی فطرت میں داخل ہے یہ کسی سے سیکھی نہیں جاتی اس کے لئے کوئی مدرسہ اور کالج نہیں بنایا گیا اور نہ ہی کسی ماسٹر یا پروفیسر کو جہالت سکھانے کے لئے متعین کیا جاتا ہے کہ وہ طلبہ کو جہالت سکھائے اور نہ ہی کسی سکول اور کالج میں اس کی اسناد اور ڈگریاں تقسیم کی جاتی ہیں ہاں علم کی اسناد بھی دی جاتی ہیں اور تعلیمی اداروں میں ڈگریاں بھی تقسیم ہوتی ہیں، اسناد اور ڈگریاں محنت کے صلہ میں دی جاتی ہیں جب کہ جہالت پیدائشی چیز ہے اور محنت کیسی۔

ہاں تحصیل علم میں محنت درکار ہے۔ روز مرہ کے تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ علم بغیر معلم اور استاذ کے حاصل نہیں ہو سکتا اگرچہ معلم خالق ہو یا مخلوق، نوری ہو یا خاکی، ارضی ہو یا سماوی کیوں کہ ماں کے پیٹ سے علم لے کر کوئی نہیں آتا اس کی شہادت قرآن پاک میں بھی ہے۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (15)

اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا تم کسی شئی کو نہیں جانتے تھے اور تمہیں کان، آنکھ اور دل دیئے تاکہ تم احسان مانو۔

اس آیت میں انسان کے بے علم پیدا ہونے کا ذکر ہے اور جن تین اعضاء کے ذریعہ علم ملتا ہے ان کا ذکر کرتے ہوئے احسان بھی جتلایا ہے، وہ ہے سمع و بصر اور قلب۔ انہی تین اعضاء

سے انسان علم حاصل کرتا ہے۔ جہالت ایک عظیم مرض ہے اور خالق کائنات نے ہر مرض کا علاج بھیجا ہے لہذا مرض جہالت کا علاج قرآن کریم نے علم دین پیش کیا ہے۔ میرے دادا استاذ حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب مراد آبادیؒ (م1948ء) اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انسان اپنی پیدائش کی ابتدا اور اول فطرت میں علم ومعرفت سے خالی تھے، لہذا انسان کو چاہیے کہ ان اعضاء ثلاثہ کے ذریعہ علم پا کر اپنی پیدائشی جہالت کو دور کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں اور اس کی عبادت میں مشغول رہیں۔

(16)

انسانی زندگی کی غرض وغایت رضاء الٰہی اور معرفت الٰہی ہے اور جہالت اس کے حصول کے لئے بہت بڑا حجاب ہے اور اس کے ہوتے ہوئے ہم اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ پروردگار عالم نے ہم پر کرم فرمایا کہ ہمارے لئے حصول علم کے ذرائع اور وسائل پیدا فرما دیئے اور یہ بات اچھی طرح سمجھنی چاہیے کہ قرآن اور احادیث مبارکہ میں جس علم کے حاصل کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا اور اس کا سیکھنا امت پر فرض کر دیا گیا ہے اس سے مراد علم دین ہے جو رسول ﷺ کی وساطت سے امت مسلمہ کو نصیب ہوا اور جو علوم سکولوں اور کالجوں میں بغرض معاش سکھائے جاتے ہیں وہ فنون ہیں، ضرورت کے مطابق ان کا حصول بھی اہمیت رکھتا ہے لیکن حقیقی علم کا اطلاق علم شریعت پر ہی ہوتا ہے جس کے بغیر نہ دنیا میں چارہ ہے اور نہ ہی آخرت میں نجات۔ بہرحال علوم خواہ بنیادی سائنس سے متعلق ہوں یا معاشرتی سائنس سے، لسانیات سے متعلق ہوں یا دینی علوم سے، ان تمام کا اثبات قرآن وحدیث سے ہوتا ہے نیز یہ تمام علوم قابل فضیلت واہمیت ہیں بشرطیکہ ان کو قرآن وسنت کی تشریح کے حوالے سے سیکھا جائے لیکن ان تمام علوم میں قرآن وحدیث کے علم کو زیادہ فوقیت اس لئے ہے کہ یہ تمام علوم کا مرکز ہے۔

Marfat.com

دینوی علوم وفنون فقط دنیا کے لئے ہیں اور دنیا میں ہی رہ جائیں گے اور علم شریعت دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کے لئے ہے، اس کو فنا نہیں۔ مومن سے اس کا تعلق دائمی اور ابدی ہے، جنت میں علم وعرفان کی ترقی ہوگی۔ حضرت خواجہ شہاب الدین سہر وردی (م632ھ) رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت میں عام اہل جنت کو علم ومعرفت کا وہ مقام حاصل ہوگا جو دنیا میں علماء کا ہے اور علماء کو وہ مقام حاصل ہوگا جو انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کو وہ مقام حاصل ہوگا جو دنیا میں رسول اکرم ﷺ کو مقام حاصل ہے اور رسول اللہ ﷺ کو وہاں قرب خداوندی کا انتہائی بلند مقام حاصل ہوگا اور ممکن ہے کہ اس کا نام مقام محمود ہو جس کے لئے اذان کے بعد کی دعا کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ (17)

فضیلتِ علم دین

علم دین کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ یہ علم الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ذاتیہ ہے، انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور رابطہ اسی صفت علم سے ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ" (18) اللہ تعالیٰ نے آدم (تمام انسانوں) کو اپنی صفات پر پیدا کیا ہے اور ہمیں اپنے اندر صفات الٰہی پیدا کرنے کا حکم بھی ہے، جیسے "تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ"(19) سے واضح ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے صفات وعادات اپنے اندر پیدا کرو جیسے اللہ تعالیٰ صفت علم سے متصف ہے اور اس کا نام علیم ہے (جو مبالغہ کا صیغہ ہے) جس کا معنی ہے بہت جاننے والا، لہٰذا تم بھی صفت علم سیکھ کر عالم بن جاؤ اور صفت علیم کے مظہر ہو جاؤ۔ ایسے ہی مختلف احادیث میں ستر پوشی، جود وسخا اور رحم کی صفات اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

علم دین کی فضیلت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی وراثت ہے جو تمام انسانوں سے افضل اور اکمل ہیں۔ اس ضمن میں حضور ﷺ نے فرمایا

"اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ" (20)

انبیاء کرام علیہم السلام درہم و دینار کی وراثت نہیں چھوڑتے بلکہ وہ علم کی وراثت چھوڑتے ہیں۔

علم ایسی وراثت ہے کہ اس کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام کی اور کوئی وراثت نہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ علم جیسی عظمت کسی اور چیز میں نہیں ہے اور نہ ہی کسی اور چیز میں یہ خصوصیت ہے کہ وہ علم کے ساتھ وراثت میں شریک ہو سکے، یہ بڑے نکتہ کی بات ہے کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو نبی کی وراثت بننے کی صلاحیت رکھتی ہو اگر کوئی ہے تو وہ علم دین ہے، علم دین اور نبوت ان کا آپس میں ایسا گہرا تعلق ہے، جیسا روشنی کا تعلق سورج سے۔ دنیا میں سب سے بڑا بدنصیب وہ شخص ہے جو گمراہ ہے کیوں کہ گمراہی بہت بری چیز ہے اور ہدایت عظیم نعمت ہے اور یہ علم دین کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے علم شریعت اور علم دین کو نور اور ہدایت کے الفاظ سے موسوم فرمایا ہے (21)

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہدایت کا سبب وہی علم ہے جو اپنے اندر نورانیت تامہ رکھتا ہو اور نورانیت اسی علم میں ہو سکتی ہے جو آسمان سے نازل ہوا اور یہ خصوصیت و امتیازی شان صرف علم دین کو حاصل ہے باقی علوم اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتے ہاں ان کا حصول دنیا کی اہم ضرورت ضرور ہے۔

علم دین کی عظمت دیگر علوم پر جو فنون کہلاتے ہیں اور سکولوں و کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائے جاتے ہیں اس بنا پر بھی ہے کہ یہ کلام اللہ سے ماخوذ ہیں اور قرآن مجید حق سبحانہ تعالیٰ کا کلام ہے جو قدیم اور غیر مخلوق ہے، یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ جو کلام حاکمانہ حیثیت سے نازل ہوا ہو اور اس کی افادیت بھی جامع ہو اس پر ناقص اور مخلوق علم کو حاکم بنا دیا جائے یہ بڑا ظلم ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے علم کے بارے قرآن کریم میں روح کا لفظ اس طرح استعمال فرمایا ہے "
وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (22)"
اور ایسے ہی ہم نے اپنی طرف سے ایک روح یعنی قرآن مجید جو علوم کا سمندر ہے اپنے امر سے بھیجا ہے۔

روح مردہ انسان کو زندہ کرتی ہے اور قرآن کریم بھی مردہ دلوں کو زندگی بخشتا ہے اور انسان کو اس سے ابدی زندگی نصیب ہوتی ہے، اسی سے دنیا و آخرت میں بلندی و سرفرازی میسر ہوتی ہے۔ علم دین ہی کی وجہ سے انسان کا مقام بلند و ارفع ہوتا ہے اور درجہ مقبولیت حاصل کرتا ہے، نیز صوفیہ کرام کے نزدیک انسان کی دیگر مخلوقات پر فضیلت اس کے ظاہری اور اندرونی اعضاء جیسے قلب و جگر، فہم و شعور اور حواس و جوارح کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی فضیلت معرفت الٰہی کی اس استعداد کی بناء پر ہے جو اس کے قلب صنوبری میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کی گئی ہے۔

صوفیہ کرام کے اس نظریہ کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے یہی کہا جائے گا کہ معرفت بھی ایک علم ہے جس کی وجہ سے انسان کو باقی مخلوق پر شرف حاصل ہوتا ہے، صوفیہ کرام کے نزدیک معرفت الٰہیہ کا مطلب بلا اکتساب و تکلف صرف مکاشفہ الٰہی سے دل پر امور حق کا منکشف ہو جانا ہے۔ ایسے امور دراصل تصفیہ قلب کے بعد منکشف ہوتے ہیں جن کو نہیں ہوتے وہ ان کا انکار نہ کریں اور جن کو ہوتے ہیں وہ ایسے امور کو شریعت غرّہ پر ترجیح نہ دیں، تعارض کے وقت اپنے آپ کو شریعت مطاہرہ کا تابع رکھیں ورنہ..... اور نہ ہی یہ کہیں کہ علم دین جو قرآن اور حدیث میں مذکور ہے وہ معرفت الٰہیہ کا ذریعہ نہیں (معاذ اللہ) کیوں کہ حقیقی، یقینی اور قطعی علم یہی ہے جو رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر نازل ہوا، نبی اکرم ﷺ کو جو معرفت حاصل ہوئی وہ وحی کے ذریعہ ہوئی تھی اور وہ دو طرح کی تھی:۔

Marfat.com

ایک جلی اور دوسری خفی ۔جو نظم اور الفاظ سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سناتے وہ وحی جلی قرآن کریم کہلائی اور جو قرآن مجید کی تفسیر اور وضاحت کا مضمون آپ کے قلب میں ڈالا گیا وہ وحی خفی کہلائی جو آج حدیث کی صورت میں موجود ہے۔

قرآن کے الفاظ اور معنی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں حدیث کے مضامین اور معانی اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب مبارک میں القاء فرمائے ہیں اور حضور ﷺ نے اپنے الفاظ سے ان کو بیان فرما دیا یہ حدیث ہے لیکن در حقیقت یہ بھی کلام اللہ ہے اور دونوں وحی الٰہی ہیں ۔علم الاولین والآخرین کے حامل سید الانبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے علم و معرفت کا ذریعہ بھی یہی رہا۔آپ کا جو امتی بھی علم دین کی روشنی میں کامل اتباع اختیار کرے ،اللہ تعالیٰ اسے وہ علم عطا فرماتا ہے جو اسے پہلے نہیں ہوتا جیسے حضرت انسؓ سے روایت ہے۔

مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَالَمْ يَعْلَمْ (23)

یعنی جو شخص علم کے مطابق عمل کرتا ہے،اللہ تعالیٰ اس کو ایسی چیزوں کو علم دیتا ہے جو اس کو معلوم نہ ہوں۔

یہ علم بطریق کشف والہام ہوتا ہے۔بے شک حصول علم کا یہ بھی ایک ذریعہ ہے مگر اس سے قطعی علم حاصل نہیں ہوتا قطعی وہی علم ہے جو بطریق وحی حاصل ہو، وہ قرآن اور بیان قرآن (حدیث) کی صورت میں ہے ۔لہذا شرف انسانی جس سے انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کی عظمت حاصل ہے، وہ صرف استعداد معرفت ہی نہیں بلکہ استعداد علم اور استعداد معرفت دونوں ہیں جو دیگر حیوانات وغیرہ میں نہیں اگر جزوی طور پر علم و شعور ہو بھی تو یہ وسعت قلبی جو علم و عرفان کا محل ہے وہ نہیں، یہ فقط انسان کی خصوصیت ہے جو وجہ افضلیت سمجھی جاتی ہے لیکن یہ بات بھی قابل فراموش نہیں کہ صرف قابلیت اور

Marfat.com

استعداد علم وعرفان فائدہ مند نہیں جب تک اس سے علم وعرفان کو حاصل نہ کیا جائے ورنہ یہ تو کفار اور مشرکین میں بھی موجود ہے، اصل مقصد اس سے کام لینا ہے، تلوار ہو بندوق ہو اور جہاد بھی شروع ہو تو پھر ان سے کام نہ لیا جائے تو کیا فائدہ، الٹا نقصان ہوگا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تجھے علم و معرفت کی استعداد دی ہے تو تمہیں اس سے کام لینا چاہیے، علم وعرفان کی دولت حاصل کرنی چاہیے اگر ایسا نہیں ہے تو پھر خصوصیت کا کیا فائدہ، ایسا انسان تو حیوان سے بدتر ہو جائے گا کیوں کہ اس میں علم وعرفان کی استعداد اور قابلیت نہیں اور نہ ہی وہ اس کا مکلّف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے متعلق جو آیات الٰہیہ میں غور تدبر نہیں کرتے بلکہ اعراض کرتے ہیں ارشاد فرمایا:

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (24)

یعنی ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں، ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھو گئے ہیں۔ یعنی باوجود قلب وحواس رکھنے کے وہ امور دین میں غور و تدبر کر کے نفع نہیں اٹھاتے، حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ حاشیہ قرآن پر لکھتے ہیں یعنی وہ کفار اپنے قلب وحواس سے مدارک علمیہ و معارف ربانیہ کا ادراک نہیں کرتے ہیں، کھانے پینے کے دینوی کاموں میں تمام حیوانات بھی اپنے حواس سے کام لیتے ہیں انسان بھی اتنا ہی کرتا رہا تو اس کو بہائم پر کیا فضیلت ہوگی۔ (25)

اس کے بعد انسانیت کی دوسری خصوصیت جو دوسری کسی مخلوق میں نہیں پائی جاتی وہ تعلیم قرآن اور تعلیم حکمت ہے، انسان کی اشرفیت اور افضلیت کی اصل اور حقیقی وجہ یہی ہے کہ وہ علوم شرعیہ دوسرے کے قلب میں ڈال دیتا ہے۔ انتقال العلوم کی یہ خصوصیت اور کسی مخلوق

Marfat.com

میں نہیں ہے کہ وہ انسان کی مثل علوم کو بذریعہ تعلیم کسی دوسرے کے قلب میں ڈال سکے، یہ اللہ تعالیٰ کا انسان پر انتہائی فضل وشرف ہے کہ اس دولت سے انسان کو دیگر مخلوقات سے امتیاز بخشا۔ انسان حیوان ہی رہے گا بلکہ بدتر ہوگا اگر اس نے اسی امتیازی خصوصیت سے اپنے آپ کو ممتاز نہ کیا۔ حیوان تو مجبور ہے وہ علم کے سیکھنے سکھانے کی استعداد نہیں رکھتا نہ وہ اس کا مکلّف ہے اور نہ ہی اس سے قیامت کو پوچھ گچھ ہوگی انسان تو مکلّف اور مختار ہے۔ دنیا میں اس کے آنے کا ایک مقصد ہے اور کل قیامت کو اس سے حساب بھی لیا جائے گا پھر یہ دینی علوم میں اتنا سست اور بے فکر وغم کیوں؟ حالانکہ دنیاوی اور آخروی زندگی اچھی گزارنے کا ذریعہ صرف دینی تعلیم اور اسوہ حسنہ پر عمل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم وعمل اور اخلاص کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

خلافت الٰہیہ کا معیار

اللہ تعالیٰ کے نزدیک خلافت الٰہیہ کا معیار کیا ہے اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دو مقامات پر کیا ہے۔ اول ذکر حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کے حوالے سے اس طرح کیا گیا۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ (26)

اور یاد کرو جب کہ تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں، فرشتوں نے اس خبر کو سن کر کہا اے اللہ تو ایسے شخص کو خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزی کرے گا، آپ کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح اور آپ کے لئے تقدیس ہم کر رہے ہیں۔

فرشتوں کے اس جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو خلیفہ سے بہتر سمجھتے تھے کیوں کہ انہوں نے فساد فی الارض کو خلیفہ کی جانب اور تحمید و تسبیح اور تقدیس کو اپنی طرف منسوب کیا۔ تفسیر ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں اس کی تصریح بھی ہے کہ آدم علیہ السلام کی خلقت سے قبل فرشتے آپس میں کہتے تھے۔

لَنْ یَخْلُقَ اللّٰہُ خَلْقاً اَکْرَمَ عَلَیْہِ مِنَّا وَلَا اَعْلَمَ (27)

یعنی اللہ تعالیٰ کوئی مخلوق ہم سے افضل اور زیادہ علم والی پیدا نہ فرمائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں ایک ایسی مخلوق بھی پیدا کرنا تھا کہ جسے تمام مخلوقات سے زیادہ افضل اور اعلم ہونا تھا اور جسے اپنی خلافت اور نیابت کا خلعت عطا کرنا تھا، ان فرشتوں کی مجلس میں آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کیا اور اس طرح فرشتوں کو اپنی رائے ظاہر کرنے کا موقع ملا تو اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا "اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ" بے شک میں وہ جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔

دراصل فرشتے اپنے خیال میں یہ سمجھتے تھے کہ ہماری عبادت، تسبیح و تحمید اور تقدیس کا تقاضا یہ ہے کہ خلافت الٰہیہ کا استحقاق ہمارے لئے ہی ہونا چاہیے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں خلافت کا معیار تسبیح و تحمید اور تقدیس نہیں تھا بلکہ علم تھا چنانچہ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان سب چیزوں کو فرشتوں کے سامنے کر دیا جن کا علم آدم علیہ السلام کو دیا گیا تھا تاکہ فرشتوں کو اپنی کم علمی کا احساس ہو جائے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

"ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِيْ بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ"

پھر سب اشیاء کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہوں۔ (فرشتوں نے عرض کیا)

سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ (28)

پاک ہے تو، ہمیں تو وہی علم ہے جو آپ نے ہمیں عطا فرمایا ہے، بے شک آپ بڑے علم و حکمت والے ہیں۔

Marfat.com

جب فرشتوں نے اپنے عجز اور علم کے نہ ہونے کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
اے آدم (علیہ السلام) تم ان فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتادو، حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو سب چیزون کے نام فرفر بتا دیئے، آدم علیہ السلام کے اس احاطہ علمی پر فرشتے عش عش کر اٹھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین میں چھپی ہوئی چیزوں سے خوب واقف ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو اسے بھی خوب جانتا ہوں۔

اس سے علم کی فضیلت عبادت پر واضح طور پر ثابت ہوتی ہے۔ دیکھئے فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری اور معصوم مخلوق ہیں، دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت حمد وثنا، تحمید وتسبیح اور تقدیس میں مصروف رہتے ہیں، معصومین کی عبادت جیسی کون عبادت کرسکتا ہے جو ایک لمحہ بھر غافل نہیں رہتے لیکن جب خلافت الٰہیہ کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی عبادت کو نہیں دیکھا بلکہ علم کو دیکھا جو خلافت کے لئے ایک لازمی امر تھا اور اس علم میں حضرت آدم علیہ السلام کامیاب ہوئے تو خلافت کا تاج ان کے سر پر رکھ دیا گیا اور فرشتوں کو ان کی تعظیم وتکریم کے لئے سجدے کا حکم دیا سب ملائکہ بخوشی تعمیل حکم کرتے ہوئے سجدے میں چلے گئے مگر شیطان جو ابوالبشر آدم علیہ السلام کے علم کا دشمن تھا، جو اپنی عبادت اور تخلیق پر متکبر تھا اس نے سجدہ تعظیمی کرنے سے انکار کر دیا جس کے نتیجہ میں وہ ابدی طور پر بارگاہ ذوالجلال سے نکال دیا گیا۔

آج بھی بعض جاہل، نام نہاد عابدوں اور صوفیوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بڑے بڑے محدثین اور جید علماء کرام کے خلاف باتیں کرتے اور نظر حقارت سے دیکھتے اور اپنے مریدوں کو علماء کرام کے خلاف بھڑکاتے ہیں، یہی شیطان کا کاروبار ہے اور یہی کام ان جعلی پیروں اور جاہل صوفیوں نے اپنا رکھا ہے، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطٰنِ۔

Marfat.com

جو لوگ اسلام کو سب سے بڑا نقصان پہنچا رہے ہیں وہ یہی جعلی پیر اور جاہل صوفی ہیں۔

اَللّٰھُمَّ احۡفِظۡنَا مِنۡ شُرُوۡرِ ھِمۡ.

معیار خلافت کا دوسرا ذکر بھی سورۃ بقرہ میں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کیا آپ نے بنی اسرائیل کی وہ جماعت نہیں دیکھی جو موسیٰ علیہ السلام کے بہت عرصہ بعد پیدا ہوئی، کہتے ہیں یہ تقریباً ہزار برس قبل مسیح علیہ السلام کا واقعہ ہے، اس وقت بنی اسرائیل پر قوم عمالقہ نے غلبہ پا کر اسرائیلیوں کے اکثر علاقے چھین لئے، اس زمانے میں حضرت اشموئیل علیہ السلام بنی اسرائیل پر حکومت کرتے تھے مگر آپ بہت بوڑھے ہو چکے تھے، اس لئے سرداران بنی اسرائیل نے یہ ضرورت محسوس کی کہ کوئی اور بادشاہ ہونا چاہیے جس کی قیادت میں ہم جنگ کر سکیں لیکن اس وقت بنی اسرائیل میں اس قدر جہالت آ چکی تھی کہ وہ غیر مسلم قوموں کی طرح خلافت اور بادشاہت کے درمیان کوئی فرق نہیں سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے خلافت کی درخواست نہیں کی بلکہ اپنے نبی سے بادشاہ کے تقرر کی درخواست کی، چنانچہ قرآن مجید میں ہے،

اِذۡ قَالُوۡا لِنَبِیٍّ لَّھُمُ ابۡعَثۡ لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ

جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دو تا کہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ اللہ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر جہاد فرض کر دیا جائے اور تم پھر نہ لڑو۔ وہ کہنے لگے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم خدا کی راہ میں نہ لڑیں جب کہ ہمیں اپنے گھروں سے نکال دیا گیا ہے اور ہمارے بچے ہم سے جدا کر دیئے گئے ہیں لیکن ہوا یہ کہ جب ان کو جنگ کا حکم دیا گیا تو قلیل تعداد کے سوا وہ سب پیٹھ موڑ گئے۔

بنی اسرائیل کی درخواست کے مطابق حضرت اشموئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے، تم اس کی قیادت میں جالوت سے جنگ کرو، بنی اسرائیل حسب وعدہ اطاعت کی بجائے نافرمانی پر اتر آئے اور طالوت پر اعتراض

Marfat.com

شروع کر دیئے، ان میں سے ایک اعتراض یہ تھا کہ طالوت شاہی خاندان سے نہیں، شاہی خاندان یہودا ابن یعقوب کی اولاد تھی، وہ کہتے تھے کہ بادشاہت کے ہم مستحق ہیں۔ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ وہ غریب خاندان کا ہے وہ بادشاہت کا مستحق کیسے ہوسکتا ہے، گویا بنی اسرائیل کے نزدیک بادشاہت کا معیار نسل اور مال و دولت تھا، ان کے نزدیک وہ عیب جن سے طالوت مستحق حکومت و سلطنت نہیں ٹھہرتے، ان میں ایک غربت اور دوسرا شاہی خاندان سے نہ ہونا تھا۔ وہ حکومت کو موروثی حق سمجھتے تھے، جیسے موجودہ دور میں اہل تشیع اہل بیت کے سوا قیامت تک کسی دوسرے کو مستحق امامت اور حکومت نہیں سمجھتے، لیکن قرآن پاک نے حکومت اور سلطنت کا جو معیار مقرر کیا ہے، اس کا جز و اعلیٰ علم کو ٹھہرایا ہے، ارشاد ہوتا ہے وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ (29)

یعنی طالوت حکومت اور بادشاہت کا وہ معیار رکھتے ہیں جو تم میں نہیں ہے اور وہ ہے وسعت علم اور قوت جسم لہٰذا تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر کر دیا گیا ہے اس کی قیادت میں کفار سے جہاد کرو۔

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے ہمیں جو سبق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ حکومت اور بادشاہت کا مستحق وہی شخص ہوسکتا ہے جو علم اور تقویٰ میں بلند تر ہو، مال و دولت اور نسل اس کا معیار نہیں اور یہ بات بھی واضح ہوئی کہ انسان نسل، قبیلہ اور مال و دولت سے حقیقتاً بلند نہیں ہوتا بلکہ علم اور عمل سے شرافت اور بزرگی پاتا ہے، علم کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اگر علم کی نورانیت نہیں تو ظلمات کے سوا کچھ بھی نہیں۔

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ عِلْمِ دِيْنِکَ وَ مَعْرِفَتِکَ

Marfat.com

اسناد و حواشی باب اول

(1) امام احمد، المسند، دار صادر، بیروت، (ت۔ن)، 323/5۔

(2) سورۃ الحجرات : 11۔

(3) سورۃ الممتحنہ : 01۔

(4) سورۃ یونس : 57۔

(5) سورۃ البقرۃ : 185۔

(6) سورۃ یونس : 57۔

(7) سورۃ النحل : 89۔

(8) امام مسلم، الجامع الصحیح، (کتاب فضائل القرآن، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمہ حدیث نمبر 1897) مطبع علیمی، دہلی، 1348ھ، 272/1 ۔

ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، (المقدمہ، باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ)، نور محمد، کراچی، 1381ھ، ص 20۔

امام احمد، المسند، 35/1۔

(9) سورۃ آل عمران : 110۔

(10) امام احمد، المسند، 456/1۔

(11) امام دارقطنی، سنن الدارقطنی، (کتاب الفرائض، حدیث نمبر 46)، عبداللہ ہاشم یمانی، مدینہ منورہ 1966ء، 82/4۔

(12) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، (باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)، ص 20۔

(13) امام بخاری، الجامع الصحیح، (کتاب العلم، باب العلم قبل القول والعمل، باب نمبر 10)، نور محمد، کراچی، 1357ھ، 16/1۔

(14) ایضاً۔

(15) سورۃ النحل : 78۔

(16) علامہ نعیم الدین مراد آبادی، تفسیر خزائن العرفان، (حاشیہ علی القرآن)، حاشیہ نمبر 170، سورۃ النحل/78، تاج کمپنی لاہور، (ت۔ن)، ص 399۔

Marfat.com

(17) مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، (سورۃ یونس/10)، ادارہ المعارف، کراچی، 1998ء، 512/4

(18) امام بخاری، الجامع الصحیح، (کتاب الاستیذان، باب بدء الاسلام، حدیث نمبر 6227) 919/2
امام مسلم، الجامع الصحیح، (کتاب البر والصلۃ والادب، باب النھی عن ضرب الوجہ،
حدیث نمبر 6655) 327/2۔

(19) قاری محمد طیب، خطبات حکیم الاسلام، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1998ء، 342/1۔

(20) امام ترمذی، جامع ترمذی، (ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ،
حدیث نمبر 2682)، مکتبہ رحیمیہ، دہلی، 1952ء، 93/2۔

(21) سورۃ البقرۃ : 257، سورۃ الانعام : 157۔

(22) سورۃ الشوریٰ : 52۔

(23) جلال الدین السیوطی، تفسیر الدر المنثور، مکتبہ آیت اللہ اعظمی، قم، ایران، 1404ھ، 372/1۔

(24) سورۃ الاعراف : 179۔

(25) علامہ نعیم الدین مرادآبادی، تفسیر خزائن العرفان، بذیل سورۃ الاعراف، حاشیہ نمبر 351، ص 251

(26) سورۃ البقرۃ : 30۔

(27) مفتی محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، 179/1۔

(28) سورۃ البقرۃ : 32۔

(29) ایضاً : 246-247۔

باب دوم

فضائل علم وعلماءِ دین قرآن وسنت کی روشنی میں

اس باب میں ان آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ کا ذکر کیا جائے گا جن سے علم دین اور علماءِ دین کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔

قرآن حکیم اور علم دین کی فضیلت

علم دین کی فضیلت جن آیات قرآنیہ سے واضح ہوتی ہے ان میں سے چند یہ ہیں:-

(1) وَ قُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (1)

اور دعا مانگا کیجئے، اے میرے رب میرے علم کو اور زیادہ کر۔

یہ دعا اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو علم کے متعلق سکھائی ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ اگر علم سے اور کوئی چیز افضل ہوتی تو دعا کے لئے اضافہ علم کا انتخاب نہ کیا جاتا، اس دعا سے علم کا سب اشیاء سے بہتر ہونا ثابت ہوتا ہے، ہم بالعموم یہ کہتے ہیں کہ تھوڑا سا علم پڑھ لو زیادہ کی حاجت نہیں مگر یہاں حضور ﷺ کو زیادۃ فی العلم کی دعا سکھائی گئی ہے حالانکہ آپ ﷺ کو وہ علوم دیئے گئے تھے جو تمام کائنات میں کسی کو نہ دیئے گئے اور نہ دیئے جائیں گے۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کا علم تمام انبیاء علیہم السلام کے علم کے مقابلے میں ایک سمندر ہے اور دیگر پیغمبروں کا علم آپ کے علم کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ، لیکن باوجود اس کے آپ اکثر علم کی زیادتی کی دعا فرماتے۔ دراصل علم انسان کی صفت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات غیر محدود ہیں، ہم جتنا بھی علم حاصل کرتے جائیں گے اتنی ہی جہالت دور ہوگی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اصل علم حاصل کرنا مطلوب اور مقصود ہے، ویسے ہی علم کی زیادتی

بھی مطلوب اور مقصود ہے، اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ زیادۃ العلم کثرت نوافل سے افضل ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ عالم ہے عابد نہیں۔

(2) رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (2)

اے ہمارے رب تو ہمیں دنیا میں حسنۃ (بھلائی) عطا کر اور آخرت میں بھی حسنۃ عطا کر۔

حضرت حسن بصریؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حسنۃ فی الدنیا سے مراد علم اور عبادت ہے جب کہ حسنۃ فی الآخرۃ سے مراد جنت ہے(3)۔

(3) وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ (4)

البتہ تحقیق بعض انبیاء کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ہے۔

اس آیت میں انبیاء علیہم السلام کے مراتب میں جس فضیلت کا ذکر ہے، وہ علم کے لحاظ سے ہے نہ کہ فضیلت ملک و مال یعنی جس نبی کا علم زیادہ ہے، وہ زیادہ فضیلت والا ہے۔ چونکہ حضور ﷺ کا علم سب سے زیادہ ہے اس لئے آپ ﷺ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ اہلیت خلافت الٰہیہ کا ایک معیار علم میں برتری قرار دیا گیا ہے(5)

(4) وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (6)

اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تیری طرف ایک جانفزا کلام کی وحی بھیجی۔

یہاں روح سے مراد قرآن مجید ہے جو علم کا سمندر ہے۔ اسے روح اس لئے کہا گیا ہے کہ انسان زندہ روح ہی سے رہ سکتا ہے، ورنہ یہ مردہ ہے اگر آپ کو زندگی چاہیے تو قرآن کا علم سیکھیں اس سے ہی اقوام زندہ رہتی ہیں، اس کے بغیر قومیں مردہ ہیں(7)۔

(5) قرآن مجید میں واعلموا کا لفظ 27 مرتبہ اور اعلم کا لفظ چار بار (یہ دونوں امر حاضر معلوم کے صیغے ہیں) استعمال ہوئے ان کے معنی ہیں آپ جانیے جیسے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 194 میں فرمایا "وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ" جان لیجئے بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ اسی طرح سورۃ محمد کی آیت نمبر 19 میں ہے۔

Marfat.com

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جان لیجیے بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ان آیات سے بھی اسلام میں علم کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

(6) حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا بلقیس کا تخت شاہی اپنے پاس منگوانا چاہا تو ایک عالم دین نے اس تخت شاہی کو لانے کے لئے جو الفاظ کہے اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن مجید کا حصہ بنادیا اوران کا ذکر سورۃ النحل کی آیت نمبر 40 میں اس طرح فرمایا۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ

جس کے پاس کتاب کا علم (عالم دین) تھا اس نے کہا کہ آپ پلک جھپکائیں اس سے بھی پہلے میں اسے آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔

یہ تخت شاہی مآرب یمن (سبا) سے بیت المقدس لایا گیا، بیت المقدس سے مآرب کا فاصلہ 1500 میل اور دوطرفہ 3000 میل بنتا ہے۔علامہ امین احسن اصلاحی تدبر قرآن میں اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ یہاں کتاب سے مراد تورات ہے اور وہ شخص تورات کا عالم دین تھا۔

اس آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر الکتاب (تورات) کے عالم کا اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ مقام ہے تو قرآن مجید جو الکتاب المبین ہے اس کے عالم کا اس کے ہاں کیا مقام ہوگا۔

احادیث نبویہ اور علم دین کی فضیلت

قرآنی آیات کے علاوہ ان احادیث مبارکہ سے بھی علم دین کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔

(1) عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ اُغْدُ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَةَ فَتُهْلِكَهٗ ..... وَالْخَامِسَةَ اَنْ تَبْغَضَ الْعِلْمَ وَاَهْلَهٗ (8)

حضرت ابوبکرۃ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تو اس حالت میں صبح کر کہ تو علم سکھانے والا یا علم سیکھنے والا یا علم سننے والا یا اہل علم سے محبت کرنے والا ہو، پانچواں نہ ہو ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا، پانچویں سے مراد علم اور اہل علم سے بغض کرنے والا ہے۔

اس حدیث میں ہر آدمی کے لئے یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ علم کی ان چار حالتوں میں سے کسی ایک حالت سے اپنا تعلق ضرور قائم کرے نیز اس تعلق کی روزانہ تجدید کرے ورنہ ہلاکت اس کا مقدر ہوگی۔

(2) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفضَلُ العِبَادَةِ الفِقْهُ (9) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یعنی افضل عبادت تفقہ فی الدین یعنی دین میں سمجھ حاصل کرنا ہے۔

(3) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَضلُ العِلمِ خَيرٌ مِّنْ فَضلِ العِبَادَةِ . (10)

حضور ﷺ نے فرمایا علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے۔

(4) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَلِيْلُ العِلمِ خَيرٌ مِّنْ كَثِيرِ العِبَادَةِ . (11)

حضور ﷺ نے فرمایا تھوڑا علم زیادہ عبادت سے بہتر ہے۔

(5) طَلَبُ العِلمِ سَاعَةً خَيرٌ مِّنْ قِيَامِ لَيلَةٍ ، وَطَلَبُ العِلمِ يَوْمًا خَيرٌ مِّنْ صِيَامِ ثَلَاثَةِ اَشْهُرٍ . (12)

ایک گھڑی علم کا طلب کرنا پوری رات کے قیام سے بہتر ہے، ایک دن علم سیکھنا تین ماہ کے روزوں سے بہتر ہے۔

(6) طَلَبُ العِلمِ اَفضَلُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَ الحَجِّ وَالجِهَادِ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى . (13)

علم کا طلب کرنا اللہ کے نزدیک نماز، روزہ، حج اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے یہ اس لئے کہ علم دین کے بغیر ان عبادات پر عمل کرنا ممکن نہیں۔

(7) مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيْدُ اِلَّا اَنْ يَتَعَلَّمَ خَيْرًا اَوْ يُعَلِّمَهٗ كَانَ لَهٗ كَاَجْرِ حَاجٍّ تَامًّا حَجَّتَهٗ (14)

جو شخص صبح مسجد کی طرف چلا وہاں اس کا ارادہ صرف تعلیم یا تعلم کا ہو تو اسے ایک مکمل حج کی ادائیگی کا ثواب ہوگا۔

(8) حضور ﷺ کو جس سے محبت ہوتی اس کے لئے علم کی دعا فرماتے، چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے لئے یہ دعا فرمائی "اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ" اے اللہ ان کو کتاب الٰہی کا علم عطا فرما۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ لوگوں کو فرمایا کرتے "كُوْنُوْا رَبَّانِيِّيْنَ"(15)
یعنی حکماء، علماء، فقہاء بن جاؤ۔

(9) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَضْلُ الْعِلْمِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ فَضْلِ الْعِبَادَةِ وَخَيْرُ دِيْنِكُمُ الْوَرَعُ ۔(16)

حضور ﷺ نے فرمایا مجھے عبادت کی فضیلت سے علم کا فضل زیادہ محبوب ہے اور بہتر دین تمہارا تقویٰ ہے۔

(10) اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ۔ (17)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس سے اس کے عمل کا ثواب منقطع ہو جاتا ہے مگر تین اعمال کا ثواب منقطع نہیں ہوتا یعنی وہ ثواب پہنچتا رہتا ہے، ایک صدقہ جاریہ۔ دوم علم کہ اس سے نفع لیا جائے۔ سوم نیک لڑکا جو باپ کے لئے دعا کرے، صدقہ جاریہ جیسے مسجد بنانا اور مدرسہ بنانا یا رفاہ عامہ کا کوئی اور کام کرنا جس سے لوگ نفع حاصل کرتے رہیں، علم جیسے کوئی کتاب لکھ دینا یا طلبہ کو علم دین سکھا دینا یا عام لوگوں کو وعظ و نصیحت سے راہ حق دکھانا۔ جب تک اس عالم دین کا بتایا ہوا علم باقی رہے گا اس کو بدستور ثواب پہنچتا

Marfat.com

رہے گا اگرچہ شاگردوں کے شاگرد چلتے جائیں ثواب بند نہیں ہوگا بلکہ ثواب میں اضافہ ہوگا۔

(11) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

وَمَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ

جو شخص علم حاصل کرنے کیلئے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کی راہ کھول دیتا ہے۔(18)

(12) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "مَا مِنْ خَارِجٍ خَرَجَ مِنْ بَیْتِهٖ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ اِلَّا وَضَعَتْ لَهُ الْمَلَائِکَةُ اَجْنِحَتَهَا رِضًی بِمَا یَصْنَعُ" (19)

جو شخص علم دین طلب کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلے، ملائکہ اس پر اس کی رضا کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ بارگاہ الٰہی میں علم شریعت کی یہ عظمت و شان ہے کہ طالب علم نے ابھی علم حاصل نہیں کیا، حاصل کرنے کے لئے صرف گھر سے نکلا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کی رضا اور نیاز مندی کے لئے اپنے پر اس کے قدموں کے نیچے بچھانے میں فخر محسوس کر رہے ہیں۔ سچ ہے "اَلْعِلْمُ عِزَّةُ الدُّنْیَا وَشَرَفُ الْآخِرَةِ" صاحب علم کی دنیا میں بھی عزت ہے اور آخرت میں بھی عزت ہوگی۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ (م 465ھ) فرماتے ہیں۔

ہیچ درجہ نیست اندر مرتبہ علم ازاں بلندتر کہ چوں آں نباشد ہیچ لطیفہ خداوند را نشناسد (20)

یعنی کوئی درجہ علم کے درجہ سے بلند نہیں، اس لئے کہ اگر علم نہ ہوتا تو انسان کسی بھی لطیفہ ربانی کو پہچان نہ سکتا اور علم موجود ہو تو سب مقامات و مشاہدات اور مراتب کے مقابل ہوتا ہے۔

(13) حضرت علی ہجویری عرف حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ یہ حدیث بھی نقل کرتے ہیں " قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عَلِمَ اَنَّ اللّٰهَ رَبُّهٗ وَاَنِّیْ نَبِیُّهٗ مُوْقِنًا مِنْ قَلْبِهٖ حَرَّمَ اللّٰهُ لَحْمَهٗ عَلَی النَّارِ" (21)

Marfat.com

جس نے یقین قلبی سے یہ جان لیا کہ اللہ اس کا رب ہے اور میں اس کا نبی ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس کا گوشت دوزخ پر حرام کر دیا ہے۔

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلویؒ نے خواجہ ذکر اللہ بلخیرؒ کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ درجہ علم سے بلند تر اور کوئی درجہ نہیں ہے کیوں کہ کلام الٰہی میں مسطور ہے۔

وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۔ (22) اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ بِالْعِلْمِ قُلُوْبَنَا ۔

قرآنِ کریم اور علماء دین کی عظمت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں علماء دین کی فضیلت بھی بیان فرمائی ہے، اس ضمن میں چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔

(1) یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (23)

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اور ان لوگوں کے جنہیں علم دیا گیا، درجے بلند فرماتا ہے اور اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھتا ہے۔

یہ ارشاد اللہ تعالیٰ نے علماء دین کے بارے میں فرمایا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لوگوں کے سامنے یہ آیت پڑھتے ہوئے فرمایا لوگو! اس آیت کو سمجھو یہ تمہیں علم کی رغبت دلا رہی ہے، اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ مومن عالم بے علم مومن سے بہت درجے اونچا ہے۔ (24)

آیت مذکورہ میں درجات کی بلندی کے دو سبب فرمائے گئے ہیں، ایک ایمان اور دوسرا علم۔ ایمان کے بعد علم کا ذکر کیا گیا جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مومن دو طرح کے ہیں ایک وہ مومن جس نے علم دین سیکھا اور دوسرا وہ مومن جس نے علم دین نہ سیکھا، اللہ تعالیٰ نے یہاں اس مومن کے درجات کی بلندی کا ذکر فرمایا ہے جس مومن نے علم دین حاصل کیا۔

Marfat.com

(2) قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (25)

اے محبوب! آپ فرمادیجئے کہ کیا علم والے اور بے علم دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

(3) قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ (26)

آپ فرمادیجئے کہ کیا اندھے اور آنکھوں والے برابر ہو سکتے ہیں، کیا تم غور نہیں کرتے۔

اچھی طرح جان لیں کہ ان خوبیوں کو اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی جانب محض علم کی وجہ سے منسوب کیا ہے، دوسری وجہ اس کی اور کوئی نہیں، یہاں جاہل کو نابینا اور عالم کو آنکھوں والا فرمایا گیا۔

(4) اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (27)

اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں یعنی علماء کرام۔

(5) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (28)

اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور سب اہل علم (علماء دین) بھی راستی اور انصاف کے ساتھ اس پر گواہ ہیں کہ اس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی الہ نہیں ہے۔

اس آیت میں تین شہادتوں کا ذکر ہے پہلی شہادت اللہ تعالیٰ کی، دوسری فرشتوں کی اور تیسری علماء دین کی ہے۔ یہ شہادتیں اللہ تعالیٰ کی معبودیت اور توحید کے متعلق ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک علماء دین کی عظمت اور شرف وفضل کو اس طرح واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے معبود ہونے کی اپنی شہادت اور ملائکہ کی شہادت کے بعد اولاد آدم سے علماء دین کی شہادت کا ذکر فرمایا ہے گویا معبودیت الٰہی پر علماء کرام کو شاہد بنانا علماء کے لئے بہت بڑا شرف ہے۔

Marfat.com

(6) وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا یَعْقِلُهَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ (29)

اور لوگوں کے لئے ہم مثالیں بیان کرتے ہیں جنہیں بس علماء ہی سمجھتے ہیں۔

گویا اللہ تعالیٰ نے سمجھنے کے کام کو علماء دین تک محدود کیا، مثالیں بیان کرنے سے مقصود تفہیم ہوتی ہے جنہیں جاہل اور بے عقل نہیں بلکہ علم والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔

(7) اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ کَمَنْ هُوَ اَعْمٰی (30)

وہ شخص جو علم رکھتا ہے کہ جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا وہ حق ہے، کیا وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اندھا (بے علم) ہے؟

(8) بَلْ هُوَ آیَاتٌ بَیِّنَاتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ (31)

بلکہ وہ روشن آیات ہیں ان کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا ہے۔

یعنی قرآن کی روشن آیات ہیں جو علماء دین کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ (فللہ الحمد)

(9) فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (32)

جسے اللہ ہدایت دینے کا ارادہ فرماتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔

(10) وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (33)

تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کرے اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

یقیناً اس گروہ سے مراد علماء کرام کی جماعت ہے کیوں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دعوت الی الخیر کا فریضہ یہی علماء دین سرانجام دے رہے ہیں۔ انہی حضرات کی بدولت آج تقریباً سوا چودہ صدیاں گزر چکی ہیں کہ ہمارے گھروں میں دین اسلام کی آواز اور کتب تفاسیر اور احادیث سے ہماری الماریاں بھری پڑی ہیں، ہزاروں مدارس دینیہ موجود ہیں جن میں من و عن وہی قرآن اور حدیث کی تعلیم دی جا رہی ہے جو حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو

Marfat.com

دی تھی اور صحابہ کرامؓ نے تابعینؒ کو اور تابعینؒ نے تبع تابعینؒ کو اس طرح یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاءاللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

(11) يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْ مِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (34)

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع و اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاںؒ (م 1921ء) فرماتے ہیں کہ صحیح قول کے مطابق اُولِى الْاَمْرِ سے مراد علماء دین ہیں۔ بہار شریعت میں بھی یہی لکھا ہے کہ جب اولی الامر یعنی بادشاہ اسلامی نہ ہو تو علماء دین اولی الامر ہیں۔(35)

(12) وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا (36)

جسکو حکمت عطاء ہوئی اسے خیر کثیر دے دی گئی۔ علامہ محمود بن عمر جار اللہ زمخشری (م 528ھ) نے حکمت کی تفسیر علم شریعت سے کی ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ حکیم وہ ہے جو عالم و عامل ہو۔(37)

اللہ تعالیٰ نے علماء دین کو خیر کثیر عطاء فرمایا ہے، یہ خیر کثیر حضور ﷺ کے وسیلہ سے ملا ہے کیوں کہ آپ خیر کثیر کے مالک ہیں جیسے کہ "اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ" میں اس کی وضاحت ہے۔

(13) وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (38)

اور مسلمان ایسے تو نہیں کہ سارے کوچ کریں، سو ہر جماعت میں سے ان کا ایک حصہ کیوں نہ نکلتا تا کہ وہ لوگ دین میں سمجھ پیدا کریں اور واپس جا کر اپنی قوم کو علم سے باخبر کریں تا کہ وہ پرہیز کرتے رہیں۔

اس آیت میں صرف عالم دین بننے کا حکم نہیں بلکہ عالم اور معلم بننے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

(14) وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا (39)

اس عالم دین سے بہتر بات کس کی ہوگی جو اللہ کی طرف دعوت دے۔

(15) فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (40)

اے لوگو! علم والوں سے پوچھو، اگر تمہیں علم نہ ہو۔ یہاں اہل ذکر سے مراد علماء ہیں جن سے علم سیکھ کر مرض جہالت کا علاج کرنے اور تاریکی دور کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(16) وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (41)

یعنی جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا ادب و احترام کرتا ہے تو یہ احترام اس وجہ سے ہے کہ دل میں تقویٰ ہے۔ یہاں شعائر اللہ سے مراد اعلام دین ہیں۔ یعنی جن چیزوں سے دین اور غیر دین کی شناخت ہو سکے ان کو شعائر اللہ کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد علماء کرام ہی ایسے نشانات ہیں جن سے دین اور غیر دین، حق اور باطل کے درمیان شناخت ہوتی ہے لہذا دیگر نشانات میں سے علماء کرام اعظم الاعلام ہیں، جن سے دین اسلام کی پہچان کی جا سکتی ہے۔

(17) وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ (42)

قیامت کے دن کفار کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم اس دوزخ میں نہ ہوتے، تفہیم البخاری میں ہے کہ قیامت کے دن دوزخی کہیں گے اگر ہم علماء ہوتے تو آج دوزخی نہ ہوتے (43)

Marfat.com

احادیث مبارکہ اور علماء دین کی عظمت

اسلام میں علماء دین کی فضیلت وہ مسلمہ حقیقت ہے جس کا اثبات قرآن حکیم کے علاوہ احادیث مبارکہ سے بھی ہوتا ہے، وہ احادیث جن سے علماء دین کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے ان میں سے چند احادیث کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

معروف تابعی حضرت سعید بن مسیّبؒ (م 91ھ) اور حضرت مقاتلؒ (م 105ھ) سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے 80 ہزار عالم یعنی مخلوقات پیدا فرمائے ہیں ان میں 40 ہزار خشکی میں اور 40 ہزار تری میں ہیں۔ حضرت وھب بن منبہؒ (م 114ھ) کے قول کے مطابق اس دنیا میں اٹھارہ ہزار عالم ہیں ان میں سے ایک عالم یہ دنیا ہے۔ (44)

ان تمام اجناس اور مخلوق میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو برتری اور فضیلت بخشی ہے اور ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے انہی میں سے اپنی خلافت اور نیابت کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کا انتخاب فرمایا ہے۔ یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ اپنی مخصوص خلافت اور نیابت کے لئے نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کو پیدا فرمایا اور آپ ﷺ کے بعد آپ کی خلافت اور نیابت کا ورثہ علماء امت کے حوالہ کیا گیا، اب قیامت تک علماء دین کے ذمہ یہ فرض ہے کہ وہ حضور ﷺ کی نیابت اور وارثت کی حفاظت کریں کیوں کہ علماء دین نبی اکرم ﷺ کے وارث ٹھہرائے گئے ہیں جیسا کہ احادیث مبارکہ میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ علماء دین انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔

(1) حضرت ابودرداء سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرِثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا اَنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَ بِہٖ فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔ (45)

Marfat.com

بے شک علماء دین انبیاء کرام کے وارث ہیں اور بے شک انبیاء کرام نے کسی کو دینار اور درہم کا وارث نہیں بنایا، انہوں نے صرف علم کا وارث بنایا ہے، تو جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا حصہ لیا۔

رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ آپ ﷺ نے اپنی وراثت درہم و دینار یا کسی قسم کی مالی جائیداد کی صورت میں نہیں چھوڑی، شائد اس لئے کہ یہ اس دنیا کی اصل ہے جس کی موجودگی میں آپ کو نیند نہیں آیا کرتی تھی۔ صرف علم کو اپنی وراثت اس لئے ٹھہرایا گیا کہ یہ دین کی اصل اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اس کے حاصل کرنے والے علماء دین کو اپنا وارث بنا کر مخصوص امتیازی شان سے سرفرازی بخشی اور بارگاہ ایزدی کے قرب و جوار کی نعمت سے معزز و مکرم بنایا۔

(2) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْرِمُوا الْعُلَمَاءَ فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ فَمَنْ اَكْرَمَهُمْ فَقَدْ اَكْرَمَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. (46)

حضور ﷺ نے فرمایا علماء (دین) کی تعظیم اور عزت کرو اس لئے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں، پس جس نے ان کی تعظیم کی بے شک اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعظیم کی۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم دین جب خطبہ کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو نمازیوں کو کھڑا ہو جانا چاہیے اس کی تعظیم بعینہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعظیم ہے۔(47)

(3) حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ يُحِبُّهُمْ اَهْلُ السَّمَاءِ وَ يَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْحِيْتَانُ فِي الْبَحْرِ اِذَا مَاتُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ. (48)

Marfat.com

علماء دین انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں، فرشتے ان سے محبت کرتے ہیں اور جب علماء فوت ہو جائیں تو سمندر میں مچھلیاں ان کے لئے قیامت تک بخشش مانگتی ہیں۔ یعنی علماء دین کے فوت ہو جانے کے بعد قیامت تک مچھلیاں ان کیلئے بخشش کی دعا کرتی رہتی ہیں۔

(4) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ حَتّٰى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتِ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ. (49)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ، آسمان اور زمین کے فرشتے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں وہ سب علماء دین کیلئے دعائے خیر کرتی ہیں جو لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے ہیں۔

دراصل کامل وارث وہی عالم دین ہے جو دین کی تعلیم کا فریضہ ادا کرتا ہو اور اس کے مطابق عمل کرتا ہو صرف خطبہ جمعہ دے کر خرگوش کی نیند سو رہنا یہ کوئی ورثہ نہیں ہے۔

(5) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى الْحِيْتَانِ فِي الْبَحْرِ. (50)

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اچھی بات کی تعلیم دیتا ہے اس کے لئے ہر شے یہاں تک کہ مچھلیاں بھی سمندر میں بخشش کی دعا مانگتی ہیں۔

(6) سنن ابوداؤد میں یہ حدیث ایسے روایت کی گئی ہے وَاَنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْحِيْتَانُ فِيْ جَوْفِ الْمَاءِ. (51)

بے شک جو مخلوق آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور جو مچھلیاں پانی میں ہیں وہ عالم کے لئے بخشش طلب کرتی ہیں۔

(7) فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، اَنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ. (52)

عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر، بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔

حضور ﷺ نے اس حدیث میں عالم کو چاند سے اور عابد کو ستاروں سے تشبیہ دی ہے، عالم دین کا علمی فیض قمر کے نور کی طرح ہوتا ہے، وہ دوسروں کے قلوب کو علم وعرفان سے منور کرتا ہے، اس کا فیض متعدی یعنی دوسروں کو پہنچنے والا ہے، عابد کا فائدہ لازمی اور غیر متعدی ہے جو صرف اس کی ذات تک محدود رہتا ہے۔ یہاں عابد سے مراد وہ عابد ہے جو عالم ہو مگر اپنا وقت تعلیم و تربیت میں نہیں بلکہ عبادت میں گزارتا ہو، وہ عابد جاہل یہاں مراد نہیں جو نماز کے سنن و فرائض اور حلال و حرام کے مسائل سے واقف نہ ہو وہ تو جاہل صوفی اور عطائی پیر کے زمرہ میں آتا ہے۔

مذکورہ احادیث میں تین باتیں قابل توجہ ہیں۔

اول: علماء دین انبیاء کرام کے وارث ہیں اور یہ بات مسلمہ ہے کہ مرتبہ نبوت و رسالت تمام مراتب سے اعلیٰ و بلند تر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن مجید میں فضل کبیر فرمایا ہے۔

اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا (53) بے شک آپ پر بہت بڑا اللہ کا فضل ہے۔

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جب نبوت سے بڑھ کر اور کوئی رتبہ نہیں تو اس رتبہ کی وراثت سے بڑھ کر اور کسی چیز کی وراثت کو شرف اور فضیلت نہیں ہے، حقیقت یہی ہے کہ علماء دین مخلصین کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کی وراثت کا انعام اور امتیاز بہت بڑا اعزاز ہے۔

دوم: دوسری بات یہ ہے کہ علماء دین خصوصاً معلمین حضرات کتنے فائز المرام ہیں کہ ان کے لئے زمین اور تمام آسمانوں کی مخلوقات فرشتے، جن وانس، اجرام فلکیہ اور اجسام ارضیہ، سمندری اور دریائی تمام مخلوقات اس کے لئے بخشش اور مغفرت کی دعا کرتی رہتی ہیں۔

سوم: تیسری بات یہ ہے کہ مچھلیاں، چیونٹیاں اور دیگر مخلوق علماء کرام کے لئے دعا کیوں کرتی ہیں؟ علامہ طیبی فرماتے ہیں اس لئے کہ بارشوں کا نزول علماء دین ہی کی برکتوں سے ہوتا ہے اور مچھلیاں پانی میں علماء دین ہی کی برکت اور سبب سے زندہ ہیں، حدیث شریف میں ہے "بِھِمْ تُمْطَرُوْنَ وَ بِھِمْ تُرْزَقُوْنَ " (54) انہی علماء کی برکت سے بارشیں ہوتی ہیں اور مخلوق کو رزق ملتا ہے۔

علماء دین کے اٹھنے سے دین اٹھ جائے گا، قیامت برپا ہو جائے گی اور ہر چیز فنا ہو جائیگی۔

(8) نبی اکرم ﷺ نے علماء دین کے بارے میں ارشاد فرمایا:

عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ (55)

اس حدیث کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے امام محی الدین محمد ابن عربی (م638ھ) کی فتوحات مکیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے، یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں۔ یہ مثلیت عین نبوت میں نہیں بلکہ اسلام کی تدریس وتبلیغ کے اعتبار سے ہے کیوں کہ ختم نبوت کا مفہوم اس کے منافی ہے، مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انبیاء کرام علیہم السلام تورات کی تبلیغ فرمایا کرتے تھے، اسی طرح رسول اکرم ﷺ کے بعد قرآن وحدیث کی تدریس وتبلیغ علماء کرام کرتے رہیں گے۔

تدریس وتبلیغ کا یہ منصب ایک ایسا عظیم منصب ہے جس کی خاطر خالق کائنات نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا وہی عظیم منصب حضور ﷺ کی امت کے حوالے کر دیا گیا لہذا اس سے علماء دین کی فضیلت اور عظمت واضح ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے اپنی امت کے مخلصین علماء کرام کی شان میں فرمایا:

Marfat.com

(9) اَلْعُلَمَاءُ اُمَنَاءُ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ (56) علماء اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اس کے امین ہیں۔

(10) اَلْعُلَمَاءُ اُمَنَاءُ الرُّسُلِ (57) علماء رسولوں کے امین ہیں۔

(11) اَلْعُلَمَاءُ اُمَنَاءُ اُمَّتِیْ (58) علماء میری امت کے امین ہیں۔

ان احادیث میں حضور ﷺ نے اپنے مخلصین علماء دین کو لقب امین سے نوازا ہے۔ کس کے امین؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے امین، رسولوں کے امین، میری امت کے امین، آپ کا اس عظیم لقب سے نوازنا علماء دین کے لئے دین اسلام میں نہایت مہتم بالشان مقام واضح نظر آتا ہے، اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ امناء امین کی جمع ہے اور امین کے معنی امانت دار اور محافظ کے ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کریم کے متعلق فرماتے ہیں۔

اَلْقُرْآنُ اَمِیْنٌ عَلٰی کُلِّ کِتَابٍ قَبْلِہٖ (59)

یعنی قرآن پاک ماقبل کی تمام کتابوں کا امانت دار اور محافظ ہے۔

یعنی قرآن کریم نے کتب سابقہ کی تصدیق فرما کر حفاظت کی ہے۔

حضور ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَمِیْنٌ وَاَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنِ الْجَرَّاحِ (60)

ہر امت کے لئے ایک امین رہا ہے، ہمارا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یمن سے کچھ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ وہ شخص بھیج دیجئے جو ہمیں اسلام اور سنت کی تعلیم سکھائے تو آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا:

ھٰذَا اَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ (61) یہ اس امت کے امین ہیں۔

جس طرح اس حدیث میں حضور ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو امت کا امین قرار دیا، ایسے ہی آپ ﷺ نے اپنی امت کے علماء دین کو بھی امین فرمایا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ ؓ بحیثیت

معلم اسلام ہونے کے امین امت کہلائے اور علماء دین کو بھی بحیثیت معلم اسلام ہونے کے امین امت کا لقب ملا، ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ.

حضور ﷺ بذات خود امین تھے، آپ کی والدہ محترمہ کا نام آمنہ، جس شہر میں آپ ﷺ تشریف لائے اس کا نام بلد امین، جو کتاب آپ پر نازل کی گئی اور جس کے ذریعہ یہ کتاب نازل ہوئی وہ بھی امین اور آپ ﷺ بھی امین کے لقب سے معروف ہوئے اس لئے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی امانت کو بہترین انداز میں تقسیم فرمایا۔ بخاری شریف کی اس حدیث میں آپ نے اپنے بارے میں فرمایا "اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰہُ یُعْطِیْ" (62)

بے شک میں قاسم ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے۔

حضور ﷺ پر جو علوم آسمان سے نازل ہوئے جس کے آپ ﷺ امین ٹھہرائے گئے، اس امانت الٰہی کو آپ ﷺ نے پوری محنت اور دیانتداری کیساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تقسیم فرما دیا۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلَا تَاْمَنُوْنِیْ وَاَنَا اَمِیْنُ مَنْ فِی السَّمَآءِ یَاْتِیْنِیْ خَبَرٌ مِّنَ السَّمَآءِ صَبَاحًا وَّ مَسَاءً (63)

کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے حالانکہ میں آسمان والوں کا امین ہوں، میرے پاس آسمان کی خبریں صبح وشام آتی ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا لقب بھی امین ہے، قرآن مجید میں آپ کو روح الامین کہا گیا ہے، ارشاد ہوتا ہے " نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ " (64)

اس قرآن حکیم کو روح الامین (جبرائیل علیہ السلام) لے کر اترے۔ آپ کو روح الامین اس لئے کہا گیا کہ آپ اللہ عز وجل سے کلام لے کر پوری ذمہ داری اور امانت داری کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب مبارک پر اتار دیتے۔

Marfat.com

سب کا خالق اور سب سے بڑا اللہ تعالیٰ ہے، وہ بھی امین اور مہیمن ہے، اسی کی طرف سے یہ تمام امانت داریاں ظاہر ہوتی ہیں کیوں کہ وہی حقیقی فاعل ہے اور یہ سب کچھ کلام قدیم کی عظمت اور محبوبان بارگاہ کی رفعت اور وارثان نبوت ورسالت کی شان کا اظہار ہے، وہ رحیم ہے رحمٰن ہے اور اپنی رحیمانہ شان کو ظاہر فرماتا ہے۔

(12) علماء دین کی شان میں آپ کے اس ارشاد گرامی کو حضرت انسؓ نے روایت کیا ہے

عَنْ اَنَسٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ مَثَلَ الْعُلَمَاءِ فِي الْاَرْضِ كَمَثَلِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَآءِ يُهْتَدٰى بِهَا فِيْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ فَاِذَا انْطَمَسَتِ النُّجُوْمُ اَوْشَكَ اَنْ تَضِلَّ الْهُدَاةَ (65)

زمین میں علماء کی مثال آسمان میں ستاروں کی طرح ہے جن سے خشکی اور پانی میں راستے کی معلومات لی جاتی ہیں جب ستاروں کی روشنی ختم ہو جائے گی تو پھر غلط راستے پر چل پڑنے کا اندیشہ ہوگا۔

(13) اَلْعُلَمَاءُ مَصَابِيْحُ الْاَرْضِ وَخُلَفَاءُ الْاَنْبِيَاءِ وَرَثَتِيْ وَوَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ (66)

علماء زمین کے چراغ، انبیاء کرام علیہم السلام کے خلفاء، میرے اور دیگر تمام نبیوں کے وارث ہیں۔ یہاں رسول اللہ ﷺ نے علماء دین کو ستاروں اور چراغوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ستارے اور چراغ زمین کو روشن کرتے ہیں، ایسے ہی علماء دین انسانوں کے دلوں کی زمین کو نور ہدایت سے روشن اور منور کرتے ہیں۔ ان احادیث مبارکہ میں علماء دین کے فضل وشرف کی وجہ یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے جن اسماء اور القاب سے علماء دین کو موصوف اور ملقب فرمایا ہے، انہی اسماء وصفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو موصوف اور مخاطب فرمایا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں فرمایا۔

Marfat.com

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی (67) اس پیارے چمکتے ستارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے
حضور ﷺ نے یہی لفظ نجم اپنی امت کے علماء کی شان میں استعمال فرمایا :
اَلْعُلَمَاءُ فِی الْاَرْضِ کَمَثَلِ النُّجُوْمِ" علماء زمین میں ستاروں کی مثل ہیں۔
حضور ﷺ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ" (68)
یعنی نور مصطفےٰ ﷺ کا چراغ ایک قندیل میں ہے۔ حضور ﷺ نے یہی اسم مبارک اپنی امت کے علماء کرام کے لئے تجویز فرمایا "اَلْعَلَمَاءُ مَصَابِیْحُ الْاَرْضِ "یعنی میری امت کے علماء زمین کے چراغ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں آسمان والوں کا امین ہوں، میرے پاس آسمان کی خبریں صبح وشام آتی ہیں، حضور ﷺ نے اسی مبارک نام کو اپنی امت کے علماء کی شان میں استعمال فرمایا، ارشاد گرامی ہے۔

اَلْعُلَمَاءُ اُمَنَاءُ اللّٰهِ، وَالْعُلَمَاءُ اُمَنَاءُ الرُّسُلِ، وَالْعُلَمَاءُ اُمَنَاءُ اُمَّتِیْ، اَلْعُلَمَاءُ خُلَفَاءُ الْاَنْبِیَاءِ (69)

علماء کرام اللہ کے، رسولوں کے اور میری امت کے امین ہیں اور انبیاء کے خلفاء ہیں۔
نبی اکرم ﷺ خلیفۃ اللہ ہیں اور حضور ﷺ نے اسی مبارک نام کو اپنی امت کے علماء دین کی شان میں فرمایا۔ اس حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا کہ علماء نہ صرف رسول اکرم ﷺ کے خلیفہ ہیں بلکہ تمام انبیاء کرام کے خلیفہ ہیں۔

(14) حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ایک دفعہ اپنی مسجد میں دو مجلسوں پر گزرے تو آپ نے ان دونوں کے متعلق فرمایا کہ یہ دونوں نیکی پر ہیں لیکن ایک مجلس دوسری سے افضل ہے، یہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں اور اس کی طرف راغب ہیں، اللہ اگر چاہے تو ان کو دے اگر نہ چاہے تو نہ دے لیکن یہ دوسری مجلس جو علم کے سیکھنے اور سکھانے میں مصروف ہے، پہلی سے افضل ہے۔ (اس لئے کہ یہ تعلیم و تعلم کا فریضہ ادا کر رہی ہے) پھر آپ نے فرمایا۔

Marfat.com

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا (70) بے شک میں معلم (اسلام) بنا کر بھیجا گیا ہوں۔
اس کے بعد آپ ﷺ اسی مجلس میں بیٹھ گئے۔

(15) حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دو بنی اسرائیلیوں کے بارے میں دریافت کیا گیا، جن میں ایک عالم تھا جو صرف فرائض (نماز) ادا کرتا تھا پھر وہ لوگوں کو علم دین سکھانے کے لئے بیٹھ جاتا، دوسرا شخص دن کو روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت میں کھڑا رہتا (یا رسول اللہ) ان دونوں میں افضل کون ہے؟
حضور ﷺ نے فرمایا وہ عالم جو صرف فرض نماز ادا کرنے کے بعد لوگوں کو علم دین سکھانے کے لئے بیٹھ جاتا ہے اس کی فضیلت اس عابد پر جو دن بھر روزہ اور رات کو قیام کرتا ہے، ایسی ہی جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر۔ (71)

(16) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دو آدمیوں کے بارے میں ذکر ہوا جن میں ایک عابد اور دوسرا عالم تھا، اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلٰى اَدْنَاكُمْ (72)
یعنی عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر۔

(17) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ عَالِمٍ تَقِيٍّ فَكَاَنَّمَا صَلّٰى خَلْفَ نَبِيٍّ (73)
حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے متقی عالم کے پیچھے نماز ادا کی تو گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز ادا کی۔

(18) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ سَرَّكُمْ اَنْ تُقْبَلَ صَلَاتُكُمْ فَلْيَؤُمَّكُمْ عُلَمَائُكُمْ فَاِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ عَزَّوَجَلَّ. (74)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم کو بھلا معلوم ہو کہ تمہاری نماز مقبول ہو تو چاہیے کہ تمہارے علماء تمہاری امامت کریں کیوں کہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان قاصد ہیں۔

(19) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا عَبِدَ اللّٰهُ بِشَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ فِقْهٍ فِیْ دِیْنٍ وَ لَفَقِیْهٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ. (75)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کی عبادت تفقہ فی الدین سے افضل کسی چیز کو قرار نہیں دیا گیا، شیطان پر ایک عالم دین ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے، ہر چیز کے ستون ہوتے ہیں اس دین کا ستون فقہ ہے یعنی بے علم عابدوں اور صوفیوں سے شیطان نہیں ڈرتا، انہیں گمراہ کرنا شیطان کے لئے معمولی بات ہے، یہ علماء دین سے خوف اس لئے کرتا ہے کہ وہ اس کے مکروفریب سے واقف ہیں، اس کے داؤ پیچ میں نہیں آتے جبکہ جاہل عابد اور عطائی صوفی اس کے سبز باغوں کو دیکھ کر انہیں الہام الٰہی سمجھنے لگتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہزاروں قائم اللیل اور صائم النہار عابدوں کی موت ایک عقلمند عالم دین کی موت کے مقابلے میں کم ہے (76) کیوں کہ عالم دین کا فائدہ متعدی (دوسروں کو پہنچنے والا ہے) ہے جو لوگوں کی رہنمائی کا سبب ہے۔

(20) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ سَبْعُوْنَ دَرَجَةً مَا بَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ حُضْرُ الْفَرَسِ سَبْعِیْنَ عامًا وَ ذٰلِکَ لِاَنَّ الشَّیْطَانَ یَدَعُ الْبِدْعَةَ لِلنَّاسِ فَیُبْصِرُهَا الْعَالِمُ فَیَنْهٰی عَنْهَا وَ الْعَابِدُ مُقْبِلٌ عَلٰی عِبَادَةِ رَبِّهٖ لَا یَتَوَجَّهُ لَهَا وَ لَا یَعْرِفُهَا. (77)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عالم اور عابد کے درمیان ستر درجوں کا فرق ہے، ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ 70 برس میں ایک گھوڑا تیز دوڑ کر طے کرے۔ یہ اس لئے کہ شیطان لوگوں کے لئے بدعات ظاہر کرتا ہے اور

عالم انہیں دیکھ کر لوگوں کو ان سے منع کرتا ہے جب کہ عابد اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہتا ہے وہ نہ ان بدعات کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور نہ انہیں پہچانتا ہے۔

یہ عابد پر عالم دین کی فضیلت ہے لیکن وہ صوفی جو جاہل مرکب ہو عابد بھی نہ ہو، دین اور علماء دین کی غیبتوں میں مصروف زندگی گزارتا ہو، علماء دین کی شان میں تحقیری کلمات کہتا ہو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو اس کا کوئی درجہ نہیں البتہ شیطان لعین کے ہاں اس کا درجہ ہوسکتا ہے وہ بھی تھوڑا نہیں بلکہ بہت زیادہ۔ کیونکہ یہ اس کی تعلیم کا معلم ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

(21) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ یَقُوْلُ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ، مَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ اَوْ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا ۔(78)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا بھی ملعون اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے مگر اللہ کی یاد اور جن کو اللہ پسند کرے (جیسے عبادات وغیرہ) اور عالم و متعلم یعنی جو علم دین سیکھنے اور سکھانے والا ہے۔

(22) حضرت ابو درداء سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مِدَادُ الْعُلَمَاءِ یُوْزَنُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِدَمِ الشُّھَدَاءِ فَیَتَرَجَّحُ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ عَلٰی دَمِ الشُّھَدَاءِ ۔ (79) قیامت کے روز علماء کی سیاہی کا (جس سے مسائل دینیہ لکھتے ہیں) شہیدوں کے خون سے وزن کیا جائے گا، علماء کی سیاہی کو شہداء کے خون پر ترجیح دی جائیگی۔

(23) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ مَجَالِسُ الْعِلْمِ (80)

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے جب تم جنت کے باغات میں سے چلو تو اس سے فائدہ اٹھاؤ انہوں نے پوچھا جنت کے باغات کیا ہیں، آپ نے فرمایا (اس دنیا میں جنت کے باغات) علم کی مجالس ہیں۔

Marfat.com

(24) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔

" تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِنْ اِحْيَائِهَا. " (81)

ایک ساعت علم کا پڑھنا، پڑھانا اور تکرار کرنا تمام رات کی عبادت سے بہتر ہے۔

(25) حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا :

لَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آيَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ (82)

اے ابوذر! اگر تم صبح اٹھتے ہی قرآن مجید کی ایک آیت کا علم سیکھ لو تو وہ تیرے لئے سو رکعت نوافل پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے۔

(26) معلمین، علماء کرام، انبیاء عظام کے بعد سب سے زیادہ سخی ہیں۔ اس ضمن میں حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا " هَلْ تَدْرُوْنَ مَنْ اَجْوَدُ جُوْدًا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ (النَّبِيُّ ﷺ) اَللّٰهُ تَعَالٰى اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ بَنِيْ آدَمَ وَاَجْوَدُهُمْ مِنْ بَعْدِيْ رَجُلٌ عَلَّمَ عِلْمًا فَنَشَرَهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمِيْرًا وَحْدَهٗ اَوْ قَالَ اُمَّةً وَّاحِدَةً "(83)

کیا تم جانتے ہو کہ سخاوت کرنے میں بہت بڑا سخی کون ہے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سخاوت میں بڑا سخی ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے متعلق فرمایا کہ بنی آدم میں سب سے زیادہ سخی میں ہوں، پھر میرے بعد میری امت میں سب سے بڑا سخی وہ انسان ہوگا جس نے علم دین پڑھا اور دوسروں کو پڑھایا اور پھیلایا، وہ قیامت کے دن بمنزلہ ایک امیر کے یا ایک جماعت کے آئے گا۔

یعنی اس عالم دین کے ساتھ اس کے شاگرد وخادم اور تابع ہوں گے۔ مال کی سخاوت کرنے والا بھی سخی کہلاتا ہے، آپ ﷺ مال کی سخاوت کرنے میں بھی بڑے سخی تھے لیکن یہاں حدیث میں اپنے بعد اس انسان کو بڑا سخی کہا گیا ہے جو علم دین پڑھائے اور پھیلائے کیونکہ

Marfat.com

علم دین مال و دولت سے افضل ہے اور اس کی سخاوت بھی مال و دولت کی سخاوت سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ معلمین اور علماء دین انبیاء کرام کے بعد سب سے بڑے سخی ہیں۔

(27) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ جَاءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْإِسْلَامَ فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّيْنَ دَرَجَةٌ وَّاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ (84)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اس حال میں موت آئے کہ وہ اسلام زندہ کرنے کے لئے علم سیکھ رہا ہو تو جنت میں اس کے اور انبیاء کے درمیان ایک درجہ کا فرق ہو گا۔ یعنی نبی کا درجہ اوپر ہوگا اور عالم دین کا درجہ اس کے نیچے ہوگا۔ اگرچہ یہ حدیث طالب علم کے لئے ہے لیکن طالب علم کے معلم کے لئے یہ درجہ بطریق اولیٰ ثابت ہوگا کیوں کہ وہ بھی پہلے طالب علم تھا۔

(28) صحیحین میں حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ (85)

خدا کی قسم اگر تیری ذات سے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو ہدایت دے دے تو تیرے واسطے سرخ اونٹوں کے ریوڑ سے بہتر ہے۔

حضرت یوسف بن اسباطؒ نے کہا کہ علم کا ایک باب حاصل کرنا ستر غزوات سے افضل ہے۔ معافی بن عمرانؒ نے کہا کہ ایک حدیث نقل کرنا یا اسے لکھنا مجھے تمام رات کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے۔ (86)

(29) حضرت حسن بصریؒ مرسلاً فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے جانشینوں پر اللہ کی رحمت ہو، میرے جانشینوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت، میرے جانشینوں پر

اللہ کی رحمت ہو، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ آپ کے جانشین کون ہیں؟ فرمایا جو میری سنت سے محبت رکھتے ہیں اور بندگان خدا کو اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ (87)

(30) حدیث میں ہے کہ نبی مکرم ﷺ ایک دفعہ مسجد کے دروازے پر تشریف لائے، آپ ﷺ نے دروازے کے قریب شیطان کو دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا تو یہاں کیا کرتا ہے، شیطان نے کہا میں ارادہ کرتا ہوں کہ مسجد میں داخل ہو کر اس شخص کی نماز خراب کروں لیکن میں اس شخص سے ڈرتا ہوں جو اس کے پاس سویا ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تو نمازی سے کیوں نہیں ڈرتا حالانکہ وہ عبادت اور مناجات میں ہے تو اس شخص سے کیوں ڈرتا ہے جو سویا ہوا ہے، شیطان نے کہا کہ یہ نمازی جاہل ہے اور اس کی نماز کا خراب کرنا آسان ہے مگر یہ شخص جو سویا ہوا ہے عالم ہے اگر میں نمازی کو بہکاؤں یا اس کی نماز فاسد کروں اور یہ عالم بیدار ہو جائے تو وہ اس کی بہت جلد اصلاح کر دے گا۔ پس حضور ﷺ نے فرمایا " نَوْمُ الْعَالِمِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الْجَاهِلِ "یعنی عالم کی نیند جاہل کی عبادت سے بہتر ہے۔ (88)

(31) تفسیر عزیزی میں حدیث منقول ہے اَلنَّظَرُ اِلَى الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ ، اَلنَّظَرُ اِلَى الْمُصْحِفِ عِبَادَةٌ ، اَلنَّظَرُ اِلٰى وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ. (89)
یعنی کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے، قرآن کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور حضرت علیؓ کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(32) حضور ﷺ نے فرمایا "اَلنَّظَرُ فِىْ وَجْهِ الْوَالِدِ مِنْ عِبَادَةٍ وَالنَّظَرُ فِى الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ، وَالنَّظَرُ فِىْ وَجْهِ الْعَالِمِ رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ " (90)
والد کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے، کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے، عالم کے چہرہ کی طرف دیکھنا کلی عبادت ہے۔

Marfat.com

(33) علامہ محمد جعفر قریشی حنفی نے فتاویٰ نسفی کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا "اِنَّ الْعَالِمَ وَالْمُتَعَلِّمَ اِذَا خَرَجَا عَلٰی قَرْیَۃٍ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرْفَعُ الْعَذَابَ عَنْ مَقْبَرَۃِ تِلْکَ الْقَرْیَۃِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا " (91)

بے شک عالم اور طالب علم جب کسی گاؤں سے گذرے بے شک اللہ تعالیٰ اس گاؤں کے قبرستان سے چالیس روز تک عذاب اٹھالیتا ہے۔

(34) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "مَثَلَ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ مِنَ الْھُدٰی وَالْعِلْمِ کَمَثَلِ الْغَیْثِ الْکَثِیْرِ اَصَابَ اَرْضًا "

اللہ تعالیٰ نے جس ہدایت اور علم کو دے کر مجھے بھیجا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے موسلا دھار بارش جو زمین پر برسی، اس میں بعض زمین عمدہ تھی جس نے پانی جذب کرلیا اور گھاس اور سبزہ خوب اگایا اور اس سے بعض سخت زمین تھی جس نے پانی کو روک لیا، اللہ تعالیٰ نے اس سے لوگوں کو نفع دیا لوگوں نے وہ پانی پیا، پلایا اور کھیتی باڑی کی۔ بعض ایسی زمین پر بارش ہوئی جو محض صاف چٹیل ہے وہ نہ تو پانی روکتی ہے اور نہ ہی گھاس اگاتی ہے۔ پس اول اس شخص کی مثال ہے جس نے اللہ کے دین میں فقاہت وسمجھ حاصل کی اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے دے کر معبوث کیا اس سے اس کو نفع دیا، اس نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا۔

دوسری مثال اس شخص کی ہے جس نے اس کی طرف سر تک نہ اٹھایا اور اللہ کی ہدایت جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے اس کو قبول نہ کیا۔ (92)

اس حدیث میں حضور ﷺ نے اپنی وحی اور علم کی مثال بارش سے بیان فرمائی ہے، کیوں کہ علم اور بارش میں نفع اور فائدہ کے اعتبار سے مشابہت ہے جس طرح بارش سے مردہ زمین زندہ ہوتی ہے اور فصل وغیرہ پیدا ہوتی ہے اسی طرح علم مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے اسی

Marfat.com

سے عرفان و معرفت الٰہی اور ہدایت وغیرہ حاصل ہوتی ہے۔ جاہل کو نہ عرفان حاصل ہوتا ہے نہ ہی ہدایت ملتی ہے اور وہ بے ہدایت ہی رہتا ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے زمین کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں اس لئے کہ لوگوں کی بھی تین قسمیں ہیں، پہلی قسم عمدہ زمین کی ہے جس نے اپنے اندر بارش کو جذب کیا اور فصل پیدا کی اور دوسروں نے اس فصل کو کھایا، یہ مخلصین علماء کی مثال ہے کہ انہوں نے قرآن اور حدیث کو خود پڑھا، خوب پڑھایا اور اچھی طرح عمل کیا۔

دوسری قسم زمین کی وہ ہے جس نے تالاب کی طرح بارش کے پانی کو اپنے اندر روک رکھا اور خوب جمع کر لیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے لوگوں کو نفع دیا، لوگوں نے پانی پیا، پلایا اور اس سے کھیتی باڑی کی اور جانوروں نے بھی اس سے بہت فائدہ اٹھایا۔ یہ مثال ان علماء کی ہے جو زیادہ تر اپنا وقت پڑھنے اور پڑھانے میں صرف کرتے ہیں اور لوگ اکثر ان سے علم دین کا فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

تیسری قسم زمین کی وہ ہے جو چٹیل میدان ہو نہ اس میں پانی ٹھہرتا ہے اور نہ ہی گھاس اور سبزہ وغیرہ اگاتی ہو۔ یہ مثال ان لوگوں کی ہے جو علم دین کی طرف توجہ نہیں دیتے اور نہ ہی علماء کرام کے پاس جا کر دین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں، علماء سے دور دور رہتے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ ان کا دین سے کوئی علاقہ اور تعلق ہی نہیں ہے جیسے ہمارے اکثر لوگ اسی عادت کا شکار ہیں۔

(35) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے عالم دین کے درجہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا :

هُمْ سِرَاجُ اُمَّتِکَ فِی الدُّنیَا وَالْاٰخِرَةِ طُوبٰی لِمَنْ عَرَفَهُمْ وَالْوَیْلُ لِمَنْ اَنکَرَهُمْ وَاَبْغَضَهُمْ (93)

وہ لوگ دنیا اور آخرت میں آپ کی امت کے چراغ ہیں، خوش بخت ہیں جنہوں نے ان کا مرتبہ پہچانا اور ان لوگوں کے لئے عذاب ہے جنہوں نے انکار کیا اور ان سے بغض اور عداوت رکھی اور ان کی بے ادبی اور گستاخی کی۔

جیسا کہ آج مغربیت سے متاثر لوگ علماء سے محض دین کی بناء پر بغض رکھتے ہیں، اخبارات میں اپنے کالموں اور مضامین میں ان کی توہین بھی کرتے ہیں نیز انہیں ملاں کہہ کر اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا: سَيَأْتِي زَمَانٌ عَلٰى أُمَّتِي يَفِرُّوْنَ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْفُقَهَاءِ فَيَبْتَلِيهِمُ اللّٰهُ بِثَلَاثِ بَلِيَّاتٍ" (94)

قریب ہے کہ میری امت پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ علماء اور فقہا سے دور رہیں گے اور بھاگیں گے پس اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو تین بلاؤں میں مبتلا کرے گا، اول ان سے برکت اٹھا لی جائے گی، جو کام کریں گے وہ محسوس کریں گے کہ ہمارے گھر میں برکت نہیں رہی، دوم ان پر ظالم بادشاہ متعین ہوگا، سوم ایسے گستاخ اور بے ادب لوگوں کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوگا۔

(36) ثعلبہ بن حکم ؓ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْعُلَمَاءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِذَا قَعَدَ عَلٰى كُرْسِيِّهٖ لِقَضَاءِ عِبَادِهٖ اِنِّي لَمْ اَجْعَلْ عِلْمِي وَحِكْمَتِي فِيكُمْ اِلَّا وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَغْفِرَ لَكُمْ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكُمْ وَلَا اُبَالِيْ. اِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ. (95)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال کا فیصلہ کرنے کے لئے اپنی کرسی پر (اپنی شان سے) تشریف فرما ہوں گے تو علماء سے فرمائیں گے کہ میں نے اپنا علم و حکمت تمہارے سینوں میں صرف اس لئے رکھا تھا کہ میں باوجود ان خطاؤں کے جو تم سے سرزد ہوئیں تمہاری مغفرت کرنا چاہتا ہوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

Marfat.com

علامہ ابن کثیر (م 774ھ) نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

(37) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فُضِّلَ الْعَالِمُ عَلَى الْعَابِدِ سَبْعِيْنَ دَرَجَةً مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ. (96)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ستر درجے ہے اور ہر دو درجات کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جیسے زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔

(38) اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بذریعہ وحی فرمایا کہ اے ابراہیم میں علیم ہوں اور ہر علم والے کو دوست رکھتا ہوں۔ (97)

(39) حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا " ثَلَاثَةٌ لَا يَسْتَخِفُّ بِهِمْ اِلَّا مُنَافِقٌ ذُوالشَّيْبَةِ فِي الْاِسْلَامِ وَ ذُوالْعِلْمِ وَ اِمَامٌ مُقْسِطٌ " (98)

عمر رسیدہ مسلمان، صاحب علم اور انصاف کرنے والا امام، ان تین لوگوں کے مقام کو منافق ہلکا سمجھے گا۔

(40) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَعَ الْعِلْمِ، وَالْعَالِمُ الْوَاحِدُ اَكْبَرُ مِنْ جِهَةِ الْفَضْلِ عِنْدَاللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ اَلْفِ شَهِيْدٍ (99)

حضور ﷺ نے فرمایا دنیا اور آخرت کی بہتری علم سے ہے اور ایک باعمل عالم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہزار شہیدوں سے افضل ہے۔

علمائے کرام اور شفاعت

انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات قیامت کے روز شفاعت فرمائیں گے ان کے بعد علماء دین جو انبیاء کرام علیہم السلام کے نائب اور وارث ہیں، وہ شفاعت کریں گے جیسا کہ

حدیث میں وارد ہے:

(41) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثَلَاثَۃٌ اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَاءُ (100)

یعنی حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے، اول انبیاء کرام دوم علماء کرام، سوم شہدائے عظام۔ انبیاء کرام، علماء عظام اور شہداء صرف ان لوگوں کی شفاعت کریں گے جو ان سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کریں گے، جو لوگ ان سے بغض وعداوت رکھیں گے وہ ان کی شفاعت سے محروم ہوں گے۔

(42) حضور ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ عابدوں اور مجاہدوں سے ارشاد فرمائے گا تم جنت میں جاؤ علماء عرض کریں گے الٰہی انہوں نے ہمارے علم کی طفیل عبادت اور جہاد کیا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تم میرے نزدیک فرشتوں کی مثل ہو تم شفاعت کرو، تمہاری شفاعت منظور ہوگی، پس وہ شفاعت کریں گے پھر عابد اور مجاہد جنت میں داخل ہوں گے، یہ مرتبہ اس عالم کا ہوگا جو لوگوں کو علم سکھاتا رہا، دوسرے کے لئے نہیں ہوگا۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ یہ رتبہ اس علم کا ہے جو تعلیم سے دوسروں کو پہنچے، اس علم کا نہیں ہے جو فقط اس شخص کے ساتھ رہے اور دوسرے کو نہ پہنچے۔ (101)

(43) قیامت کے روز علماء کرام کی فضیلت ایک اور انداز سے بھی ظاہر ہوگی جس کا ذکر سورۃ "ق" میں اس طرح کیا گیا ہے۔

ذٰلِکَ یَوْمُ الْخُلُوْدِ ☆ لَھُمْ مَّا یَشَاءُوْنَ فِیْھَا وَلَدَیْنَا مَزِیْدٌ (102)

یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے اہل جنت کو جنت میں ہر وہ چیز ملے گی جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس اور بھی زیادہ (نعمت) ہے۔

Marfat.com

میدان مزید کے بارے ایک طویل حدیث مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مزید جنت میں ایک میدان ہے تمام اہل جنت اس میدان میں شرکت کے لئے اپنی اپنی سواریوں پر پہنچیں گے پھر تمام اہل جنت وہاں جمع ہوں گے، انبیاء کرام اپنے اپنے منبروں پر ہوں گے، درمیان میں اللہ تعالیٰ کی کرسی ہوگی پھر حضرت داؤد علیہ السلام اپنی معجزاتی آواز میں مناجات الٰہی پڑھیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اہل جنت سے خطاب فرمائے گا، "سَلُوْنِیْ مَا شِئْتَ" جو جس کا دل چاہے مانگے طلب کرے سب مل کر عرض کریں گے، وہ کونسی نعمت ہے جو آپ نے عطاء نہیں فرمائی پھر حق تعالیٰ فرمائے گا یہ نعمت مل چکی، کچھ اور مانگو سب حیران ہو کر ایک دوسرے کا منہ دیکھیں گے کہ کیا چیز مانگیں، کونسی نعمت ہے جو ہمیں نہیں ملی اس وقت سب مل کر علماء کی طرف رجوع کریں گے، ان سے پوچھیں گے کہ کیا چیز رہ گئی ہے جو ہم مانگیں ہمارے علم کے اعتبار سے تو ہر نعمت ہمیں مل چکی ہے۔ علماء فرمائیں گے جو چیز رہ گئی ہے وہ ہے دیدار خداوندی کی نعمت، وہ مانگو وہ ابھی تک باقی ہے۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ علم اور اہل علم کی احتیاج جنت میں جانے کے باوجود باقی رہے گی۔ (103)

علماء کرام کے اجسام قبر میں محفوظ

قبروں میں انبیاء کرام کے اجسام محفوظ رہیں گے اس بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ صَلَوٰتُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ (104)

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجساد مطہرہ کو کھائے۔ اسی طرح علماء کرام جو وارث انبیاء کرام علیہم السلام ہیں ان کے اجسام بھی قبروں میں محفوظ رہتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عالم دین فوت ہوتا ہے تو اس کے علم کو اللہ تعالیٰ جسم کی

Marfat.com

صورت عطا فرماتا ہے جو قیامت تک عالم دین کو قبر میں انس وتسکین دیتا ہے اور زمین کے کیڑوں کو دور کرتا ہے۔

دوسری روایت حضرت کعبؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ تم علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، پس بے شک میں علم سکھانے والے اور سیکھنے والوں کی قبروں کو روشن کرنے والا ہوں تاکہ انہیں وحشت نہ ہو۔ (105)

علمائے کرام کی توہین کفر

انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی توہین وتنقیص سے انسان کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اسی طرح علماء کرام جو وارث انبیاء عظام ہیں ان کی توہین سے بھی انسان دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہو جاتا ہے، علماء درحقیقت شعائر اللہ اور شعائر اسلام ہیں بلکہ اعظم من شعائر اللہ والاسلام ہیں جس طرح دین کی نسبت سے ان کا ادب واحترام فرض ہے اسی طرح دین کی نسبت سے ان کی توہین کفر ہوگی۔

حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلویؒ سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ اگر کوئی آدمی علماء دین کی توہین اور حقارت سے کہے کہ عالم لوگوں نے دلیس خراب کر دیا ہے یا عالم لوگوں نے فساد ڈالا ہے کیا ایسی باتوں سے نکاح جاتا رہتا ہے یا نہیں۔ کتب معتبرہ سے تحریر کیا جائے۔

اعلیٰ حضرت بریلویؒ اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ علماء دین کی توہین کفر ہے، مجمع الانہر میں ہے "مَنْ قَالَ لِعَالِمٍ عُوَيْلَمْ عَلٰى وَجْهِ الْاِسْتِخْفَافِ فَقَدْ كَفَرَ" جس شخص نے کسی عالم کو تحقیر کے پیش نظر عویلم کہا اس نے کفر کیا اس شخص پر تجدید اسلام لازم ہے اور اس کے بعد اپنی بیوی سے نکاح جدید کرے۔ (106)

Marfat.com

تجدید نکاح کی ضرورت اس لئے پیش آئے گی کہ عقد نکاح کے وقت زوجین کا مومن ہونا ضروری ہوتا ہے اور دین کی بنا پر عالم دین کی تحقیر سے ایمان نہیں رہے گا لہذا تجدید نکاح ضروری ہوگا۔

علامہ شہاب الدین تورپشتی (م630ھ) فرماتے ہیں کہ تحفۃ المسائل میں ہے کہ کوئی شخص اہانت کے طور پر عالم دین کی کفش (جوتا) کو کفشک (جوتڑی) کہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص عالم دین کی طرف تیز نظر سے دیکھے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ (107)

فتاویٰ عالمگیری میں خلاصۃ الفتاویٰ اور البحر الرائق کے حوالے سے لکھا ہے۔

مَنْ اَبْغَضَ عَالِمًا مِنْ غَيْرِ سَبَبٍ ظَاهِرٍ خِيفَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ وَإِذَا قَالَ لِرَجُلٍ مُصْلِحٍ دیدار وے نزد من چناں است کہ دیدار خوک "يَخَافُ عَلَيْهِ الْكُفْرُ۔ اِذَا شَتَمَ عَالِمًا اَوْفَقِيهًا مِنْ غَيْرِ سَبَبٍ يَخَافُ عَلَيْهِ الْكُفْرُ" (108)

یعنی جو شخص بغیر کسی وجہ ظاہر کے کسی عالم سے بغض رکھے اس پر کفر کا خوف ہے اور اگر کسی مصلح (معلم) آدمی کے متعلق کہا کہ اس کا دیکھنا میرے نزدیک ایسا ہے جیسے سور کا دیکھنا تو اس پر کفر کا خوف ہے، اگر بغیر سبب کے کسی عالم وفقیہ کو بدگوئی سے یاد کرے تو اس پر کفر کا خوف ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کے اسی باب میں لکھا ہے اگر کوئی شخص عالم اور فقیہ کی کوئی بات یا اس کی بیان کردہ صحیح حدیث بیان کرے تو دوسرا شخص یہ سن کر کہے کہ یہ کچھ نہیں ہے، اور اس کو رد کر دے یا کہا یہ بات کس کام آئے گی، ہمیں روپیہ چاہیے آج کل لوگوں میں اس کی عزت ہے علم کس کام آتا ہے تو یہ کفر ہے۔ (109)

اگر کسی نے کہا رند بنا، عالم بننے سے اچھا تو اس سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اگر کسی عورت کا خاوند عالم ہے اس نے اپنے عالم خاوند کی نسبت کہا کہ خاوند عالم پر لعنت ہو تو اسکی تکفیر کی جائیگی اگر کسی نے کہا کہ علماء کے افعال کافروں جیسے ہیں تو اس کی تکفیر کی جائیگی۔ (110)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے جو علماء کی حقارت وغیبت اور برا کہنے کے متعلق پوچھا گیا تھا آپ فرماتے ہیں کہ اگر عالم دین کو اس لئے برا کہا ہے کہ وہ عالم دین ہے جب تو صریح کافر ہے اگر بوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دینوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے، تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق فاجر ہے حضور ﷺ نے فرمایا: لَا یَستَخِفُّ بِحَقِّهِمْ اِلاَّ مُنَافِقٍ علماء کے حق کو صرف منافق ہلکا جانے گا۔ (111) دوسری حدیث میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لَایَستَخِفُّ بِحَقِّهِمْ اِلاَّ مُنَافِقٍ بَینَ النِفَاقِ" (112) علماء کے حق کو کھلا منافق ہلکا سمجھے گا۔ تیسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لَیسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ لَّمْ یَجِلَّ کَبِیرَنَا وَ یَرْحَمْ صَغِیرَنَا وَیَعرِفْ لِعَالِمِنَا (113) جس نے ہمارے بڑوں کی عزت نہ کی، چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانا وہ میری امت سے نہیں ہے۔

ان مسائل میں کفر کا فتویٰ اس لئے دیا گیا ہے کہ ان صورتوں میں عالم دین کی توہین عالم دین ہونے کی بنا پر کی گئی ہے نہ کہ عام انسان ہونے کے ناطے سے اور عالم دین کی اس حوالے سے توہین علم دین ہی کی توہین ہوگی، یہ توہین کفر قرار پائے گی۔

حضور ﷺ کے نزدیک علماء کرام کا بہت مقام ہے، ان کی تردید کرنے کو آپ پسند نہیں فرماتے، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ (م 1114ء) فرماتے ہیں کہ علماء مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ نے بعض صوفیہء کرام پر اعتراض کئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان اعتراضات کی تردید کرنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت نہ دی اور میں نے علماء عاملین کو دیکھا کہ جن کا علم مشتغلین تصفیہ کے موافق ہے اور وہ نشر علم اور دین کرتے ہیں، وہ آپ کو عزیز ہیں اور ان صوفیہ سے آپ کو محبوب ہیں اگرچہ اہل فنا و بقاء

اور جذبہ سے تعلق رکھتے ہوں جو کہ نفس ناطقہ میں ظہور کرے اور اہل توحید وغیرہ میں سے ہوں جو صوفیہ کے ہاں اعلیٰ مقامات ہیں۔ (114)

حضرت مولانا محبوب عالم صاحب (م 1917ء) اپنے شیخ طریقت حضرت خواجہ سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی ؒ (م 1315ھ) کا ایک مفصل واقعہ لکھتے ہیں جس کی تلخیص یہ ہے کہ ایک روز حضرت شاہ صاحبؒ نے علماء کی دعوت کی اور نہایت عمدہ نفیس کھانے پکا کر کھلائے آپ کی ہمیشہ یہ عادت تھی کہ مہمانوں اور درویشوں کو جب بھی کھانا کھلاتے تو عمدہ سے عمدہ کھانا کھلاتے تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور تحفہ کے قابل ہو سکے، اس دعوت میں صرف علماء ہی کو شامل کیا، کسی درویش اور مرید کو اس میں شامل نہ کیا، مولانا محبوب عالم لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت شاہ صاحبؒ سے پوچھا اس میں کیا مصلحت تھی کہ حضور نے بالخصوص علماء کی ضیافت کی، آپ نے فرمایا آج رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا کبھی مجھے بھی تو کھانا کھلا دیا کرو، میں نے سوچا حضور ﷺ کو علماء دین ہی سے محبت اور پیار ہے اور آپ کے وارث یہی علماء دین ہیں تو انہیں کھانا کھلانا چاہیے تاکہ آپ ﷺ زیادہ خوش ہوں۔ (115)

سلسلہ سہروردیہ کے بانی حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی (م 632ھ) فرماتے ہیں کہ ایمان کی فضیلت علم کی فضیلت سے ہے، جس قدر علم افضل اور اعلیٰ ہوگا اسی قدر ایمان اپنی فضیلت کے اعتبار سے بلند ہوگا۔ (116)

علم کی فضیلت سے ایمان کی فضیلت اس لئے بلند ہوتی ہے کہ ایمان مطلق ہو یا ایمان کامل، علم کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، ایمان مطلق کے دو جزو ہیں اقرار لسانی اور تصدیق قلبی ایمان مطلق کا اعلیٰ جزو ہے اور تصدیق علم کی اعلیٰ قسم ہے جس سے ایمان مطلق حاصل ہوتا ہے اور ایمان کامل جو زندگی کا مقصود اعظم ہے اس کی تکمیل بھی علم کے بغیر ممکن نہیں اس لئے کہ ایمان کامل تصدیق قلبی کے ساتھ اس کے جمیع مقتضیات پر عمل کرنے کو کہتے ہیں اور

Marfat.com

جمیع مقتضیات یعنی اعتقادات، عبادات، معاملات اور حسن معاشرت پر عمل کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ان مقتضیات کا علم حاصل نہ کیا جائے اور یہ علم پڑھنے کے بغیر نہیں آتا۔ شریعت مطہّرہ میں اسی لئے علم کا سیکھنا فرض قرار دیا۔ ہے اور یہ بھی ہے کہ انسان علم کے بغیر محض حیوان ناطق ہے اور جو علم بغیر پڑھنے کے ملتا ہے اس کو علم مکاشفہ کہتے ہیں اور علم مکاشفہ بھی علم شریعت کا محتاج ہے کیوں کہ علم مکاشفہ علم شریعت پر عمل کرنے سے ملتا ہے، جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

انسان جب علم کے مطابق عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ علم دیتا ہے جو اس نے نہ پڑھا اور نہ جانا (117) اس علم کو علم الہامی اور علم باطنی بھی کہتے ہیں، علم شریعت اور علم مکاشفہ میں فرق یہ ہے کہ علم شریعت تمام مسلمانوں کے لئے حجت ہوتا ہے جب کہ علم مکاشفہ تمام مسلمانوں کے لئے حجت نہیں ہوتا، علم شریعت قطعی اور یقینی ہوتا ہے اور علم مکاشفہ یا علم الہام قطعی نہیں ہوتا۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ اگر مکاشفہ قرآن وحدیث کے مطابق ہو تو قابل قبول ہے اور اگر قرآن وحدیث کے مخالف ہو تو قابل رد ہوگا کیوں کہ انسان خواہ کتنا ہی عبادت گزار اور مقبول بارگاہ ایزدی ہو تو اس کا قلب تصرف شیطانی سے مطہّر اور معصوم نہیں ہوتا، معصوم اور مطہّر صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے قلوب ہوتے ہیں جن پر شیطان لعین کا گزر ممکن نہیں۔ اصل اور قطعی علم وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اکرم ﷺ کے قلب مبارک پر نازل ہوا، اس میں کسی قسم کا عیب اور نقص نہیں یہ وہ نور ہے جو ہدایت خلق کے لئے اتارا گیا ہے۔

بعض کتابوں میں یہ لکھا ہوا ملتا ہے " العلم حجاب الاکبر" یعنی علم ایک بہت بڑا حجاب ہے، یہ قول اگر کسی صاحب علم بزرگ کا ہے تو پھر اس سے مراد علم شریعت نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ علم ہے جو علم شریعت کے لئے حجاب واقع ہو، علم شریعت تو خود نور ہے وہ تو حجاب ہٹانے کے لئے نازل ہوا ہے نہ کہ وہ خود حجاب ہے، معاذ اللہ۔

Marfat.com

دنیا کے علوم تو حجاب اکبر ہو سکتے ہیں لیکن قرآن وسنت کے علم کو حجاب اکبر کہنا ایسے ہی ہے جیسے کوئی نادان سورج یا چاند کی نسبت یہ کہے کہ یہ حجاب اکبر ہے۔اس سے بڑی دیوانگی اور کیا ہو سکتی ہے ہاں بادل کے متعلق تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ حجاب اکبر ہے کیوں کہ یہ اتنے بڑے سورج کی روشنی کو اپنے حجاب سے چھپا لیتا ہے لیکن سورج تو خود نور ہے اور پوری دنیا کو منور اور روشن کرنے والا ہے۔علم شریعت بھی نور ہے جو اللہ تعالیٰ کا وصف ہے اور قرآن وحدیث کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے اور یہ نور چاند اور سورج سے بھی زیادہ روشن ہے، یہ نور گمراہوں کو تاریکیوں سے نکال کر نور ہدایت کی طرف لے آتا ہے یہ حجاب اکبر کیوں کر ہو سکتا ہے۔

علم شریعت جو نور علیٰ نور ہے اس کو حجاب اکبر سے تعبیر کرنا یہ کوئی تصوف نہیں بلکہ مسلمانوں کو علم شریعت سے دور کرنے کا ایک گمراہ کن فارمولا ہے اور یہ بھی سوچیے کہ اگر کوئی شخص اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا تو اس بے عمل شخص کا گناہ ہے نہ کہ اس کے علم کا، اگر اس نے علم کی روشنی سے فائدہ حاصل نہیں کیا تو علم کی روشنی کو حجاب کیوں کہا جائے، ہو سکتا ہے وہ شخص اس علم کی روشنی سے پھر کسی وقت فائدہ اٹھا لے اور راہ راست پر مستقیم ہو جائے۔

یاد رہے حجاب اکبر ہر وہ علم ہے جو انسان کو صراط مستقیم سے ہٹا کر گمراہی کی جانب لے جائے یا گمراہی میں اضافہ کا باعث ہو اور اس میں دینی نفع کی امید نہ کی جا سکے اور جو علم دینی علوم کا موءید ہے اس کی تعلیم شرعاً جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔

نبی اکرم نور مجسم سید عالم ﷺ نے ایسے علم سے پناہ مانگی ہے جو انسان کو نفع نہ دے، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ (118)

اے اللہ میں ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے۔اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انسان کو ہر اس علم سے دور رہنا چاہیے جو دین کو نفع کی بجائے نقصان پہنچائے، اس

دنیا میں سب سے بڑا نقصان دینی نقصان ہے اور سب سے بڑا دشمن دینی دشمن ہے اور تمام علوم سے افضل اور اعلیٰ قرآن وحدیث کا علم ہے کیوں کہ اس میں دونوں جہانوں کی خوبیاں اور بھلائیاں موجود ہیں اور اعمال میں سب سے بہتر وہ عمل ہے جو قرآن اور حدیث کے مطابق کیا جائے کیوں کہ اس کا ثمرہ فانی نہیں بلکہ دائمی ہے، دائمی ثمرہ حاصل کرنے کے لئے علم شریعت حاصل کرنا فرض ہے، اس کے بغیر عمل نہیں کیا جا سکتا اور عمل کے بغیر قربِ خداوندی اور رضاءِ الٰہی کا حاصل ہونا دشوار ہے۔

علم شریعت کے متعلق حجاب اکبر کی تبلیغ دراصل علم شریعت سے بغاوت ہے، جاہل پیر کی ایسی تبلیغ درحقیقت حجاب اکبر ہے نہ کہ علم شریعت، دینی علم تو نورالٰہی اور کلام الٰہی ہے۔ کلام الٰہی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور صفات باری تعالیٰ قدیم ہیں حادث نہیں، غیر مخلوق ہیں مخلوق نہیں۔ یہ کلام اللہ شریعت کی اصل ہے پوری شریعت کا دار و مدار اسی کلام الٰہی پر ہے اس کو حجاب اکبر کہنا عظیم غلطی ہے۔

اسی طرح ایک شخص نے علم دین اور علماء دین کی توہین وتنقیص کرتے ہوئے لکھا ہے۔

> کوئی بھی عالم دین جو علوم دینیہ درسیہ پڑھ چکا ہو اگر وہ پوری دیانتداری کیساتھ کھلی بات کرنے پر تیار ہے تو سوائے اس کے کچھ نہ کہے گا کہ مردِ درویش کی نظر اور صحبت کا فیض نہ ہو تو یہ علوم دینیہ پڑھ کرانا کا بت فرعون بن جاتا ہے جوں جوں انسان اس میدان میں ترقی کرتا ہے، یہ بت بڑا پہاڑ بنتا چلا جاتا ہے اس علم سے عاجزی نہیں بلکہ تکبر پیدا ہوتا ہے۔ (119)

مولف کتاب نے مردِ درویش کی نظر اور صحبت کی عظمت بیان کرتے ہوئے علم دین اور علماء دین کی تنقیص کی ہے، اس کے دل میں ذرہ بھر خیال نہیں آیا کہ وہ کن علوم دینیہ کی تنقیص کر رہا ہے جو خالق کائنات نے لوح محفوظ سے ہدایت انسانی کے لئے

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ کے قلب پر اتارے ہیں۔ اندازِ تنقیص دیکھئے کہ مردِ درویش کی عظمت بالاضافت یعنی مقابلتاً بیان کی ہے اگر بالاطلاق یعنی مطلقاً بیان کرتے خواہ اس سے بھی بڑھ کر عظمت بیان کی جاتی تو کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن جب علماء دین کے بالمقابل درویش کی عظمت بیان کی گئی تو اس سے علماء دین کی تنقیص لازم آئی پھر ایک عالم دین کی تنقیص بھی نہیں بلکہ کل علماء دین کی تنقیص بیان کی گئی ہے اس لئے کہ جملہ میں " کوئی بھی عالم دین " کے الفاظ عموم کے لئے ہیں اور یہ بھی دیکھئے کہ مولف کتاب نے مردِ درویش کی عظمت کو علماء دین کی تنقیص کے حوالے سے پیش کیا ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے بعض لوگ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام کی تنقیص کے حوالے سے توحید باری تعالیٰ بیان کرتے ہیں۔

علماء دین کی تنقیص درحقیقت علم دین کی تنقیص ہے، علماء دین کے متعلق یہ خیال کہ ان کی نظر اور صحبت موجب فیض و برکت نہیں یہ بھی انتہائی احمقانہ اور جاہلانہ بات ہے۔ صدہا محدثین کرام اور علماء عظام ایسے ہیں جن کی صحبت میں رہ کر انسانوں نے انسانیت اور قرب الٰہی کے درجات حاصل کئے ہیں۔

صوفی صاحب کے ان کلمات سے (کہ یہ علوم دینیہ پڑھ کر انا کا بت فرعون بن جاتا ہے) واضح ہوتا ہے کہ ان جاہل صوفیوں نے علم دین کی غرض و غایت بھی نہیں سمجھی اور یہ بھی نہیں سمجھا کہ علوم دینیہ علم الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے نور اور فضل کبیر فرمایا ہے پھر مزید یہ لکھا گیا ہے کہ اس علم سے عاجزی نہیں بلکہ تکبر پیدا ہوتا ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) یہ علوم دینیہ کی واضح توہین ہے اور بڑا تمسخر ہے کہ علوم دینیہ کو علوم دینیہ بھی تسلیم کیا گیا ہے اور ان کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ علوم دینیہ سے عاجزی نہیں بلکہ تکبر پیدا ہوتا ہے۔ اگر ان سے تکبر پیدا ہوتا ہے تو ان علوم کو علوم دینیہ کیوں کہا گیا ہے اگر ان کا علوم دینیہ ہونا تسلیم ہے تو پھر یہ کہنا کہ علوم دینیہ سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور علم دین کی ترقی سے تکبر کا بت پہاڑ بنتا چلا جاتا ہے یہ دینی علوم اور علماء دین کی توہین اور تنقیص نہیں تو اور کیا ہے۔

Marfat.com

کاش یہ لوگ قرآن حکیم کا مطالعہ کرتے جو سب سے بلند تر علم تصوف سکھانے والی روحانی کتاب ہے (یہ شائد اس لئے نہیں پڑھتے ہوں گے کہ ہم میں تکبر نہ پیدا ہو جائے) کیوں کہ قرآن علوم دینیہ کی اصل اور معدن ہے، ان علوم دینیہ کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَآ اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ تْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۔ وَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (120)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی یہ وہ علوم ہیں جو تمہارے دلوں کے امراض کی شفاء ہیں اور جو اس پر ایمان لے آئے اس کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا (121)

بے شک یہ قرآن وہ راہ دیکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور یہ قرآن بشارت دیتا ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائیں اور اچھے کام کریں بے شک ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

جب اس قرآن میں جو علوم دینیہ ہیں ان کی صفات "شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ، رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ، هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ، صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ، هُدًى لِّلنَّاسِ اور یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ (سینوں کو شفاء دینے والی، مومنوں کے لئے رحمت، پرہیزگاروں کے لئے ہدایت، سیدھا راستہ، انسانوں کے لئے ہدایت اور تاریکیوں سے نور کی طرف لے جانے والی) ہیں تو ان سے تکبر کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ مومن تو درکنار ان کے پڑھنے سے کافر بھی نرم پڑھ جاتے ہیں ہزاروں کافر قرآن سن کر مسلمان ہوئے تو مسلمان قرآن کو پڑھ کر اور سن کر متکبر کیسے ہو گا۔

قرآن و حدیث کے علوم تو انسان میں نورانیت اور روحانیت پیدا کرتے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دل کی آنکھ علم دین پڑھنے سے کھلتی ہے۔ تکبر جہالت کی

Marfat.com

پیداوار ہے علم دین کی نہیں لہذا اسے غلط سمجھا گیا ہے۔حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تکبر بود عادت جاہلاں   تکبر نیاید ز صاحب دلاں

یعنی تکبر جاہلوں کی عادت ہے اہل علم و عرفاں تکبر نہیں کرتے۔

جعلی پیروں، فقیروں اور صوفیوں پر افسوس ہے کہ جو علوم دینیہ انسان کی روحانی، جسمانی اور ظاہری و باطنی عیوب و نقائص کی طہارت اور تزکیہ و تصفیہ کے لئے لوح محفوظ سے رسول اکرم ﷺ کے قلب مبارک پر نازل ہوئے، ان علوم کو صوفی کی زبان نے خالق عیب قرار دیا پھر عیب بھی وہ کہ جس کا کرنے والا مستحق بخشش نہیں ہوسکتا کیوں کہ تکبر بہت بڑا جرم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔(122)

تکبر انسان کو ذلت کی گہرائیوں میں پھینکتا ہے اور علم دین انسان کو بلندی پر لے جاتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے قرآن مجید کے متعلق فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَ یَضَعُ بِہٖ آخَرِیْنَ (123)

بے شک اللہ تعالیٰ اس قرآن کی بدولت قوموں کو بلند مقام عطاء فرماتا ہے اور جس قوم نے اس کے مطابق عمل نہ کیا تو اسے اللہ تعالیٰ ذلت و خواری میں مبتلا کردے گا۔

یاد رکھیے کہ اگر خدانخواستہ کسی عالم دین میں تکبر کا مرض پیدا ہو جائے تو یہ محال نہیں کیوں کہ ہر انسان میں فطرۃً شر اور خیر کی قوت موجود ہے لیکن اسے علوم دینیہ کی طرف موصوف نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کا سبب شیطان لعین اور نفس امارہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا (124)

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن سمجھو، یعنی اس کی پیروی نہ کرو۔

حضور اکرم ﷺ نے انسان میں شیطانی تصرف کو بیان کرتے ہوئے فرمایا

Marfat.com

اِنَّ الشَّیطَانَ یَجرِیْ مِنَ الاِنسَانِ مَجرِی الدَّمِ (125)

بے شک شیطان انسان میں خون کی طرح جاری ہے۔

انسان کا دوسرا دشمن خود اس کا اپنا نفس ہے، نفس امارہ کی برائی بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ النَّفسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ (126) بے شک یہ نفس انسان کو برائی کا حکم دیتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے بھی نفس امارہ کے بارے میں فرمایا

عَادِ نَفسَکَ فَاِنَّھَا اِنتَصَبَتْ بِمُعَادَتِیْ (127)

اے انسان تو اپنے نفس کو دشمن رکھ کیوں کہ وہ میری دشمنی میں کھڑا ہے، ایک اور حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا

اَعْدٰی عَدُوِّکَ نَفسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیکَ (128)

تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

شیطان اور نفس امارہ کی دشمنی میں فرق یہ ہے کہ نفس امارہ کی تو اصلاح ہو سکتی ہے لیکن شیطان کی اصلاح ممکن نہیں وہ بارگاہ ایزدی کا ازلی ملعون ہے اس کی انسان دشمنی کا ذکر قرآن وحدیث میں متعدد بار آ چکا ہے یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کوئی جنت میں داخل ہو کیوں کہ اس کو جنت سے ہمیشہ کے لئے نکال دیا گیا ہے۔ اب یہ ہمیشہ اس کوشش میں ہے کہ امت مصطفیٰ ﷺ کو جہنم کی راہ پر لا کر کھڑا کر دیا جائے، اس خناس نے کھل کر خالق کائنات سے کہا تیری عزت کی قسم میں ان سب انسانوں کو ضرور گمراہ کردوں گا مگر تیرے مخلص بندوں کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکوں گا۔ (129)

گمراہی پھیلانے کے لئے شیطان نے جگہ جگہ اپنی فوج تیار کی ہوئی ہے، فوج میں صرف جن ہی نہیں بلکہ جن اور انسان دونوں شامل ہیں لہذا جن اور انسان دونوں قسم کے شیطان آج موجود ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (130)

یعنی وہ خناس شیطان جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ جنّوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔ ایسے ہی ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا گیا

لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیَاطِیْنَ الْاِ نْسِ وَالْجِنِّ (131)

یعنی (ہر زمانے میں) ہر نبی کے دشمن شیاطین جن اور انسان رہے ہیں۔

ہم یہ سمجھتے رہے کہ شیاطین صرف جنات کی جنس سے ہوتے ہیں لیکن قرآن مجید نے واضح کر دیا کہ شیطان انسانوں کی جنس سے بھی ہوتے ہیں۔ حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ شیاطین جو انسانوں کی جنس سے ہوں وہ شیاطین جن سے زیادہ نقصان دہ ہیں۔ شیاطین انبیاء کرام کے صرف اسی لئے دشمن ہیں کہ انبیاء اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کرتے تھے اور احکام الٰہی سکھاتے تھے اور آج بھی یہی شیاطین جن و انس پوری قوت سے علماء کرام کی مخالفت میں لگے ہوئے ہیں اور اہل اسلام کو اللہ تعالیٰ کے دین سے ہٹانے کے لئے سینکڑوں مکارانہ تدبیریں استعمال کر رہے ہیں اور علماء دین کی نفرت عوام کے دلوں میں بٹھائی جا رہی ہے، مسلم قوم کو دینی تعلیم سے دور رکھنے کی سازشیں کی جا رہی ہیں، ہمارے عوام علماء دین کو عزت کی بجائے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، ہمارے عوام ہر اس شخص کو مولوی یا صوفی کے نام سے پکارتے ہیں جس نے رواجاً یا سنت سمجھتے ہوئے داڑھی مبارک رکھی ہوئی ہو خواہ وہ علم دین کے حروف ابجد کا بھی واقف نہ ہو، حالانکہ مولوی کا لفظ اس عالم دین کا لقب ہے جس نے علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کی ہو اور دوسروں کو علوم دینیہ کی تعلیم دینے کی پوری صلاحیت رکھتا ہو، اسی طرح لفظ مولوی کو عام استعمال کرنے سے لفظ مولوی ہی کی نہیں بلکہ علماء دین کی بھی توہین کی جا رہی ہے، اگر علماء دین کی محبت دل میں ہوتی تو یہ معزز لفظ غیر مستحق لوگوں پر استعمال نہ کیا جاتا۔

Marfat.com

علماء دین کی تنقیص کا بحران اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ ہمارے لوگ جب کسی عالم دین کو اپنی ہوس اور سیاست کے خلاف دیکھتے ہیں تو اسے فوراً بلا تامل عالم سوء کہنا شروع کر دیتے ہیں، اگر چہ وہ کتنا ہی علم و عمل میں بلند مرتبہ کیوں نہ ہو۔ کسی عالم دین کو عالم سوء کہنا اتنی بڑی گالی ہے کہ اس سے بڑھ کر عالم کے لئے اور کوئی گالی نہیں اگر اس گالی کو سمندر میں ڈال دیا جائے تو سمندر کا پانی بھی غلیظ ہو جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے عالم سوء اور عالم خیر کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَاِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَاءِ (132)

بیشک علماء سوء سب سے برے ہیں اور علماء خیر سب سے اچھے ہیں۔

علماء سوء ان علماء کو کہا جاتا ہے جو قرآن و حدیث کے خلاف عقائد باطلہ کا اختراع کر کے ایک نیا عقیدہ اور مذہب اختیار کر لیں اور لوگوں کو اپنے عقائد باطلہ کی تبلیغ و تشہیر کریں، رسول اکرم ﷺ نے ایسے عالم کو عالم سوء فرمایا ہے، صرف عالم سوء ہی نہیں شرار العلماء فرمایا ہے اس لئے کہ اس کی گمراہی متعدی ہے یعنی یہ خود ہی گمراہ نہیں ہوتا بلکہ یہ دیگر لوگوں کی گمراہی کا سبب بھی بنتا ہے اور ایک قوم اس کے برے عقائد اپنا کر بگڑ جاتی ہے۔ اگر آپ کو ایسا عالم دکھائی دے بیشک اسے عالم سوء کہیے ایسا عالم بدترین خلائق ہے لیکن اچھی طرح یاد رہے کہ مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہتے ہوئے کوئی عالم دین بھی عالم سوء نہیں ہو سکتا یقیناً وہ عالم خیار الخیار ہے اگر ایسے عالم دین سے کسی وقت کوئی غلطی یا گناہ سرزد ہو جائے تو اس سے وہ عالم، عالم سوء نہیں ہو جاتا بلکہ وہ عالم خیر ہی رہتا ہے۔ عصمت یعنی گناہوں سے پاکیزگی انبیاء کرام علیہم السلام کا خاصہ ہے ان کے علاوہ کوئی انسان معصوم نہیں ہوتا، انسان خواہ کتنا ہی عبادت گزار اور پرہیزگار ہو اس سے گناہ کا سرزد ہونا ممکن ہے اگر خدانخواستہ اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو وہ توبہ کرنے سے معاف ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس توبہ سے عالم دین کے درجات بلند ہونگے۔ اگر کسی بدقسمت اور بدنصیب نے عالم خیر کو

Marfat.com

عالم سوء کہہ دیا تو اسے چاہیے کہ اس عالم دین سے معافی مانگ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت طلب کرنے میں مشغول ہو جائے اور اگر وہ شخص غرور اور تکبر بحال رکھتے ہوئے عالم دین کو راضی نہ کرے تو ایسے شخص کا خاتمہ ایمان پر ہونے کی امید نہیں کی جاسکتی اس لئے کہ حدیث مبارکہ میں ہے جو لوگ علماء کرام سے بھاگیں گے اور ان کی عزت نہیں کریں گے وہ کفر پر مریں گے۔(133)

Marfat.com

اسناد و حواشی باب دوم

(1) سورۃ طہٰ : 114۔

(2) سورۃ البقرۃ : 201۔

(3) ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، دارالکاتب العربیہ، مصر، 1967ء، 432/2

(4) سورۃ بنی اسرائیل : 55۔

(5) نعیم الدین مرادآبادی، حاشیہ نمبر 116، قرآن مجید، بذیل آیت مذکور، ص 416۔

(6) سورۃ الشوریٰ : 52۔

(7) پیر کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، (سورۃ الشوریٰ، حاشیہ نمبر 77)، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1399ھ، 393/4۔

(8) ابوبکر احمد بن عمرو بزار، البحر الزخار المعروف بمسند البزار (حدیث نمبر 3626)، تحقیق ڈاکٹر محفوظ رحمٰن مکتبہ العلوم والحکم، المدینہ المنورہ، 2003ء، 9/34۔

حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الھیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، تحقیق محمد عبدالقادر احمد عطاء، (کتاب العلم، حدیث نمبر 495)، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 2001ء 62/1۔

اس طرح کی ایک اور حدیث حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے اس میں آپ ﷺ نے فرمایا

" اُغْدُ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا وَلَا تَغْدُ بَیْنَ ذٰلِکَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَاَحِبَّ الْعُلَمَاءَ وَلَا تَبْغَضْھُمْ "

کہ تو عالم یا متعلم کی حیثیت سے صبح کر اس کے علاوہ صبح نہ کر، اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو علماء سے محبت کر، ان سے بغض وعداوت نہ کر۔ (الھیثمی، مجمع الزوائد، حدیث نمبر 494، ص 162/1)

(9) عبدالعظیم منذری، الترغیب والترھیب، (کتاب العلم، حدیث نمبر 3) دار الفکر، بیروت، (ت۔ن)، 93/1۔

(10) ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین، (کتاب العلم، فصل فضل العلم احب من فضل العبادۃ)، دارالمعرفۃ، بیروت، (ت۔ن) 93/1۔

(11) المنذری، الترغیب والترھیب، (کتاب العلم، حدیث نمبر 5)، 93/1۔

(12) علی متقی ھندی، کنز العمال، (کتاب العلم، حدیث نمبر 28656)، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1985ء، 131/10۔

(13) ایضاً۔(حدیث نمبر 28655)

جلال الدین السیوطی، الجامع الصغیر، المکتبہ الاسلامیہ، سمندری، فیصل آباد، (ت۔ن)، 53/2۔

(14) الھیثمی، مجمع الزوائد، (کتاب العلم، حدیث نمبر 499)، 163/1۔

(15) امام بخاری، الجامع الصحیح، (کتاب العلم، باب قول النبی ﷺ اللھم علمہ الکتاب، حدیث نمبر 75)، 16-17/1۔

(16) ابوبکر بزار، مسند البزار، (حدیث نمبر 2969)، 7/371۔

الحاکم، المستدرک، 92/1۔

(17) امام مسلم، الجامع الصحیح، (کتاب الوصیت، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، حدیث نمبر 4223)، 41/2۔

(18) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، (کتاب العلم، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم) ص 20۔

(19) ایضاً۔

ابن حبان کی روایت میں "فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ" کی بجائے "یَطْلُبُ الْعِلْمَ" کے الفاظ ہیں۔
ابو حاتم محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، (کتاب العلم، باب ذکر بسط الملائکۃ اجنحتھا لطلبۃ العلم، حدیث نمبر 85)، المکتبہ الاثریہ، سانگلہ ہل، (ت۔ن)، 251/1۔

(20) شیخ مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش، کشف المحجوب، (فارسی، باب اول فی اثبات العلم)، شیخ الٰہی بخش، لاہور، 1923ء، ص 9۔

(21) علی متقی، کنز العمال، (الکتاب الاول فی الایمان والاسلام، حدیث نمبر 323)، 1 80۔
کشف المحجوب میں "لحمہ ودمہ" کے الفاظ ہیں۔ مخدوم علی ہجویری، کشف المحجوب، ترجمہ، فیروز الدین (باب اول) ثبوت علم، تیسری فصل)، ص 31۔

(22) نظام الدین اولیاء، افضل الفوائد، مرتبہ، حضرت امیر خسرو دہلوی، سجاد پبلشرز، لاہور، 1960ء، 119۔

(23) سورۃ المجادلہ: 11۔

Marfat.com

(24) قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، ترجمہ عبدالدائم جلالی، دارالاشاعت، کراچی، 1997ء،
368/11۔

(25) سورۃ الزمر : 9۔

(26) سورۃ الانعام : 50۔

(27) سورۃ الفاطر : 28۔

(28) سورۃ آل عمران : 18۔

(29) سورۃ العنکبوت : 43۔

(30) سورۃ الرعد : 19۔

(31) سورۃ العنکبوت : 49۔

(32) سورۃ الانعام : 125۔

(33) سورۃ آل عمران : 104۔

(34) سورۃ النساء : 59۔

(35) احمد رضا خاں بریلویؒ، فتاویٰ رضویہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، 1991، 103/1۔
محمد امجد علی، بہار شریعت، شیخ غلام علی، لاہور، (ت۔ن)، 95/4۔

(36) سورۃ البقرۃ : 269۔

(37) جاراللہ الزمخشری، تفسیر الکشاف، کتب خانہ مظہری، کراچی، (ت۔ن)، 316/1۔

(38) سورۃ التوبہ : 122۔

(39) سورۃ حم السجدۃ : 33۔

(40) سورۃ الانبیاء : 7۔

(41) سورۃ الحج : 32۔

(42) سورۃ الملک : 10۔

(43) علامہ غلام رسول فیصل آبادی، تفہیم البخاری، ناشر محمد حبیب الرحمٰن، فیصل آباد، (ت۔ن)،
248/1۔

(44) امام قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 138/1۔

Marfat.com

(45) امام ترمذی، سنن الترمذی، (ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ فی العبادۃ،
حدیث نمبر 2682) ، 93/2۔

(46) جلال الدین السیوطی، الجامع الصغیر، 54/1۔

(47) احمد رضا خاں بریلوی، فتاویٰ رضویہ، (باب احکام المساجد)، سنی دار الاشاعت، فیصل آباد،
1973ء، 631/3۔

(48) امام قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 41/4۔

(49) امام ترمذی، سنن الترمذی، (حدیث نمبر 2685)، 93/2۔

(50) نور الدین الھیثمی، مجمع الزوائد، (باب فی فضل العلم، حدیث نمبر 510)، 165/1۔
علی متقی نے "البحر" کی بجائے "البحار" کا لفظ نقل کیا ہے۔ علی متقی، کنز العمال،
حدیث نمبر 28739)، 145/10۔

(51) ابوداؤد، سنن ابی داؤد، (کتاب العلم، باب فی فضل العلم، حدیث نمبر 3641)، 513/2۔

(52) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، (باب فضل العلماء)، ص 20۔

(53) سورۃ بنی اسرائیل : 87۔

(54) علامہ علی قاری، مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، مکتبہ امدادیہ، ملتان، 1972ء، 80/1۔
مفتی احمد یار خاں نعیمی، مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، نعیمی کتب خانہ، گجرات، (ت۔ن)،
98/1۔

(55) امام ربانی مجدد الف ثانی، مکتوبات شریف، (دفتر دوم، مکتوب نمبر 13)، سعید کمپنی، کراچی،
(ت۔ن)، 39/2۔

(56) امام قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 41/4۔

(57) جلال الدین سیوطی، جامع الصغیر، 68/2۔

(58) ایضاً۔

(59) امام بخاری، الجامع الصحیح، (کتاب التفسیر، سورۃ المائدہ، باب نمبر 1)، 662/2۔
ایضاً، (کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزل الوحی)، 744/2۔

Marfat.com

(60) امام ترمذی، سنن الترمذی، (ابواب المناقب، باب مناقب ابی عبیدہ، حدیث نمبر 3757)، 222/2۔

(61) امام مسلم، الجامع الصحیح، (کتاب الفضائل، باب من فضائل ابی عبیدہ بن الجراح، حدیث نمبر 6253)، 282/2۔

(62) امام بخاری، الجامع الصحیح، (کتاب العلم، باب من یرد اللہ خیراً، حدیث نمبر 71)، 6/1۔

(63) امام احمد، المسند، 4/3۔

(64) سورۃ الشعراء : 193۔

(65) حافظ عماد الدین ابن کثیر، جامع المسانید والسنن الھادی لا قوم سنن، (مسند عثمان، حدیث نمبر 3425)، دار الفکر، بیروت، 1994ء، 537/23۔

امام احمد، المسند، 157/3۔

(66) علی متقی کنز العمال، (حدیث نمبر 28677)، 134/10۔

(67) سورۃ النجم : 1۔

(68) سورۃ النور : 35۔

(69) ابوبکر بزار، مسند البزار، (حدیث نمبر 4145)، 10/80۔

قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 41/4۔

جلال الدین السیوطی، الجامع الصغیر، 68/2۔

الھیثمی، مجمع الزوائد، (حدیث نمبر 523)، 167/1۔

اسی طرح کی ایک اور حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا

" اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِیْ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَنْ خُلَفَاءُکَ قَالَ الَّذِیْنَ یَاءْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یَرْوُوْنَ اَحَادِیْثِیْ وَ یُعَلِّمُوْنَھَا النَّاسَ " اے اللہ میرے خلفاء پر رحمت فرما۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کے خلفاء کون ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے، میری احادیث روایت کریں گے اور وہ انکی تعلیم لوگوں کو دیں گے۔

(الھیثمی، مجمع الزوائد، حدیث نمبر 522، 167/1)۔

Marfat.com

(70) ابوبکر بزار، مسند البزار، (حدیث نمبر 2458، 6/428)۔

امام دارمی، سنن الدارمی، (باب فی فضل العلم والعالم، حدیث نمبر 355)، نشر السنہ، ملتان، (ت۔ن)، 84/1۔

ولی الدین محمد الخطیب، مشکوٰۃ المصابیح، (کتاب العلم، نور محمد، کراچی، 1368ھ، ص 36۔

(71) امام دارمی، سنن الدارمی، (حدیث نمبر 347)، 82/1۔

(72) امام ترمذی، جامع الترمذی، (ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ، حدیث نمبر 2685)، 93/2۔

(73) برھان الدین، مرغینانی، الھدایہ، (باب الامامت) محمد علی کارخانہ کتب، کراچی، (ت۔ن)، 101/1۔

(74) الھیثمی، مجمع الزوائد، (باب الامامت، حدیث نمبر 2325)، 165/2۔

طبرانی کی روایت میں "علماء کم" کی بجائے "خیار کم" کے الفاظ ہیں۔

(ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، المعجم الکبیر، "حدیث نمبر 777، مرثد الغنوی"، داراحیاء التراث، العربی، بیروت، (ت۔ن)، 28/20۔

محمد حنیف گنگوہی، غایۃ السعایہ فی حل مافی الھدایہ، المکتبہ الاشرفیہ، لاہور، (ت۔ن)، 279/3۔

(75) امام علی بن عمر دارقطنی، سنن الدارقطنی، (کتاب البیوع، حدیث نمبر 294)، 79/3۔

(76) امام غزالی، احیاء علوم الدین، ترجمہ، مولانا محمد احسن، دارالاشاعت، کراچی، 1979ء، 55/1۔

(77) منذری، الترغیب والترھیب، (کتاب العلم، حدیث نمبر 36)، 102/1۔

(78) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، (کتاب الزہد، باب مثل الدنیا، حدیث نمبر 4112)، ص 302۔

(79) امام غزالی، احیاء علوم الدین، 52/1۔

(80) الھیثمی، مجمع الزوائد، (حدیث نمبر 521)، 167/1۔

ایسی ہی ایک روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

" اِذَا رَاَيْتُمْ رِيَاضَ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا اَمَّا اَنَّهَا لَيْسَتْ بِمَجَالِسِ الْقُصَّاصِ وَلٰكِنَّهَا مَجَالِسُ اَهْلُ الْفِقْهِ " یعنی جب تم جنت کے باغ سے گزرو تو اس سے کچھ کھاؤ، خبردار اس سے مراد قصاص کی

Marfat.com

مجالس نہیں بلکہ اہل الفقہ کی مجالس ہیں۔(امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم ، کتاب الا ثار ، حدیث نمبر959،دارلکتب العلمیہ ،بیروت،1355ھ،ص217)۔

(81) ولی الدین محمد الخطیب تبریزی،مشکوٰۃ المصابیح،کتاب العلم ص36۔

(82) منذری،الترغیب والترھیب،(کتاب العلم،حدیث نمبر17)،97/1۔

(83) ولی الدین تبریزی،مشکوٰۃ المصابیح،ص 37۔

(84) امام دارمی،سنن الدارمی،(کتاب العلم،حدیث نمبر360)،85/1۔

(85)امام بخاری،الجامع الصحیح،(کتاب المغازی،باب غزوۃ خیبر،حدیث نمبر4210)،606/2۔

(86) عبدالرحمٰن ابن جوزی،تلبیس ابلیس،ترجمہ عبدالحق اعظم گڑھی،نور محمد،کراچی،(ت۔ن)، باب ششم،ص187۔

(87) ابن عبدالبر اندلسی ، العلم و العلماء ، ترجمہ، عبدالرزاق ملیح آبادی ، ادارہ اسلامیات ، لاہور ، 1977ء،ص49۔

(88) عثمان بن حسن الخوبوی،درۃ الناصحین،سعید کمپنی،کراچی،1996ء،27/1۔

مکتوبات شریف میں "نَوْمُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَۃٌ" کے الفاظ ہیں۔امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ، مکتوبات فارسی،(دفتر اول،مکتوب نمبر33) ،ص93۔

(89) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی،تفسیر فتح العزیز،ترجمہ،محمد حسن خاں،سعید کمپنی،کراچی،(ت۔ن)، پارہ30،ص327۔

(90) مولانا محمد جعفر،تذکرۃ الواعظین "عربی" (باب نمبر15فی شرف العلم)،دہلی،(ت۔ن)، ص40۔

(91) ایضاً۔اس حدیث نبوی ﷺ کی تائید حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ کے ایک مکاشفہ سے بھی ہوتی ہے،جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز آپ اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد کے مزار مبارک پر جو سرہند شریف کے قبرستان میں تھا تشریف لے گئے وہاں آپ کو خیال آیا کہ رسول اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ جب کوئی عالم دین کسی مقبرہ پر سے گزرتا ہے تو اس مقبرہ سے چالیس روز تک عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔فوراً الہام ہوا کہ تیرے آنے کی وجہ سے قیامت تک اس مقبرہ سے ہم نے عذاب اٹھالیا۔

Marfat.com

(بدر الدین سرہندی، حضرات القدس، مترجم، خواجہ احمد حسین، حضرت ششم، ملک چنن دین، لاہور 1922ء، دفتر دوم، ص 67۔

(92) امام بخاری، الجامع الصحیح، (کتاب العلم، باب فضل من علم وعلّم، حدیث نمبر 79) 18/1۔

(93) عثمان بن حسن الخوبوی، (اردو ترجمہ)، درۃ الناصحین، ص 24/1۔

(94) ایضاً ص 29/1۔

(95) حافظ عماد الدین ابن کثیر، تفسیر القرآن، (سورۃ طہٰ : 2.) سہیل اکیڈمی، لاہور، 1973ء، 141/3۔

(96) الھیثمی، مجمع الزوائد، (حدیث نمبر 498)، 163/1۔

(97) امام غزالی، احیاء علوم الدین، 52/1۔

(98) الھیثمی، مجمع الزوائد، (حدیث نمبر 533)، 170/1۔

(99) عثمان بن حسن الخوبوی، درۃ الناصحین، 28/1۔

(100) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، (ابواب الزہد، باب ذکر الشفاعۃ، حدیث نمبر 4313)، ص 320۔

(101) امام غزالی احیاء علوم الدین، 56/1۔

(102) سورۃ "ق" :35۔

(103) قاری محمد طیب، خطبات حکیم الاسلام، 430-434/3۔

(104) امام احمد، المسند، 8/4۔

(105) ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی، طی الفراسخ الی منازل البرزخ، بھوپال، 1329ھ، ص 145۔

(106) احمد رضا خاں بریلوی، فتاویٰ رضویہ، (کتاب السیر)، ناشر دار العلوم امجدیہ، کراچی، 1985ء، 421/10، 115/6، طبع جدید جامعہ نظامیہ، مسئلہ نمبر 225، 605/14۔

(107) علامہ شہاب الدین تورپشتی، المعتمد فی المعتقد، المسمی بہ الصراط السوی، ترجمہ عقائد تورپشتی، مترجم مولانا اختر محمد خاں رام پوری، اللہ والے تاجر کتب، لاہور، (ت۔ن)، ص 466۔

(108) شیخ نظام ودیگر علماء، فتاویٰ ہندیہ، نورانی کتب خانہ، پشاور، (ت۔ن)، 270/2۔

شاہ عبدالعزیز، فتاویٰ عزیزیہ، ترجمہ، مولانا خورشید عالم، سعید کمپنی، کراچی، 1969ء، ص 381۔

مولانا عبدالحی لکھنوی، فتاویٰ عبدالحی، سعید کمپنی، کراچی، 1964ء، ص 146-147۔

Marfat.com

(109) شیخ نظام، فتاویٰ ہندیہ، 271/2۔

(110) ایضاً۔

(111) الھیثمی، مجمع الزوائد، (حدیث نمبر 533)، 170/1۔

(112) احمد رضا خاں بریلوی، فتاویٰ رضویہ، 166/10۔

(113) امام احمد، المسند، 323/5۔

(114) شاہ ولی اللہ، فیوض الحرمین، مترجم، مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی، سعید کمپنی، کراچی، (ت۔ن)، ص139۔

(115) خواجہ محبوب عالم، ذکر خیر المعروف صحیفہ محبوب، ناشر، صاحبزادہ صدیق احمد، سیدا شریف، گجرات، (ت۔ن)، ص153-154۔

(116) شہاب الدین سہروردی، عوارف المعارف، ترجمہ، شمس بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، 1977ء، ص183۔

(117) قطب الدین شاہ جہاں آبادی، مظاہر حق شرح مشکوٰۃ المصابیح، سعید کمپنی، کراچی، (ت۔ن)، 1/89۔

(118) امام احمد، المسند، 3/255۔

(119) حافظ محمد نذیر احمد سیفی، مرشد کامل کی ضرورت کیوں، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2001ء، ص70۔

(120) سورۃ یونس: 57۔

(121) سورۃ بنی اسرائیل: 9۔

(122) امام مسلم، الجامع الصحیح (کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، نمبر 265)، 65/1۔

(123) ایضاً، (کتاب فضائل القرآن، باب فضل من یقوم بالقرآن، نمبر 1897)، 272/1۔

امام احمد، المسند 35/1۔

(124) سورۃ الفاطر: 6۔

(125) امام احمد، المسند 6/337۔

(126) سورۃ یوسف: 53۔

Marfat.com

(127) امام ربانی، مکتوبات امام ربانی (دفتر اول، مکتوب نمبر 52)، ص 128۔
(128) علی بن عثمان الہجویری، کشف المحجوب۔ ص 314۔
(129) سورۃ ص:83۔
(130) سورۃ الناس:4,5۔
(131) سورۃ الانعام:112۔
(132) امام دارمی، سنن الدارمی، (باب التوبیخ لمن یطلب العلم لغیر اللہ، نمبر 376)، 1/87۔
(133) عثمان بن حسن، درۃ الناصحین، 29/1۔

باب سوم

صوفیہء کرام اور فضائل علماء

اس باب میں بعض صوفیہء کرام کے ان اقوال کا ذکر کیا جائے گا جو انہوں نے علماء دین کی فضیلت میں ارشاد فرمائے ہیں۔

حضرت علی مرتضیٰؓ کے ارشادات

قرآن وحدیث سے جب علماء دین کا یہ مقام واضح ہو جاتا ہے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم ان کا احترام کریں، ان کے وقار کو پیش نظر رکھیں۔ علماء دین کی ایسی عزت وتکریم کرنے کا حکم سیدنا امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ نے دیا ہے۔ آپؓ وہ عظیم شخصیت ہیں جو رسول اکرم ﷺ کے صحابی اور داماد ہونے کے علاوہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں اور جن پر سلسلہ قادریہ، سہروردیہ اور چشتیہ منتہی ہوتا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ عالم دین کا حق یہ ہے کہ اس سے زیادہ سوال مت کرو اور جواب میں اس کو طعنہ مت دو، اگر وہ تھک جائے تو اصرار نہ کرو اگر وہ اٹھے تو اس کا کپڑا مت پکڑو اور عالم دین کے بھید کو ظاہر مت کرو اور نہ اس کے پاس کسی کی غیبت کرو جب تک عالم دین اللہ تعالیٰ کے حکم کی حفاظت کرے، اس کی تعظیم وتوقیر اللہ کے لئے اپنے اوپر لازم پکڑو اور اس کے آگے آگے مت چلو اور نہ ہی اس کے آگے بیٹھو اگر اس کو کوئی حاجت ہو تو سب لوگوں سے پہلے اس کے لئے اٹھو۔ (1)

علماء دین سے محبت کے بارے میں آپؓ کا یہ ارشاد بھی منقول ہے۔

مَحَبَّةُ الْعُلَمَاءِ دِيْنٌ (2) یعنی علماء کی محبت دین ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ارشادات

سلسلہ قادریہ کے بانی سلطان العارفین حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نزدیک علماء دین کا جو مقام ہے اس کا ذکر آپؒ نے اپنی معرکتہ الآراء تصنیف "فتوح الغیب" کے ایک مقالہ میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔ اس مقالہ میں انسانوں کی چار اقسام بیان کی گئی ہیں۔

اول۔ وہ لوگ جن کی نہ زبان ہے اور نہ دل۔

دوم۔ وہ لوگ جن کی زبان ہے لیکن دل نہیں۔

سوم۔ وہ لوگ جن کا دل ہے لیکن زبان نہیں۔

چہارم۔ ان لوگوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

وَالرَّجُلُ الرَّابِعُ الْمَدْعُوُّ فِي الْمَلَكُوتِ بِا لعَظَمَةِ كَمَا جَآءَ فِي الْحَدِيْثِ مَنْ تَعَلَّمَ وَعَمِلَ بِهٖ وَعَلَّمَ دُعِیَ فِي الْمَلَكُوْتِ عَظِيْمًا وَ هُوَالْعَالِمُ بِاللّٰهِ وَ اٰيَاتِهٖ اُسْتُوْدِعَ قَلْبُهٗ غَرَآئِبَ عِلْمِهٖ وَاَطْلَعَهُ اللّٰهُ عَلٰى اَسْرَارٍ طَوَاهَا عَنْ غَيْرِهٖ وَاصْطَفَاهُ وَاجْتَبَاهُ وَجَذَبَهٗ اِلَيْهِ وَهَدَاهُ وَرَقَّاهُ اِلَيْهِ وَشَرَحَ صَدْرَهٗ لِقُبُوْلِ تِلْكَ الْاَسْرَارِ وَالْعُلُوْمِ وَ جَعَلَهٗ جَهِيْدًا وَدَاعِيًا لِلْعِبَادِ وَنَذِيْرًا لَّهُمْ وَ حُجَّةً فِيْهِمْ هَادِيًا وَمَهْدِيًا شَافِعًا مُشَفَّعًا صَادِقًا مُصَدِّقًا بَدَلاً لِرُسُلِهٖ وَاَنْبِيَائِهٖ عَلَيْهِمْ صَلَوٰاتُهٗ وَتَحِيَّاتُهٗ وَبَرَكَاتُهٗ فَهٰذَا هُوَ الْغَايَةُ وَالْمُنْتَهٰى فِيْ بَنِيْ آدَمَ لَا مَنْزِلَةَ فَوْقَ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ اِلَّا النُّبُوَّةُ فَعَلَيْكَ بِهٖ اُحْذُرْ اَنْ تُخَالِفَهٗ وَتُنَافِرَهٗ وَ تُجَانِبَهٗ وَتُعَادِيَهٗ وَ تَتْرُكَ الْقُبُوْلَ مِنْهُ وَالرُّجُوْعَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَنَصِيْحَتِهٖ فَاِنَّ السَّلَامَةَ فِيْمَا يَقُوْلُ وَ عِنْدَهٗ وَالْهَلَاكُ وَالضَّلَالُ عِنْدَ غَيْرِهٖ اِلَّا مَنْ يُوَفِّقُهُ اللّٰهُ وَ يَمُدُّهٗ بِالسَّدَادِ وَالرَّحْمَةِ فَقَدْ قَسَّمْتُ لَكَ النَّاسَ فَانْظُرْ لِنَفْسِكَ اِنْ كُنْتَ نَاظِرًا وَاحْتَرِزْ بِهَا اِنْ كُنْتَ مُحْتَرِزًا لَهَا شَفِيْقًا عَلَيْهَا هَدَانَا اللّٰهُ وَاِيَّاكَ لِمَا يُحِبُّهٗ وَ يَرْضَاهُ دُنْيَا وَ اُخْرٰى (3)

Marfat.com

چوتھا آدمی وہ ہے جو عالمِ ملائکہ یعنی ملکوت میں عظمت کے ساتھ بلایا گیا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے علم دین سیکھا، اس پر عمل کیا اور اس نے دوسروں کو علم دین سکھایا ایسے عالم دین کا نام عالم ملکوت میں عظیم (بہت عظمت والا) رکھا جاتا ہے اس لئے کہ وہ عالم باللہ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات کو جاننے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو نادر علوم کا امین بنایا (پھر یہ بھی) کہ اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو ایسے اسرار و رموز سے واقف کیا ہے جن پر اس کے غیر کو مطلع نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عالم دین کا اصطفا و اجتباء فرمایا اور اس کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس کو اپنا راستہ بتا دیا اور اپنے قرب میں بلند مقام دیا۔ اس کے سینہ کو اسرار اور علوم کے قبول کرنے کے لئے کھول دیا۔ اللہ تعالیٰ نے عالم دین کو جہید یعنی بزرگ اور دانشمند بنا دیا۔ داعی (نیکی کی طرف بندوں کو بلانے والا) اور نذیر (برائی کے انجام سے ڈرانے والا) اور ہادی (بندوں میں خدا کی حجۃ اور راہ ہدایت دکھانے والا) اور مہدی (خود ہدایت یافتہ) شفاعت کرنے والا وشفاعت قبول کیا ہوا، صادق (سچا) و مصدق (تصدیق کیا گیا) اور اس کے نبیوں اور رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خلیفہ بنایا، بس ایسا ہی شخص اولاد آدم علیہ السلام میں غایت اور منتہیٰ (مقصود) ہوتا ہے اور مرتبہ نبوت کے سوا کوئی مرتبہ اس مرتبے کے اوپر نہیں ہے، پس ایسے عالم دین کو جو عامل بہ سنت اور معلم دین ہے، لازم پکڑو۔ ایسے شخص کی مخالفت، نفرت، کنارہ کش رہنے اور اس کی دشمنی کرنے، اس کی بات نہ ماننے، اس کی نصیحت اور کلام کی طرف نہ لوٹنے سے ڈرو کیونکہ سلامتی اور نجات اس کے قول میں ہے اور اس کے سوا گمراہی وہلاکت ہے مگر جس کو اللہ راستی اور رحمت کے ساتھ توفیق اور مدد دے۔

پس میں (عبدالقادر جیلانی) نے تیرے لئے لوگوں کو چار قسم میں تقسیم کر دیا ہے، اگر تو سوچنے والا ہے تو اپنے نفس میں سوچ اور تو بچانے والا ہے اور نفس پر مہربان ہے تو نفس کو

بچالے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں جس چیز کو پسند کرتا ہے اور جس چیز سے راضی رہتا ہے، ہم کو اور تم کو اس پر ہدایت کرے۔ (آمین ثم آمین)

اس مقالہ میں معلمین اور قرآن وسنت پر عامل علماء کرام کی عظمت اور شرف کے بارے میں جن مراتب اور صفات کا ذکر کیا گیا ہے انہیں بے شک صاحب علم سمجھ گئے ہوں گے اور عالم دین کی قدر و منزلت کو پہچان گئے ہوں گے لیکن جو نہیں پہچان سکے ان کے لئے وضاحتی انداز سے دوبارہ لکھا جا رہا ہے، شائد وہ اس سے علماء دین کا مقام پہچان لیں اور دل سے کدورت نکال کر علماء دین کی محبت جو حضور ﷺ ہی کی محبت ہے اپنے دلوں میں پیدا کر لیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (م 561ھ) فرماتے ہیں۔

علماء دین مدعو ہیں یعنی انہیں عالم ملکوت میں عظمت کے ساتھ بلایا گیا ہے۔

علماء دین عظیم ہیں یعنی ان کا نام عالم ملکوت میں عظیم یعنی بہت عظمت والا رکھا گیا ہے۔

علماء دین مصطفٰے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے ان کو چن لیا ہے۔

علماء دین مجتبیٰ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے انہیں برگزیدہ کیا ہے۔

علماء دین امین ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نادر علوم کا امانت دار بنایا ہے۔

علماء دین جہید ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو بزرگی اور دانش مندی سے نوازا ہے۔

علماء دین داعی ہیں یعنی یہ علماء لوگوں کو راہ حق کی طرف بلانے والے ہیں۔

علماء دین نذیر ہیں یعنی لوگوں کو عذاب الٰہی اور برائی سے ڈرانے والے ہے۔

علماء دین حجت ہیں یعنی اولاد آدم علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ کی برہان اور دلیل ہیں۔

علماء دین ھادی ہیں یعنی حضور ﷺ کی امت کو راہ حق کی ہدایت دینے والے ہیں۔

علماء دین مہدی ہیں خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں۔

علماء دین شافع ہیں یعنی قیامت کے روز باذن الٰہی شفاعت کرنے والے ہوں گے۔

Marfat.com

علماء دین مشفع ہیں   یعنی قیامت کے روز ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

علماء دین صادق ہیں   یعنی یہ علماء سچے ہیں۔

علماء دین مصدق ہیں   یعنی یہ علماء دین تصدیق کرنے والے اور تصدیق کیے گئے ہیں۔

علماء دین خلیفہ ہیں   یعنی یہ انبیاء ورسل کے خلیفہ اور نائب ہیں۔

علماء دین غایۃ ومنتہیٰ ہیں یعنی آدم علیہ السلام کی اولاد میں علماء غایت اور منتہیٰ (مقصود) کے درجے پر ہیں۔

ان صفات عالیہ کی موصوف ذات گرامی درحقیقت حضور پر نور سید عالم ﷺ ہیں جن سے آپ کی رفعت اور بلندی واضح ہوتی ہے لیکن مخلصین علماء دین کو بطریق تبعیت اور وراثت ان صفات اور مراتب سے نوازا گیا ہے۔ یہ حضور ﷺ کی علماء کرام پر نظر کرم اور رحمت خاصہ کا فیضان ہے جو انہیں ملا اور ملتا رہے گا۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِکَ"

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس جہان کے ہر دور میں بڑے بڑے اولیاء کرام فقراء عظام شب و روز عبادت گزار، گوشہ نشیں، قائم اللیل، صائم الدہر موجود رہے ہیں اور رہیں گے۔ حضرات صوفیہ کرام اور اہل کمال بزرگان دین نے اولیاء اللہ کے مراتب ولایت کے موافق یہ اقسام لکھی ہیں۔

ابدال، ابرار، اخیار، اقطاب امامین، اوتاد، عمد و غوث، مفردان، مکتومان، نجباء، نقباء، قطب الاقطاب، قطب الارشاد، قطب التکوین، سالک مجذوب اور مجذوب سالک وغیرھم۔

ولایت کی ان اقسام کا مختصر تعارف یہ ہے۔

(1) ابدال۔ پوری دنیا میں ان کی تعداد چالیس ہوتی ہے ان میں سے بائیس یا بارہ شام میں اور اٹھارہ یا اٹھائیس عراق میں رہتے ہیں۔

(2) ابرار۔ اکثر صوفیہ نے ان ہی کو ابدال کہا ہے۔

Marfat.com

(3) اخیار۔ان کی تعداد پانچ سو یا سات سو ہوتی ہے، یہ ایک جگہ مقیم نہیں رہتے بلکہ سیاح ہوتے ہیں، ان کا نام حسین ہوتا ہے۔

(4) اقطاب۔ قطب العالم ایک ہوتا ہے اس کو قطب العالم و قطب اکبر و قطب الارشاد وقطب الاقطاب وقطب المدار بھی کہتے ہیں۔عالم غیب میں اس کا نام عبداللہ ہوتا ہے۔

(5) امامین۔ یہ قطب العالم کے دو وزیروں کے نام ہیں، وزیر یمین کا نام عبدالملک اور وزیر یسار کا نام عبدالرب ہوتا ہے، ان کے علاوہ بارہ قطب اور ہوتے ہیں، سات تو سات اقلیم میں رہتے ہیں ان کو قطب اقلیم کہتے ہیں اور پانچ یمن میں ان کو قطب ولایت کہتے ہیں یہ عدد اقطاب معینہ کا ہے اور غیر معین ہر شہر اور ہر قریہ میں ایک ایک قطب ہوتا ہے۔

(6) اوتاد۔ یہ چار ہوتے ہیں اور عالم (جہان) کے چار رکن میں رہتے ہیں۔

(7) عمد۔ یہ بھی چار ہوتے ہیں، یہ زمین کے چاروں گوشوں میں رہتے ہیں۔ان سب کا نام محمد ہوتا ہے۔

(8) غوث۔ یہ پوری دنیا میں ایک ہوتا ہے، بعض صوفیہ کے نزدیک قطب الاقطاب کو ہی غوث کہتے ہیں، بعض نے کہا ہے کہ وہ اور ہوتا ہے اور وہ مکہ میں رہتا ہے۔

(9) مفرداں۔ غوث ترقی کر کے فرد ہو جاتا ہے اور فرد ترقی کر کے قطب وحدت ہو جاتا ہے۔

(10) مکتوماں۔ مکتوم تو مکتوم ہی ہوتے ہیں یعنی یہ لوگ پوشیدہ اور چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔

(11) نجباء۔ان کی تعداد ستر ہوتی ہے اور یہ مصر میں رہتے ہیں، ان سب کا نام حسن ہوتا ہے۔

Marfat.com

(12) نقباء۔ ان کی تعداد تین سو ہوتی ہے، یہ ملک مغرب میں رہتے ہیں، ان سب کا نام علی ہوتا ہے۔(4)

ان صوفیہ کے بارے میں حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں کہ جو لوگ عالم میں اہل تصرف اور درگاہ حق کے سرلشکر ہیں وہ تین سو ہیں جن کو اخیار کہتے ہیں اور چالیس دوسرے ہیں جنہیں ابدال کہتے ہیں اور سات اور ہیں جنہیں ابرار بولتے ہیں اور چار دوسرے ہیں جنہیں اوتاد کہتے ہیں اور تین اور ہیں جنہیں نقیب کہتے ہیں اور ایک اور ہے جسے غوث اور قطب کہا جاتا ہے، یہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں، کاموں میں ایک دوسرے کے اذن کے محتاج ہوتے ہیں۔(5)

بہر حال یہ سب مقبولان بارگاہ ایزدی ہیں لیکن حضرت شیخ المشائخ سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے کسی شخصیت کی ولایت کے درجات کے پیش نظر مذکورہ صفات سے موصوف ہونے کا ذکر نہیں فرمایا اگر مذکورہ صفات کا حامل ٹھرایا ہے تو امت میں اس شخص کو جس نے علم پڑھا، اس پر عمل کیا اور دوسروں کو دیانتداری سے علم سکھایا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ان تینوں درجات کو حدیث کی روشنی میں اس قدر بلند اور اعلیٰ سمجھتے ہیں کہ اس کے اوپر نبوت کے سوا اور کسی درجہ کو فوقیت نہیں دیتے۔ چنانچہ آپؒ اسی مقالہ میں فرماتے ہیں "لَا مَنْزِلَةَ فَوْقَ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ اِلَّا النُّبُوَّةُ" یعنی اس عالم دین کا مرتبہ جس نے عمل کیا اور لوگوں کو علم دین سکھایا اتنا بلند ہے کہ نبوت کے سوا کوئی مرتبہ اس مرتبے کے اوپر نہیں ہے۔

اکثر لوگ اس نکتہ کو نہیں سمجھتے کہ کمالات نبوت اور کمالات ولایت ان دونوں میں عظیم فرق ہے۔ کمالات نبوت کا درجہ کمالات ولایت سے بہت بلند ہے، علم سیکھنا، سکھانا کمالات ولایت سے نہیں بلکہ کمالات نبوت سے ہے، حضور ﷺ نے اس مجلس کو چھوڑ دیا تھا جو دعا

اور ذکر میں مشغول تھی اور جو تعلیم و تعلم میں مصروف تھے اس مجلس کو پہلی مجلس سے افضل فرما کر ان کے پاس بیٹھ گئے اور یہ بھی فرمایا "اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً " بے شک میں معلم دین بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

قرآن حکیم سمجھنے والے جانتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات جو تمام بنی آدم میں سے افضل اور اعلیٰ رتبہ رکھتے ہیں اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علوم اور پیغام لوگوں تک پہنچاتے اور سکھاتے ہیں اور جن مخلصین علماء نے یہ فریضہ ادا کیا۔ وہی وارثان انبیاء علیہم السلام کہلائے۔ گوشہ میں بیٹھنے والا عابد بے شک عابد ہے اور قابل ستائش ہے، خواہ عابد عالم ہو یا بے علم عابد وہ مخلص اور معلم دین کے رتبہ تک ہر گز نہیں پہنچ سکتا، جاہل و غیر تربیت یافتہ صوفیہ اور بے دین مصنوعی فقراء، علماء اسلام کی قدر و منزلت مٹانے کی کوشش میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں، سادہ لوح لوگوں کو اسلام سے دور رکھتے ہیں یہ شیطان کا تعاون اور اس کی خواہش کو پورا کرنے میں لگے ہوئے ہیں، ارکان اسلام کی عقیدت اور محبت عوام کے دلوں سے دور کرنے میں ابلیس لعین کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ کاش یہ لوگ علماء دین کی مخالفت اور بغض کی بجائے اپنی بے علمی اور جہالت کے نقصانات کا احساس کرتے اور علماء دین کے پاس بیٹھ کر اپنی جہالت کی تاریکی کو نور علم کی روشنی سے دور کرتے تو یقیناً راہ ہدایت پاتے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہو جاتی کیوں کہ صالح اور مصلح عالم دین کی صحبت اور مجلس اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے ان سے کچھ نہ کچھ سیکھتے رہنا چاہیے، اپنی جہالت پر خاموش رہنا یہ کوئی کمال نہیں جہالت کا رفع کرنا کمال ہے۔

علماء دین کے پیچھے نماز پڑھنا جب ایسے ہی ہے جیسے نبی کے پیچھے نماز پڑھنا تو عالم دین کے پاس بیٹھنا اور مسائل پوچھنا بھی ایسے ہی ہوگا جیسے نبی کے پاس بیٹھنا اور مسائل سیکھنا کیونکہ عالم دین کی زبان بالواسطہ نبی کی زبان ہے۔ جہالت کوئی معمولی مرض نہیں اس سے ایمان محفوظ نہیں رہ سکتا، بدن کی حفاظت سے ایمان کی حفاظت ضروری ہے۔ ایمان کی حفاظت علم

Marfat.com

کے بغیر ممکن نہیں اور علم علماء کرام کی صحبت سے ملتا ہے، جب آفتاب نبوت طلوع نہیں ہوا تھا تو اس دور کو زمانہ جاہلیت کہا جاتا تھا جب آپ ﷺ تشریف لے آئے تو زمانہ جاہلیت ختم ہو گیا، اب قیامت تک زمانہ جاہلیت نہیں رہا، البتہ انسان جاہل ہیں، ہاں یہ اپنی جہالت کو وارثان نبوت سے دور کر سکتے ہیں، نہ کریں تو ان کی اپنی مرضی، اتمام حجت کے لئے علماء دین موجود ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک موجود رہیں گے۔ با نصیب اور با دولت ہے وہ انسان جس نے عالم دین سے علم سیکھا اور اپنی اصلاح کر لی اور بے دولت اور بے نصیب ہے وہ انسان جس نے علماء دین سے منہ پھیرا اور جہالت کی موت مرا۔ دنیا میں جو بھی گناہ اور جرائم وغیرہ ہو رہے ہیں ان کا اصلی سبب علم شرع سے ناواقفی ہے کیوں کہ جاہل آدمی سے نیکی کی توقع سے زیادہ بدی کی توقع کی جاسکتی ہے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ (م 1292ھ) نے اپنی تصوف کی مشہور کتاب کریما میں فرمایا ہے۔

ز جاہل نیاید جز افعال بد　　　　وز و نشنود کس جز اقوال بد (6)

یعنی جاہل سے برے افعال کے سوا کچھ سرزد نہیں ہوتا اور اس سے برے قول کے سوا کچھ سنا نہیں جاتا۔

جہالت انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ دنیا میں آتا ہے تو جہالت لے کر آتا ہے علم لے کر نہیں، علم کی لیاقت اور استعداد لے کر آتا ہے اسے علم سیکھنا پڑتا ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد تو قطعی طور پر بند ہے ان کے خلفاء، علماء کرام ہی سے علم دین حاصل کرنا پڑے گا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ہمیں علم دین حاصل کرنے کے لئے ابھی علماء کرام ملتے ہیں، البتہ قرب قیامت ایسا وقت بھی ہوگا کہ مسئلہ پوچھنے کے لئے عام واعظین کے پاس جانا پڑے گا وہ بے علمی سے غلط مسائل بتائیں گے وہ خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ الحمد للہ ابھی علماء اہل سنت موجود ہیں ان سے علم شریعت سیکھا جاسکتا ہے علم ہی

Marfat.com

سے تمام کام چلتے ہیں، جہالت سے کوئی کام نہیں بنتا، اچھی طرح سمجھ لیں جنت روشن ہے اور جہنم سیاہ۔ جنت میں جانے کا سبب علم دین ہے اس لئے کہ وہ نور ہے اس سے روشنی پیدا ہوتی ہے اور روشنی ہی ملتی ہے۔ جہالت تاریکی اور سیاہی ہے اس سے گمراہی اور تاریکی ہی پیدا ہوتی ہے اس کا انجام جہنم کی تاریکی اور سیاہی ہی ہے۔ نعوذ باللہ منہا.

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کریما میں مزید فرماتے ہیں:-

برو دامن علم گیر استوار　　　که علمت رساند بدار القرار

سرانجام جاہل جہنم بود　　　که جاہل نکو عاقبت کم بود (7)

جا علم کا دامن مضبوط پکڑ کہ علم تجھے بہشت میں پہنچائے گا۔ آخر کار جاہل کا ٹھکانا جہنم ہوگا کہ جاہل نیک انجام کم ہوتا ہے۔ "اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰی دِیْنِ الْحَقِّ"

حدیث میں ہے۔

مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَطْلُبُ فِیْہِ عِلْمًا، سَلَکَ اللّٰہُ بِہٖ طَرِیْقًا مِّنْ طُرُقِ الْجَنَّۃِ (8)

جو شخص کسی عالم کے پاس علم طلب کرنے کے لئے جاتا ہے گویا وہ جنت کی راہ اختیار کئے ہوئے ہے۔ قیامت کو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک پر چلائے گا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (م 505ھ) "احیاء العلوم" میں تحریر فرماتے ہیں کہ عالم دین سے علم کا سوال کرو کہ اس سے چار آدمیوں کو ثواب ملتا ہے، اول سوال کرنیوالے کو، دوم عالم کو سوم سننے والے کو اور چہارم اس کو جو ان سے محبت رکھتا ہے۔ (9)

اللہ تعالیٰ ہمیں علماء دین کی محبت نصیب فرمائے اور ان کی صحبت اور مجلس کے فیوض و برکات سے نوازے، آمین ثم آمین۔

Marfat.com

حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے ارشادات

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ (م 725ھ) علماء کرام کی شان بیان کرتے ہوئے افضل الفوائد میں تین احادیث ذکر کرتے ہیں۔

اول: آپؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ الاسلام، فرید الحق والدّین شیخ فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہ العزیز (م 664ھ) کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جرائیل علیہ السلام سے سنا اور حضرت جرائیل علیہ السلام نے حضرت اسرافیل علیہ السلام سے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سنا جو کوئی علم کی طلب میں دو قدم جاتا ہے اور عالم کے پاس دو گھڑی بیٹھتا ہے اور اس سے دو باتیں سنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو "وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ" سورۃ الرحمٰن :54 (وہ باغ جن کا پھل نزدیک ہو) عطا فرمائے گا۔

دوم: آپ نے دوسری وہ حدیث بیان فرمائی جو حضرت حذیفہؓ کی روایت سے حضرت یحییٰ معاذ رازیؒ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی امت کے علماء ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہیں کیوں کہ ماں باپ تو دنیا کی آگ اور دنیا کے خوف سے نگاہ رکھتے ہیں اور امت محمد مصطفےٰ ﷺ کے علماء دوزخ کی آگ اور قیامت کے ہول سے نگاہ رکھتے ہیں۔

سوم: آپ نے تیسری حدیث یہ بیان فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندگان خدا قیامت کے دن علم کی تلاش میں نکلیں گے اور اہل علم کے چہرے چودھویں رات کے مانند چمکتے ہوں گے۔

آخر میں جناب خواجہ نظام الدین اولیاءؒ مریدین کو بطور نصیحت فرماتے ہیں کہ علماء دین کے پاس بیٹھنا اور ان کی سی خوبیاں اپنے اندر پیدا کرنا خدائے عزوجل کی ہدایات میں سے ہے پس یاد رکھو تمام جہان کی ساری چیزیں چھوڑ کر پہلے علم دین حاصل کرنا چاہیے۔ (10)

Marfat.com

بے علم صوفی منزل مراد سے محروم

بے علم صوفی منزل مراد سے محروم رہتا ہے اس لئے کہ تصوف میں صوفی کا اصلی مقصد اور مراد معرفت الٰہی وکمالات ولایت کا حاصل کرنا ہے اور یہ مقام علم شریعت کے بغیر ممکن نہیں۔ کوئی انسان کامل نہیں ہوسکتا نہ کوئی پہلے ہوا ہے جب تک کہ وہ علم شریعت کو حاصل نہ کرے۔ کاملین یہی سبق دیتے رہے، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے والد محترم حضرت خواجہ عبدالاحد مرحوم مغفور (م 1007ھ) شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیعت سلوک کے سلسلہ میں حاضر خدمت ہوئے تو قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ راہ سلوک کے وظائف واذکار اور اوراد سے پہلے علوم دینیہ کا حاصل کرنا فرض ہے، آپ پہلے علوم دینیہ حاصل کریں پھر اس کے بعد ہمت باندھیں اور میدان سلوک میں قدم رکھیں تو مناسب ہوگا۔ "اس لئے کہ بے علم درویش شیطان کے داؤ میں جلدی آسکتا ہے" (11)

علامہ ابن جوزیؒ (م 597ھ) لکھتے ہیں واضح ہو کہ سب سے بڑا دروازہ جس سے ابلیس لوگوں کے پاس آتا ہے وہ جہالت کا دروازہ ہے پس ابلیس جاہلوں کے پاس بے کھٹکے داخل ہوجاتا ہے، رہا عالم شریعت تو اس کے ہاں چوری کے سوا کسی طرح نہیں آسکتا۔ (12)

ایک دوسرے مقام پر آپ نے فرمایا شیطان کا پہلا فریب یہ ہے کہ اس نے لوگوں کو علم سے باز رکھا کیوں کہ علم ایک نور ہے جب شیطان نے ان کے چراغ ہی بجھادیئے تو اندھیرے میں جس طرح چاہے ان کو ٹیڑھا ترچھا لے جائے۔ (13)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ (14)

ایک فقیہہ عالم شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ:
نبی اکرم ﷺ نے شیطان کو دیکھا کہ وہ مسجد کے دروازے پر کھڑا ہے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ شیطان تو یہاں کیوں کھڑا ہے؟ شیطان بولا کہ مسجد کے اندر ایک نمازی نماز پڑھ رہا ہے چاہتا ہوں کہ میں اس کی نماز خراب کردوں لیکن وہاں ایک شخص سویا ہوا ہے اس سے ڈر لگتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا عجب بات ہے جو عبادت میں ہے اس سے نہیں ڈرتا اور جو سویا ہوا ہے اس سے تو ڈرتا ہے، شیطان نے کہا یہ نمازی جاہل ہے اس کی نماز کو خراب کرنا آسان ہے مگر سویا شخص عالم دین ہے وہ اس کی نماز کی بہت جلد اصلاح کردے گا پس آپ ﷺ نے فرمایا نَوْمُ الْعَالِمِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الْجَاهِلِ (15) یعنی عالم کی نیند جاہل کی عبادت سے بہتر ہے۔
حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ (16) بے شک شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ ایسے دشمن سے بچاؤ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ انسان علم شریعت کی تکمیل کرے اور اس کی مدد سے شیطان مکار کی باریک چالیں اور مکروفریب کی راہیں سمجھے ورنہ بے علم انسان کی عبادت کی کوتاہیاں دور کیسے ہوسکیں گی اور منزل مراد کا مقصد کیسے پا سکے گا اس کا ذریعہ علم شریعت ہی ہوسکتا ہے۔
حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب کشف المحجوب میں حدیث نقل فرماتے ہیں۔

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُتَعَبِّدُ بِلَا فِقْهٍ كَالْحِمَارِ فِی الطَّاحُوْنَةِ" (17)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عابد علم جانے بغیر خراس کے گدھے کی مانند ہے خواہ وہ کتنا ہی گھومے اپنے پہلے ہی قدم پر رہتا ہے آگے راستہ طے نہیں کرسکتا۔
یہ اکثر مشاہدہ میں آتا ہے کہ بے خبر صوفیہ اور بے علم سجادہ نشین اور صاحبزادے کہ انہیں نماز پڑھنا نہیں آتی، رکوع وسجود اور تعدیل ارکان قومہ وجلسہ اور قیام وغیرہ بڑی غفلت سے ادا

Marfat.com

کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، خیال آتا ہے کہ باقی فرائض واجبات وسنن اور آداب وغیرہ کا کیا حشر ہوتا ہوگا۔ خدا جانے کہ یہ قیام اور رکوع وسجود میں کیا پڑھتے اور کیا چھوڑتے ہیں۔ ہم تو رکوع وسجود میں انہیں آتے جاتے ہی دیکھتے ہیں، نماز تو بہت سے مسائل پر مبنی ہے۔ انہیں وضو جو نماز کا خارجی فرض ہے اور جسے نماز کی چابی کہا گیا ہے اس کے کرنے کا بھی سلیقہ نہیں ہے، ایسے جاہلوں سے شیطان اس طرح کھیلتا ہے جیسے بچوں سے کھیلا جاتا ہے انہیں ابلیس کے لئے اپنے پیچھے لگانا آسان تر ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک عابد جو علم سے عاری تھا، گھر بار چھوڑ کر عبادت کے لئے پہاڑ پر جا بیٹھا کچھ وقت گذرا تو لوگوں کی آمد ورفت کا سلسلہ شروع ہو گیا، صوفی صاحب کی زیارت کے لئے لوگ جانے لگے، ادھر شیطان نے دیکھا تو وہ بھی بزرگوں جیسی صورت بنا کر اور تسبیح لے کر وہاں جا پہنچا، عابد کی تعریف کرتے کرتے .کہنے لگا آپ کو ایک مسئلہ بتاؤں اگر آپ نے اس پر عمل کیا تو آپ کو ثواب بھی ہوگا اور اسراف سے بھی بچ جائیں گے وہ یہ ہے کہ آپ اپنے ایک کان اور ایک ناک کے سوراخ کو بند کر دیں یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں ایک ایک سوراخ سے آپ کا کام چل جائے گا اس طرح اسراف سے بچ جائیں گے اور آپ کو اللہ کی نعمت کی حفاظت کا ثواب بھی ملے گا۔ بے علم عابد کو بزرگ کی بات پسند آئی فوراً عمل شروع کر دیا، دس سال کا عرصہ گذرا تو ایک صاحب علم انسان ان کی زیارت کے لئے خدمت میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ عابد کے کان اور ناک کے ہر ایک سوراخ میں روئی ٹھونسی ہوئی ہے آپ عابد سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے ناک اور کان کے سوراخ کب سے بند کئے ہوئے ہیں عابد صاحب نے بتایا تقریباً عرصہ دس سال سے یہ میرا عمل جاری ہے، علامہ صاحب پوچھتے ہین اتنی مدت میں آپ پر کبھی غسل فرض ہوا ہے، اس نے کہا کئی دفعہ۔ پوچھا گیا کیا آپ کان اور ناک سے روئی نکال کر غسل کرتے یا ویسے ہی غسل کر لیا کرتے؟ کہا ویسے ہی غسل کر لیا کرتا، فرمایا آپ کا شرعی غسل نہیں ہوتا رہا اس لئے کہ حالت جنابت

Marfat.com

میں ناک میں پانی ڈالنے اور کلی کرنے کے ساتھ ساتھ تمام جسم کا دھونا فرض ہوتا ہے اگر جسم کا کوئی حصہ بال برابر بھی خشک رہ جائے تو غسل نہیں ہوتا آپ غسل کریں آپ پر توبہ واستغفار اور نمازوں کا دہرانا فرض ہے، اس عرصہ میں ثواب کی بجائے آپ گناہ کا ارتکاب کرتے رہے۔

یہ عابد دس سال عبادت اور تنہائی کی مشقت اٹھاتے رہے مگر فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا رہا لیکن عابد بے علم ہونے کی وجہ سے اس کو محسوس نہ کر سکا ترقی کی امید سے تنزل ہوتا رہا۔ قطب ارشاد حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے حدیث کے حوالہ سے جو لکھا ہے کہ بے علم عابد گدھے جیسا ہے وہ ایک ہی جگہ گھومتا رہتا ہے اس کا یہی مطلب ہے جو مندرجہ بالا واقعہ سے واضح ہوا۔

اس ضمن میں امام بخاریؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں جریج نامی ایک شخص تھا، وہ بڑا عبادت گزار تھا ایک مرتبہ وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں نے اسے آواز دی، اس نے کہا اے رب میں کیا کروں، نماز جاری رکھوں یا ماں کی پکار پر لبیک کہوں؟ آخر اس نے نماز کو ترجیح دی، ماں نے دوبارہ آواز دی مگر اس نے جواب نہ دیا اور نماز میں مشغول رہا، اسی دوران ماں نے یہ بددعا دی۔

اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى تَرِيَهٗ وُجُوْهَ الْمُوْمِسَاتِ

اللہ تعالیٰ تجھے مرنے سے پہلے بدکار عورتوں کا چہرہ دکھادے۔

چنانچہ ایک بدکار عورت نے ایک چرواہے سے زنا کیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی جب اسے ڈر ہوا کہ اس کا پول کھل جائے گا تو چرواہے نے اس سے کہا کہ اگر کوئی تم سے بچے کے بارے میں پوچھے تو کہہ دینا کہ وہ عبادت گزار جریج کا ہے۔ عورت نے ایسا ہی کہہ دیا۔ لوگوں نے جریج کا صومعہ (عبادت گاہ) کو توڑ پھوڑ کر گرا دیا اور حاکم اسے سزا دینے کے لئے میدان میں لے جانے لگا۔ وہ راستے ہی میں تھا کہ اسے ماں کی بددعا یاد آ گئی اور وہ

مسکرادیا۔ جب اسے سزا دینے کے لئے آگے بڑھایا گیا تو اس نے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت مانگی ۔ نماز کے بعد اس نے بچے کو طلب کیا اور اس کے کان میں آہستہ سے کہا "تیرا باپ کون ہے؟" بچے نے کہا "میرا باپ فلاں چرواہا ہے"۔ لوگوں نے لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہا اور کہا کہ ہم تمہارے صومعہ کو سونے چاندی سے بنا دیں گے، جریج نے کہا نہیں اسی طرح مٹی کا بنا دو جس طرح پہلے تھا۔ (18)

حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

لَوْ كَانَ جُرَيْجُ الرَّاهِبُ فَقِيهًا عَالِمًا لَعَلِمَ اَنَّ اَجَابَتَهُ اُمَّهُ اَفْضَلُ مِّنْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ (19)

اگر عابد جریج فقیہ ہوتا تو اسے معلوم ہوتا کہ والدہ کی آواز پر لبیک کہنا نماز جاری رکھنے سے زیادہ ضروری ہے۔

امام بخاریؒ کا رجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ انہوں نے اس حدیث پر یوں باب قائم کیا ہے "اِذَا دَعَتِ الْاُمُّ وَلَدَهَا فِى الصَّلٰوةِ" یعنی جب ماں اپنے بچے کو نماز میں آواز دے۔ اسی طرح فقہاء کہتے ہیں کہ آدمی جب نفل نماز پڑھ رہا ہو اور والدین میں سے کوئی اسے آواز دے تو اس پر ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور ان کی آواز پر لبیک کہے کیوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا "اِذَا دَعَتْکَ وَالِدَتُکَ وَاَنْتَ فِى الصَّلٰوةِ فَاَجِبْهَا وَاِذَا دَعَاکَ اَبُوْکَ فَلَا تُجِبْهُ حَتّٰى تَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِکَ " (20) یعنی تمہاری والدہ اس حال میں تمہیں بلائے کہ تم (نفل) نماز میں ہو تو اس کے پاس حاضر ہو جاؤ اور جب تمہارا باپ تمہیں بلائے تو نماز سے فراغت کے بعد اس کے پاس حاضر ہو جاؤ۔

سید العارفین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک واقعہ حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (م1052ھ) نقل فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم اقدس سرہ نے ارشاد فرمایا مجھے ایک دفعہ بیابان میں ٹھہرنے کا موقع ملا جہاں پانی کا نام ونشان نہ تھا،

Marfat.com

چند روز میں نے وہاں قیام کیا لیکن پانی ہاتھ نہ آیا جب پیاس کا غلبہ ہوا تو حق تعالیٰ نے بادل کا ایک ٹکڑا بھیجا جس نے میرے اوپر سایہ کرلیا اور اس میں سے چند قطرات ٹپکے جنہیں پی کر تسکین ہوئی اس کے بعد میں نے دیکھا کہ اچانک ایک روشنی ظاہر ہوئی جس نے پورے آسمان کا احاطہ کرلیا پھر اس میں ایک عجیب وغریب صورت نمودار ہوئی اور اس سے آواز آئی کہ اے عبدالقادر میں تیرا ربّ ہوں جو دوسروں پر میں نے حرام کیا وہ تیرے اوپر حلال کرتا ہوں لہذا جو دل چاہے کر اور جو چاہے لے، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا۔ **اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم** اے ملعون دور ہوجا، کیا بک رہا ہے؟ اچانک وہ روشنی تاریکی میں بدل گئی اور وہ صورت دھواں بن کر کہنے لگی کہ اے عبدالقادر تم احکام خداوندی (یعنی شریعت) کے جاننے والے احوال منازلت سے واقف ہونے کی وجہ سے بچ گئے، میں نے ایسے ہی ہتھکنڈوں اور ترکیبوں سے ستر صوفی اور اہل طریقت کو ایسا گمراہ کردیا ہے کہ کہیں کا نہ چھوڑا۔ یہ کونسا علم ہدایت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے میں نے کہا یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے اور وہی ابتدا اور انتہا میں ہدایت فرماتا ہے۔ (21)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ شیطان ہے آپ نے فرمایا اس کے یہ کہنے سے کہ میں نے حرام چیزوں کو تم پر حلال کردیا اور جو چاہو کرو۔ شیطان کے اس قول کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے تو پہچان لیا اس لئے آپ شریعت کے اصول وفروع سے اچھی طرح واقف تھے کہ عاقل بالغ انسان خواہ کتنا ہی قرب خداوندی حاصل کرلے مرفوع القلم نہیں ہوتا، حلت وحرمت اور دیگر مسائل شرعیہ کی تکلیف کا بار سر سے نہیں اٹھایا جاتا، موت تک انسان ہوش وحواس رکھتا ہوا احکام شریعت کا مکلّف ہی رہتا ہے آزاد نہیں ہوتا۔ لیکن آپ کی جگہ اگر کوئی بے علم صوفی اور عابد ہوتا تو وہ اس کو معراج سمجھتا اور اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہتی اور اس کو اپنی عقیدت مندی اور پیری پھیلانے اور چمکانے کے لئے بہت بڑا روشن مینار سمجھتا۔

Marfat.com

آج بھی ہمارے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بہت سے آزاد پیر وفقیر مصنوعی لباس پہنے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی صورت وسیرت سے مکمل طور پر بیگانہ ہیں اور اپنے عقیدت مندوں اور مریدوں میں کہتے پھرتے ہیں کہ نماز، روزہ اور حج وغیرہ کوئی فرض نہیں، یہ محض مولویوں کی اپنی باتیں ہیں، نماز دل کی ہے، رکوع وسجود کا کیا فائدہ۔ اس طرح وہ لوگوں کو گمراہی کی راہ پر لگا رہے ہیں، دراصل! ایسے جعلی پیر وفقیر اور جاہل، مصنوعی اور عطائی صوفیوں پر شیطان لعین کا مکمل تسلط ہوتا ہے اور جو وہ انہیں سبق سکھاتا ہے وہی یہ لوگوں کو سکھاتے ہیں، دینی بصارت وبصیرت سے انجان اور علم شریعت سے بے خبر ہوتے ہیں، رحمان اور شیطان میں تفریق کرنے سے قاصر ہوتے ہیں، شیطان کے ہٹانے کی نورانیت اور اہلیت نہیں رکھتے اس لئے وہ ان پر غالب رہتا ہے، جو چاہے ان سے کروا لیتا ہے اور منوالیتا ہے۔ یہ اس سے خوش ہوتے ہیں کہ ہمیں اللہ کی طرف سے غیبی علم مل رہا ہے۔ شیطان ایسے جاہلوں کو خوابوں اور وسواس کے ذریعے بھی گمراہ کرتا رہتا ہے، بے علم صوفی نہیں جانتے۔ کہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی آتا ہے اور شیطان لعین کی طرف سے بھی اور کبھی روح گذشتہ واقعات کو بھی نیند میں دیکھتی ہے اور کبھی امتلاء معدہ کی وجہ سے پریشان کن خواب آتے ہیں۔ کبھی بیداری میں انسان کسی چیز کے خیال میں ہوتا ہے اور اسی کو وہ خواب میں دیکھتا ہے۔ یہ سمجھنا اور پہچاننا کہ خواب کس سبب سے آیا ہے شیطان کی طرف سے یا رحمٰن کی طرف سے، قدرے مشکل ہے۔ ہر خواب اور ہر الہام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھنا انتہائی دھوکہ ہے، انسان بیداری کی حالت میں ہو یا نیند کی حالت میں شیطان دونوں حالات میں وسواس پیدا کرتا ہے، دل میں خلاف شرع اور گمراہ کن باتیں ڈالتا ہے۔ اس صورت میں ہمیں یہ چاہیے کہ دل کی ہر القاء شدہ بات جسے الہام کہا جاتا ہے اور اس کے صحیح ہونے یا غیر صحیح ہونے کا علم ہمارے پاس نہیں بلکہ کتاب وسنت کے پاس ہے

Marfat.com

لہذا اس الہام کے بارے ہم یہ دیکھیں گے کہ اگر یہ الہام کتاب وسنت کے مطابق ہے تو صحیح ہے اور اگر کتاب وسنت کے خلاف ہے تو وہ شیطانی متصور ہوگا۔

حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردیؒ لکھتے ہیں کہ ہر وہ حقیقت جو شریعت کے خلاف ہے وہ زندقہ ہے(22)۔

ایسے بے دین اور جوگی، عیسائی راھب وغیرہ اپنے عملیات ومجاہدات اور سحر و جنات و شیاطین اور منتروں کے ذریعہ عوام کو ایسے حیرت انگیز کام دکھاتے ہیں کہ لوگ حیران اور ششدرر ہ جاتے ہیں، ہمارے جاہل لوگ ایسے شعبدہ بازوں، کاہنوں اور ساحروں کے اس قدر گرویدہ اور عقیدت مند ہو جاتے ہیں کہ ان کے پاؤں پر سر رکھنے لگ جاتے ہیں، انہیں اپنا پیر اور ولی کامل تسلیم کرنے لگتے ہیں حالانکہ وہ روزمرہ ان کی زندگی کی گذران دیکھتے رہتے ہیں جو کہ سراسر اسلام کے خلاف ہوتی ہے، نہ ان کی صورت دین کے مطابق ہوتی ہے اور نہ ہی ان کی سیرت دین کے موافق۔ گویا ان کا ہر قول وعمل دین کے خلاف ہوتا ہے، باوجود اس کے پھر بھی ان پر اپنی جان و مال قربان کرنے کے لئے تیار ہیں، افسوس کا مقام یہ ہے کہ ان کے ہاتھوں خلاف معمول اور خرق عادت ظاہر ہونے والے افعال کو کرامت کہا جاتا ہے حالانکہ ایسے افعال کافروں اور جوگیوں سے بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ علم عقائد میں اسے استدراج کہا جاتا ہے۔

چونکہ ہندوستان میں غیر مسلم استدراجاً لوگوں کو خلاف عادات افعال دکھا کر گمراہ کرتے تھے اس لئے تبلیغ دین کے لئے حضور اکرم ﷺ اور بزرگان دین نے متعدد روحانی شخصیات کو ہندوستان بھیجا تاکہ وہ ان جوگیوں کا روحانی طور پر مقابلہ کریں اور صحیح اسلامی تصوف سے لوگوں کو راہ مستقیم پر گامزن کرسکیں۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ (م 465ھ) بھی جب اپنے شیخ ابوالفضل محمد بن حسنؒ کے حکم سے لاہور تشریف لائے تو آپ کا ایک جوگی سے مقابلہ ہوا جو باہر سے آنے

والی عورتوں سے دودھ لیتا تھا اگر اسے کوئی عورت دودھ نہ دیتی تو ان کے جانوروں کے تھنوں سے بجائے دودھ کے خون آنا شروع ہو جاتا، حضرت داتا صاحبؒ کو جب جوگی کی اس حرکت کا علم ہوا تو آپ نے عورتوں کو جوگی کے پاس دودھ پہنچانے سے روک دیا۔ جوگی نے جب یہ دیکھا کہ لوگ اسے دودھ دینے سے رک گئے ہیں تو وہ حضرت داتا صاحبؒ کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا اگر تم میں کوئی کمال ہے تو دکھاؤ تو آپ خاموش رہے جوگی نے استدراجاً کئی کرشمے دکھائے جن میں سے آخری یہ تھا کہ وہ ہوا میں اڑنے لگا۔ آپ نے اپنے نعلین اس کی طرف پھینک دیئے جو ہوا میں ہی اس کی کفش کاری (جوتے سر پر مارنا) کرتے جاتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ واپس آ کر آپ کی خدمت میں پہنچا اور معافی کا خواستگار ہوا اور آپ کے دست مبارک پر مسلمان ہو گیا۔ (23)

یہاں اس واقعہ سے اپنے بھائیوں کو جو نہایت مفید بات سمجھانی ہے اور جس کا ایمان سے گہرا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ لاہوری کے مقابلے میں جوگی کا ہوا پر اڑنا اور حضرت کا اپنے نعلین کو اس کی طرف بھیجنا اور جوگی کی مرمت کرتے ہوئے واپس لانا یہ دونوں فعل خرق عادت اور خلاف معمول کام ہیں، دیکھنے میں یکساں نظر آتے ہیں لیکن ان دونوں میں بڑا فرق ہے اور فرق نہ سمجھنا عظیم گناہ ہے اور عقیدہ کی بربادی ہے، بے شمار عوام اس گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں، انہوں نے کرامت اور استدراج کو ایک ہی تصور کیا۔ وہ بوجہ بے علمی اس کے نقصان پر مطلع نہ ہوئے۔

اے ایمان والو! اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے اچھی طرح سمجھ لو کرامت وہ خرق عادت اور خلاف معمول فعل ہے جو ایسے شخص سے ظاہر ہو جو خالص اہل سنت و جماعت و کامل متبع سنت اور معاصی و کبائر سے مجتنب ہو اور اگر ایسے شخص سے کوئی فعل خارق عادت و خلاف معمول ظاہر ہو جو ظاہر و باطن اور صورت وسیرت میں حضور ﷺ کی سنت کا تارک اور خلاف ہو تو وہ کرامت نہیں اسے استدراج کہا جائے گا جیسے جوگی کا فعل تھنوں میں دودھ کی

بجائے خون نکلنا اور ہوا میں اڑنا یہ استدراج تھا اس کو کرامت کہنا صحیح نہیں اور اس کی وجہ سے عقیدت مند ہو جانا اور ایسے آدمی کی عزت واحترام کرنا درحقیقت کفر و بدعت کی تائید کرنا ہے، ایمان داروں کا ایسے شخص سے اجتناب کرنا ضروری ہے، دریاؤں پر تیرنا، ہوا میں اڑنا، غیب کی خبریں بتانا اور ذرا سی دیر میں کہیں کا کہیں چلے جانا یہ نہ ولایت ہے اور نہ ہی کرامت۔ ایسے افعال فرعون سے بھی ظاہر ہوتے تھے وہ پانی کو پہاڑ پر چڑھا لیتا تھا، دریائے نیل اس کے تابع رہتا، اس کے کہنے پر گھٹتا بڑھتا تھا، کیا فرعون کو بھی ہم ولی کامل تصور کرلیں گے اور اس کے عقیدت مند ہو جائیں گے۔ آج بھی فرعون جیسے لوگ موجود ہیں جو شیطان کی مدد اور کلمات کفریہ اور منتروں کے تکرار سے لوگوں کو ایسے کرتب دکھاتے ہیں۔ یہ افعال بھی خرق عادت ہیں ان سے غرض خداوندی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مومنین، صادقین کی آزمائش کرے، کفار اور ان جیسے جوگیوں و بھنگیوں و کاہنوں اور ساحروں کو ڈھیل دے تاکہ وہ اپنی سرکشی اور طغیانی کا اسلام کے خلاف اور اضافہ کرلیں، ایسے لوگوں کی خبروں پر اعتقاد رکھنا اور انہیں سچا سمجھنا کفر ہے۔(24)

حدیث میں کاھن کو کافر اور غیب کی خبر دینے والے کو سچا جاننا کفر قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

وَمَنْ اَتـَى كَـاهِـنـًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (25)۔

جو شخص کاھن کے پاس آیا اور اس نے کاہن کی بات کو سچا جانا تو بے شک اس نے ان احکام کا کفر کیا جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر نازل فرمائے ہیں۔

یہاں اس بات کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ہمارے عوام اور عام واعظین کہتے ہیں کہ کرامت ولی کی شناخت اور ولی کے لئے شرط ہے یہ صحیح نہیں۔ عربی گرائمر کے لحاظ سے معجزہ کا لفظ متعدی ابواب سے ہے جس کا اظہار کرنا دوسروں کے لئے ضروری ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام معجزات کا اظہار کیا کرتے تھے، جب کہ

Marfat.com

کرامت کا لفظ افعال لازمی میں سے ہے اور اس کا دوسروں پر ظاہر کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ کرامت ولی کی پہچان نہیں بلکہ کرامت کی پہچان ولی سے ہوتی ہے، اس لئے کہ کرامت خرق عادت کا نام ہے اور اس میں استدراج بھی شامل ہے اور ان دونوں میں شناخت کے لئے شخصیت کو دیکھنا پڑتا ہے اگر یہ خرق عادت ولی کامل متبع سنت کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو کرامت ہے اور اگر بد کردار اور مخالف طریقہ محمدی علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات سے ظاہر ہو تو استدراج ہے کرامت ولی کے لئے شرط نہیں، نشان اور زینت ضرور ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ارشادات

آپ نے مکتوبات شریف میں علماء کرام کی یہ تین اقسام بیان کی ہیں۔

اول: علماء شریعت۔ یہ وہ حضرات ہیں جو علم الشرائع اور احکام کو اچھی طرح جانتے و سمجھتے ہیں، اس علم کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں اور اس کے موافق عمل بھی کرتے ہیں، یہ علماء شریعت انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ اور حدیث **عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ** (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مثل ہیں) سے مراد علماء شریعت ہیں اور ان کی فضیلت میں بیشتر احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جیسا کہ پہلے ان احادیث کا ذکر کیا جا چکا ہے

دوم: علماء صوفیہ۔ یہ علماء وہ حضرات ہیں جو شریعت کا مکمل علم حاصل کئے ہوئے ہیں اور اس کے موافق عمل بھی کرتے ہیں لیکن ان کی زیادہ توجہ وظائف و اذکار میں رہتی ہے اور مزید علوم و معارف بھی ان کے حصہ میں ہیں۔ ان علوم و معارف کو صوفیہ کو حقیقت شریعت کہتے ہیں، یہ صوفیہ کی اصطلاحات میں سے ایک اصطلاح ہے۔

Marfat.com

سوم: علماء راسخین ۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کا ذکر قرآن کریم نے بھی کیا ہے

وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ (26)

راسخین فی العلم کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے جو متشابہات سے اللہ تعالیٰ کی مراد ہے۔
مفسرین کرام کے نزدیک علماء راسخین سے مراد وہ علماء ہیں جن میں یہ چار صفات پائی جائیں۔ تقویٰ، تواضع، زہد دنیا اور مجاہدہ نفس۔ (27)
حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں۔ کہ راسخ فی العلم وہ عالم باعمل ہے جو اپنے علم کا متبع ہو
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں راسخون فی العلم سے ہوں،
دوسری جگہ آپ نے فرمایا میں ان میں سے ہوں جو متشابہات کی تاویل جانتے ہیں (28)
حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ (م 1034ھ) فرماتے ہیں
علماء راسخین وہ علماء ہیں جن میں علماء ظواہر (علماء شریعت) اور علماء صوفیہ کی صفات پائی جائیں اور مزید برآں وہ متشابہات قرآن کے اسرار وحقائق کا علم بھی جانتے ہوں۔ (29)
اس کے علاوہ آپ نے ایک مکتوب میں یہ بھی فرمایا ہے کہ علماء دین اگرچہ بعض اعمال میں قاصر ہیں لیکن ذات وصفات الٰہی میں ان کی درستی عقائد کا جمال اس قدر نورانیت رکھتا ہے کہ کوتاہی اور کمی اس کے مقابلے میں ہیچ و ناچیز دکھائی دیتی ہے اور بعض صوفی باوجود ریاضتوں اور مجاہدوں کے چونکہ ذات وصفات الٰہی میں اس قدر درست عقیدہ (بوجہ عدم علم کے) نہیں رکھتے تو وہ جمال ان میں نہیں پایا جاتا اور علماء وطالب علموں سے بہت محبت پیدا ہوگئی ہے اور ان کا طریقہ اچھا معلوم ہوتا ہے اور آرزو کرتا ہوں کہ ان کے گروہ میں ہوں۔
(30)

ایک اور مکتوب میں آپ فرماتے ہیں کہ جو علماء عالم آخرت کی طرف متوجہ ہیں وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں اور مخلوقات میں سے بہتر یہی علماء ہیں۔ قیامت کے

دن ان کی سیاہی فی سبیل اللہ شہیدوں کے خون کے ساتھ وزن کی جائے گی اوران کی سیاہی کا پلہ بھاری ہو جائے گا اور "نَوْمُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ " یعنی علماء کا سونا عبادت ہے، انہی کی حق میں ہے (31)

علماء کی ان تین اقسام جاننے سے صوفیہ کی وضاحت بھی سامنے آ گئی وہ یہ کہ صوفی کوئی معمولی شخص نہیں اور نہ ہی ہر آدمی صوفی کہلانے کا مستحق ہے بلکہ صوفی وہ شخص ہے جو اولاً علم شریعت جو کتاب وسنت میں ہے اچھی طرح سیکھے اوراس کے احکام ومسائل سے خوب واقفی حاصل کرے اوراس علم شریعت کے موافق عمل بھی کرے پھراس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پرعلوم ومعارف ظاہر فرماتا ہے۔ جیسے حدیث میں ہے۔

"مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَالَمْ يَعْلَمْ " (32)

جس نے اپنے علم کے موافق عمل کیا اس کو اللہ تعالیٰ اسی چیز کا علم دیتا ہے جس کو اس نے نہ جانا اور نہ پڑھا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ صوفیہ علماء میں سے ہوتے ہیں، جاہلوں سے نہیں جو جاہلوں میں سے آئے گا وہ جاہل صوفی ہوگا اور جو جماعت علماء سے آئے گا وہ عالم صوفی ہوگا۔ صوفی کا عالم دین ہونا اول منزل ہے اور پھر صوفی ہونا دوسری منزل۔ اگر کوئی پہلی منزل چھوڑ کر دوسری منزل اختیار کرنا چاہتا ہے تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے سب اس سے خوب واقف ہیں۔

Marfat.com

اسناد وحواشی باب سوم

(1) امام غزالی، احیاء علوم الدین، (طالب علم ومعلم کے آداب)، 110/1۔

(2) جمال الدین بن مکرم ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت، (ت۔ن)، 169/13۔

(3) شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، فتوح الغیب، ترجمہ علامہ سید سکندر شاہ، (مقالہ نمبر 33)، نوری بک ڈپو، لاہور، 1978ء، ص 75-76۔

(4) شاہ اشرف علی، شریعت وطریقت، ترتیب، مولانا محمد دین چشتی، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1981ء، ص 340-381۔

(5) علی بن عثمان ہجویری، کشف المحجوب، (ولی کی دوسری بحث)، ص 325۔

ان اصطلاحات کی وضاحت ان کتب میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

علامہ احمد شہاب الدین ابن حجر مکی، الفتاویٰ الحدیثیہ، (باب فی التصوف)، مکتبہ المصطفیٰ البابی، مصر، 1390ھ، ص 322۔

علی بن سلطان محمد القاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، مکتبہ امدادیہ، ملتان، (ت۔ن)، 178/1۔

حضرت مجدد الف ثانی، معارف لدنیہ (فارسی)، حکیم عبدالمجید سیفی، لاہور، (ت۔ن)، ص 52۔

(6) شیخ سعدیؒ، کریما، (فارسی، درامتناع صحبت جاہلاں)، میر محمد کتب خانہ، کراچی، (ت۔ن)، ص 6۔

(7) ایضاً، (درفضیلت علم، درامتناع صحبت جاہلاں)، ص 6۔

(8) ابوداؤد، سنن ابی داؤد، (کتاب العلم، باب فی فضل العلم، حدیث نمبر 3641)، 513/2۔

(9) امام غزالی، احیاء علوم الدین، 55/1۔

(10) نظام الدین خواجہ، افضل الفوائد، ص 10-11۔

(11) شیخ احمد سرہندیؒ مکتوبات امام ربانی، مترجم، قاضی عالم الدین، دفتر اول پہلا جوہر، ص 5۔

(12) ابن جوزی، تلبیس ابلیس، (باب نمبر 8)، ص 187۔

(13) ایضاً، ص 393۔

(14) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، (باب فضل العلماء)، ص 20۔

(15) عثمان بن حسن الخوبوی، درۃ الناصحین، ص 27۔

(16) امام احمد، المسند، 337/6۔

Marfat.com

(17) مخدوم علی ہجویری، کشف المحجوب، (باب ثبوت علم)، ص 27۔

(18) امام بخاری، الجامع الصحیح، (کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ واذکر فی الکتاب مریم، حدیث نمبر 3436)، 489/1۔

(19) امام بیہقی، شعب الایمان، تحقیق سعید زغلول، حدیث نمبر 7880، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1990ء، 195/6۔

جلال الدین سیوطی، الدر المنثور، (سورۃ بنی اسرائیل: 23)، 174/4۔

(20) امام بیہقی، شعب الایمان، حدیث نمبر 7883، 195/6۔

جلال الدین سیوطی، الدر المنثور، 174/4۔

(21) شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، مترجم مولانا سبحان محمود، مولانا محمد فاضل، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، (ت۔ن)، ص 37۔

(22) شہاب الدین سہروردی، عوارف المعارف، ص 218۔

(23) مخدوم علی ہجویری، کشف المحجوب، تعارف، سید علی ہجویری از فیروز دین، ص 7۔

(24) ولی الدین، مشکوٰۃ المصابیح، (کتاب الکھانۃ، الفصل الثانی، حدیث نمبر 3598)، ص 394۔

(25) ذکی الدین المنذری، الترغیب والترھیب، (الترھیب من السحر، حدیث نمبر 4)، 33/4۔

(26) سورۃ آل عمران: 7۔

(27) محمد نعیم الدین مرادآبادی، حاشیہ القرآن الکریم، حاشیہ نمبر 14، سورۃ آل عمران: 7، ص 74۔

(28) ایضاً۔

(29) امام ربانی، مکتوبات، مترجم، (دفتر دوم، مکتوب نمبر 17,13)، ص 43,51۔

(30) ایضاً، (دفتر اول، مکتوب نمبر 8)، 17/1۔

(31) ایضاً، (دفتر اول، مکتوب نمبر 33)، 86/1۔

(32) جلال الدین سیوطی، الدر المنثور، 372/1۔

قرطبی میں یہ حدیث اس طرح مروی ہے "مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ عَلَّمَهُ اللّٰهُ مَالَمْ يَعْلَمْ"

(امام قرطبی، جامع لاحکام القرآن، 364/13)۔

Marfat.com

باب چہارم

عالم شریعت اور بیعت سلوک

کیا عالم شریعت بیعت لینے کا مجاز ہے؟

ہمارے معاشرے میں عام تاثر یہ ہے کہ عالم شریعت بیعت لینے کا مجاز نہیں ہوتا، اس کے جواب میں سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیئے کہ عالم شریعت کسے کہا جاتا ہے اور وہ کیسے بنتا ہے؟ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ ہمارے مدارس دینیہ میں مکمل عالم دین کی تیاری میں مندرجہ ذیل علوم پڑھائے جاتے ہیں۔

اول: آغاز میں طالب علم کے عادات اور اخلاق کی درستگی و پختگی، درستگی نیت اور اصلاح نفس کے لئے فارسی کی یہ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، کریما، پندنامہ، تحفہ نصائح، گلستان، بوستان اور مثنوی شریف۔

دوئم: **علم صرف** ۔میزان الصرف، منشعب، ابواب الصرف، زرادی، زنجانی و دستورالمبتدی، پنج گنج، صرف میر، علم الصیغہ، مراح الارواح، فصول اکبری اور شافیہ۔

سوئم: **علم نحو**۔نحو میر، شرح مائۃ عامل، ھدایت النحو، کافیہ اور شرح جامی۔

ان دونوں علوم کا سیکھنا اس لئے ضروری ہے کہ عربی زبان ہماری مادری زبان نہیں اس کے الفاظ اور معانی آسانی سے ذھن نشین نہیں ہوتے، صرف و نحو کے اصول اور قواعد کے یاد کرنے سے طالب علم میں عربی عبارت پڑھنے اور الفاظ و معانی سمجھنے کی لیاقت اور صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے، جس سے کتاب و سنت کے اوامر و نواہی اور مسائل و احکام سمجھنے کی مدد ملتی ہے اور ان علوم کے حاصل کرنے کا یہی مقصد ہے۔

چہارم : **علم بلاغت** ۔علم بلاغت سے مراد علم معانی ،علم بیان اور علم بدیع ہے۔
علم البلاغت کی عموماً تین کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، تلخیص المفتاح ،مختصر معانی اور مطول۔
علم بلاغت نہایت لطیف علم ہے اس علم سے عربی زبان کی باریکیاں اور اس کے راز معلوم ہوتے ہیں ۔قرآن پاک الہامی کتاب ہے اور عربی زبان میں نازل ہوئی ہے اور یہ فصاحت الفاظ اور بلاغت معانی کے لحاظ سے بھی بے مثل ہے یعنی اس میں ایسے اسرار و دقائق اور رموز و حقائق پائے جاتے ہیں جن کا سمجھنا علم بلاغت کے بغیر نہایت دشوار ہے، بایں وجہ اس علم بلاغت کا پڑھنا لازمی رکھا گیا کیوں کہ قرآن کا سمجھنا ہم پر لازم ہے۔

پنجم : **عربی زبان و ادب** ۔اس علم سے الفاظ کے معنی وضعی ،طریقہ استعمال اور جمع و مفرد کی تمیز حاصل ہو جاتی ہے۔انسان اس کے ذریعہ نظم و نثر عربی زبان پر قادر الکلامی حاصل کر سکتا ہے۔مجاہد فرماتے ہیں کہ کوئی شخص قرآن کی تفسیر میں کلام نہ کرے جب تک وہ لغات عرب سے واقف نہ ہو جائے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قرآن کے ایک لفظ کے معنی سمجھنے کے لئے ایک گاؤں میں تشریف لے گئے تھے اور ان سے آپ پوچھتے کہ اس لفظ کو تم لوگ کس معنی میں استعمال کرتے ہو۔چونکہ علم ادب قرآن فہمی میں معاون ہے اس لئے اس کی تعلیم مدارس دینیہ میں ضروری سمجھی گئی اور نصاب میں یہ کتابیں داخل کر دی گئیں ۔
نفحۃ الیمن، سبعہ المعلقات، مقامات الحریری، دیوان المتنبی اور دیوان الحماسہ۔

ششم : **علم اصول الفقہ** ۔اس علم کی تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے احکام و مسائل کی شرعی حیثیت اسلامی قواعد کے مطابق مقرر کی جائے نیز مسائل شریعہ کے استنباط و استخراج کا طریقہ معلوم ہو جائے ،اس علم کی کتب یہ ہیں۔
اصول الشاشی ،نور الانوار، حسامی، مسلم الثبوت اور توضیح و تلویح۔

Marfat.com

ہفتم: **علم الفقہ**۔ اس علم میں یہ کتب درس نظامی میں شامل ہیں، نورالایضاح، منیۃ المصلی، المختصر قدوری، کنزالدقائق، شرح وقایہ اور ہدایہ۔

ہشتم: **اصول حدیث**۔ اس علم میں یہ کتب پڑھائی جاتی ہیں، نخبۃ الفکر اور مقدمہ ابن صلاح۔

نہم: **علم حدیث**۔ مشکوٰۃ المصابیح، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، موءطا امام مالک، شمائل ترمذی اور طحاوی شریف۔

دھم: **علم تفسیر**۔ ترجمہ قرآن حکیم، تفسیر جلالین اور تفسیر بیضاوی۔

یازدہم: **علم الفرائض**۔ علم الوراثت سے متعلق یہ کتب پڑھائی جاتی ہیں، سراجی اور شریفیہ۔

دوازدھم: **علم منطق**۔ صغریٰ، کبریٰ، ایسا غوجی، قال اقول، مرقات، تہذیب، شرح تہذیب قطبی، میر قطبی، سلم العلوم، ملاحسن، قاضی مبارک، حمداللہ، میر زاہد اور ملا جلال۔

سیزدھم: **علم حکمت و فلسفہ**۔ ہدیہ سعیدیہ، میبذی، شمس بازغہ اور صدرا۔

چہاردھم: **علم ہیئت و ہندسہ**۔ شرح چغمینی، تحریر اقلیدس اور تشریح الافلاک۔

پانزدھم: **علم مناظرہ**۔ رشیدیہ۔

شانزدہم: **علم عقائد**۔ شرح عقائد نسفی اور خیالی۔

ہمارے دینی مدارس میں طالب علم جب ان سولہ علوم سے فراغت حاصل کر لیتا ہے تو منتظمین دارالعلوم اس کی دستار فضیلت کے لئے ایک عظیم الشان جلسہ بعنوان دستار فضیلت

منعقد کرتے ہیں جس میں ہزار ہا عوام، صد ہا علماء کرام اور بیسیوں سجادہ نشین و پیران عظام تشریف فرما ہوتے ہیں، ان سب کے سامنے بلکہ ان کی اجازت سے فارغ التحصیل علماء کی دستار فضیلت کی رسم جو ایک حقیقت پر مبنی ہے ادا کی جاتی ہے۔ اس سٹیج پر موجود علماء کرام اور اساتذہ و مشائخ عظام اپنے مبارک ہاتھوں سے ذکر الٰہی کرتے ہوئے اس مبارک رسم کو ادا کر دیتے ہیں اور ادارہ کی طرف سے اسے ایک سند بھی دی جاتی ہے۔

یہ سند اور دستار فضیلت اس بات کی ضمانت اور شہادت ہوتی ہے کہ فارغ التحصیل ہونے والے علماء دین نے علوم دینیہ، قرآن وحدیث وفقہ اور دیگر علوم وفنون مروجہ کو اچھی طرح حاصل کر لیا اور سمجھ لیا ہے، انہوں نے اب اپنے اندر اس قدر قابلیت اور صلاحیت پیدا کر لی ہے کہ اب وہ ان دینی علوم وفنون جو علوم دینیہ کے خادم ہیں دوسروں کے سینوں میں منتقل کر سکتے ہیں لہذا انہیں قرآن وحدیث اور دیگر کتب دینیہ کی مکمل اجازت دی جارہی ہے اس اجازت دینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جن دینی اور شرعی علوم کا انہیں مجاز کیا ہے ان میں امت کی دینوی اور اخروی فلاح اور نجات کے لئے جتنے مسائل بھی ہیں، (اعتقادات، عبادات، معاملات، حسن اخلاق و معاشرت وتزکیہ نفس وتصفیہ قلب، تسبیح وتہلیل وتحمید و تکبیر وتذکیر ذکر واذکار اور اوراد وظائف وغیرہ) ان کو پوری توجہ اور دلجمعی کے ساتھ عوام کو سکھائیں اور سمجھائیں اور اپنی پوری زندگی اس دینی خدمات میں گزاریں۔

ادارہ صرف ایک عالم اور صالح بنا کر بھیجنا نہیں چاہتا بلکہ وہ ایک معلم اور مصلح بنا کر بھیجتا ہے، استاذی المکرّم جناب شیخ الحدیث علامہ سید احمد صاحبؒ (م1398ھ) ناظم مدرسہ حزب الاحناف لاہور اس فارغ التحصیل طالب علم کو سند نہیں دیتے تھے جو علم اور اخلاق حسنہ میں پختہ نہیں ہوتا، دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ نا اہل کو سند نہیں دی جاتی کیوں کہ ایسا شخص ادارہ اور علماء کی بدنامی کا باعث ثابت ہوتا ہے۔

Marfat.com

یہ ہے وہ عالم شریعت جس کے متعلق پوچھا گیا تھا کہ کیا عالم شریعت بیعت لینے کا مجاز ہے؟
میرے محترم بھائی! اگر یہ عالم شریعت بیعت لینے کا مجاز نہیں ہے تو پھر اور کون ہو گا، قرب الٰہی و تزکیہ نفس حاصل کرنے کے جو وسائل اور ذرائع ہیں وہ تو سب قرآن و حدیث ہی میں ہیں جن کی تحصیل سے وہ بہرہ ور ہو گئے اور کامل اساتذہ کی اجازت بھی حاصل کر چکے ہیں۔

اب قرآن و حدیث کے علاوہ اگر کوئی اور طریقہ ہے تو اس کے سیکھنے کے ہم مکلف نہیں اور نہ ہی ہمیں اس کی کوئی حاجت ہے ہم تو صرف نبی اکرم ﷺ کی اتباع ہی سے قرب خداوندی چاہتے ہیں اور اسی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ سے فرمایا کہ آپ فرما دیجئے "فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ" (1)
یعنی تم میری اتباع کرو، تمہیں میری اتباع سے مقام محبوبیت حاصل ہو گا اگر کوئی اس کے خلاف دوسرا طریقہ دکھانا چاہتا ہے تو ہمیں اس کے ترک کرنے کا حکم ہے، اس کی اتباع سے ہمیں یقیناً خسارہ ہوگا، سورۃ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ (2)
اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا چاہے گا اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں ناکام اور نامراد رہے گا۔

عظمت سند

اس ضمن میں سند کی عظمت اور اہمیت جو اسلام میں ہے اس کو ذہن نشین کر لینا بھی ہمارے لئے ضروری ہے، بے شک اسلام ایک کامل دین اور مکمل ضابطہ حیات ہے، اس کے ارکان و مسائل علم سے ہی وابستہ ہیں اور یہ امر بھی واضح ہے کہ علم وہی قابل اعتماد ہے جس کی بنیاد سند پر ہو گی کیوں کہ مسائل دینیہ بے سند علم سے ثابت نہیں ہوتے، ان کے لئے مستند علم کی

Marfat.com

ضرورت ہے اور جو بے سند علم ہو گا اس کا مفاد شک ہے اور دینی مسائل اور احکام شک پر نہیں بلکہ یقین پر مبنی ہیں، لہذا عالم دین کے پاس جو علم ہو وہ بے سند نہیں ہونا چاہیے، اگر بے سند ہو گا تو اس کی عظمت اور منزلت میں فرق آئے گا اور اس کے علم پر کوئی بھی اعتماد اور یقین نہیں کرے گا۔ علم قابل اعتماد وہی ہے جو مستند ہو گا، چنانچہ اگر کوئی شخص خواہ کتب اسلامیہ کا کتنا ہی مطالعہ کر کے احکام اور مسائل دینیہ سمجھ لے پھر بھی اکثر لوگ اسے عالم دین تصور نہیں کرتے اور نہ ہی اس سے فتویٰ لینے اور مسئلہ پوچھنے کے لئے تیار ہوتے ہیں، بے شک وہ شخص قابل ستائش ہے اور تعلیم دین کے حوالے سے اس کی کوشش قابل تعریف ہے اسے بے علم نہیں کہا جائے گا لیکن اس کے علم کو بے سند ضرور کہا جائے گا کیوں کہ اس کے علم کی باقاعدہ سند رسول اللہ ﷺ سے نہیں ملتی بلکہ سرے سے قائم ہی نہیں، اس نے مطالعہ سے علم لیا ہے اگر آپ ان سے بھی پوچھیں گے کہ آپ نے علم کہاں سے لیا تو وہ یہی کہیں گے کہ میں نے یہ علم کسی استاد سے نہیں پڑھا بلکہ کتب دینیہ کا مطالعہ کر کے حاصل کیا ہے اس مطالعہ سے حاصل کردہ علم کو بے سند اور اس عالم کو غیر مستند کہا جاتا ہے۔ مستند عالم دین وہ ہوتا ہے جو یہ کہے کہ میں نے اس علم کو اپنے اساتذہ کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سنا ہے، بے شک محدثین کی زبان بالواسطہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک زبان ہے، حضور ﷺ کی سنت یعنی قول و فعل اور تقریر کو جن محدثین اور اساتذہ کرام نے ہمارے تک پہنچایا ہے، محدثین کے نزدیک وہی حضرات گرامی سند حدیث کہلاتے ہیں اور یہ سند عالم دین کی روح اور جان ہے، جس عالم دین کا یہ سلسلہ سند قائم ہے وہ خود بھی اور اس کا علم بھی زندہ اور قائم ہے۔

محدثین فرماتے ہیں "اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ لَوْلَا الْاِسْنَادُ لَبَطَلَ الدِّیْنُ" (3)

اسناد دین سے ہے اگر دین میں اسناد نہ ہو تو دین باطل ہو جائے گا، اگر سند نہ ہو تو جس کا جو جی چاہے گا کہہ دے گا، اس سند کے حوالے سے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ہم

رسول اللہ ﷺ کی روحانی اولاد ہیں اور آپ کی روحانی وراثت علم ہے، علم شریعت ہو یا علم باطن اور یہ وراثت انہی حضرات کو ملتی ہے جن کا روحانی سلسلہ نسب حضور ﷺ سے ملا ہوا ہو۔ جیسا کہ مادی اور جسمانی وراثت کا مالک ہونے کے لئے باپ سے صحیح نسب ثابت کرنا پڑتا ہے، ورنہ وہ وراثت سے محروم رہتا ہے، یونہی نبی اکرم ﷺ کی علمی وراثت کا مالک وہی شخص ہوتا ہے جس کا روحانی سلسلہ نسب یعنی تعلیمی شجرہ نبی اکرم ﷺ سے مل جائے مثلاً یوں سلسلہ قائم ہو کہ میں نے اپنے فلاں محترم استاد سے علم لیا ہے اور انہوں نے فلاں سے اور انہوں نے فلاں سے اس طرح یہ سلسلہ اخذ علم چلتا جائے یہاں تک کہ حضور ﷺ تک پہنچ جائے، اگر یہ سلسلہ اخذ قائم نہیں ہوا تو وارث انبیاء علیہ السلام نہیں ہو سکے گا اور نسبت تلمذ اور شاگردی حضور اکرم ﷺ سے جو فیوض و برکات حاصل کرنے کا عظیم ترین ذریعہ اور نعمت عظمیٰ ہے خالی رہے گا۔

بالواسطہ حضور ﷺ کا شاگرد ہونا یہ کوئی معمولی شرف اور بزرگی نہیں ہے یہ ایسے ہی ہے گویا اس نے نبی اکرم ﷺ سے علم حاصل کیا، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"صَافَحْتُ بِکَفِّیْ ھٰذِہٖ کَفَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَمَا مَسِسْتُ خَزًّا وَلَا حَرِیْرًا اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ " (4)

میں نے اپنی اس ہتھیلی سے رسول اللہ کے دست مبارک سے مصافحہ کیا یعنی اپنی ہتھیلی آپ ﷺ کی ہتھیلی پر رکھی تو حضور ﷺ کی ہتھیلی مبارک ریشم سے زیادہ ملائم اور نرم تھی، حضرت انسؓ نے تابعی کو یہ حدیث سنائی تھی، تابعیؒ نے سن کر عرض کیا آپ مجھے اجازت دیجئے میں آپ کی ہتھیلی پر اپنی ہتھیلی رکھوں تاکہ اس سے بالواسطہ میری ہتھیلی حضور ﷺ کی ہتھیلی پر رکھی جائے، تابعیؒ کا ایمان کتنا پختہ اور یقین کامل تھا کہ وہ اس نسبت سے حضرت انسؓ کی ہتھیلی کو حضور ﷺ کی ہتھیلی فرما رہے ہیں اور اس طریقہ فیض کو محدثین نے ابھی تک جاری رکھا ہوا ہے۔

بعض مشائخ عظام اجتماعات میں اجتماعی بیعت یا تجدید بیعت کے لئے بھی اس طریقے کو اختیار کرتے ہیں یعنی ایک شخص کا ہاتھ اپنے شیخ کے ہاتھ میں ہوتا ہے باقی لوگ بتدریج کندھے پر ہاتھ رکھ کر اپنے تعلق کو اپنے شیخ سے قائم کرتے ہیں اس طرح اجتماع میں موجود ہر شخص کا اپنے شیخ سے جسمانی تعلق اور روحانی رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔

اس سند کے حوالے سے تیسری بات جو قابل رشک ہے وہ یہ کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کی مبارک زبان سے حدیث کے الفاظ سماعت فرماتے تو وہ الفاظ ہی نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ اپنے مفہوم کے علاوہ اپنے اندر مخصوص انوارات اور برکات لئے ہوئے ہوتے تھے پھر انہیں جب صحابہ کرامؓ تابعین کو سناتے تو وہ الفاظ حدیث بمعہ انوارات و برکات تابعینؒ تک پہنچتے اسی طرح تابعین و تبع تابعین و آئمہ دین وفقہا و محدثین طبقہ بطبقہ سلسلہ وار ہمارے تک پہنچتے ہیں یہ حدیث کے باطنی انوارات اور برکات کہیں ختم نہیں ہو جاتے یہ قیامت تک یوں ہی چلتے رہیں گے۔ آج بھی باطنی نگاہ رکھنے والے انہیں مشاہدہ کرتے ہیں، جنہیں یہ نظر نہیں آتے وہ انکار نہ کریں بلکہ اپنی کمزوری اور عدم بصیرت تصور کریں کیوں کہ عدم رویت عدم شے یا عدم وجود پر دلالت نہیں کرتی۔

برصغیر پاک و ہند میں حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ سے لے کر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تک ایک ہی سلسلہ سند جاری ہے البتہ آپ کے بعد یہ سلاسل مختلف ہو جاتے ہیں، اب میں یہاں اپنا سلسلہ سند تحریر کر رہا ہوں۔

سند شیوخ الحدیث تا حضرت محمد بن اسماعیل بخاریؒ

1 سیدنا حضرت الامام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ (م256ھ)

2 سیدنا حضرت محمد بن یوسف الفربری رحمۃ اللہ علیہ

3 سیدنا حضرت عبداللہ بن احمد السرخسی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

4 سیدنا حضرت عبدالرحمٰن بن محمد الداؤدی رحمۃ اللہ علیہ

5 سیدنا حضرت عبدالاول الہروی رحمۃ اللہ علیہ

6 سیدنا حضرت حسین بن مبارک الرمبیدی رحمۃ اللہ علیہ

7 سیدنا حضرت ابوالعباس احمد بن ابی طالب الحجاز رحمۃ اللہ علیہ

8 سیدنا حضرت ابواسحاق ابراہیم بن احمد التنوخی رحمۃ اللہ علیہ

9 سیدنا حضرت احمد بن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م852ھ)

10 سیدنا حضرت زین الدین زکریا بن محمد الانصاری رحمۃ اللہ علیہ

11 سیدنا حضرت محمد بن احمد الرملی رحمۃ اللہ علیہ

12 سیدنا حضرت احمد بن علی بن عبدالقدوس الشاوی رحمۃ اللہ علیہ

13 سیدنا حضرت احمد بن القشاشی رحمۃ اللہ علیہ

14 سیدنا حضرت ابراہیم بن حسن الکروی الکورانی رحمۃ اللہ علیہ (م1005ھ)

15 سیدنا حضرت ابوالطاہر محمد بن ابراہیم الکروی رحمۃ اللہ علیہ

16 سیدنا حضرت الشاہ محمد ولی اللہ المحدث الدہلوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ (م 1114ھ)

17 سیدنا حضرت الشاہ عبدالعزیز الحنفی الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م1238ھ)

18 سیدنا حضرت الشاہ محمد اسحاق الحنفی رحمۃ اللہ علیہ (م1262ھ)

19 سیدنا حضرت احمد علی سہارنفوری رحمۃ اللہ علیہ (م1297ھ)

20 سیدنا حضرت ابومحمد دیدار علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (م1354ھ)

21 سیدنا حضرت ابوالبرکات سید احمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (م1398ھ) (5)

22 ناچیز محمد صدیق الحنفی النقشبندی المجددی سانگہ ہل

استاذی المکرّم حضرت علامہ سید ابوالبرکات سید احمد لاہوریؒ سے بندہ ناچیز نے جب مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں کتب احادیث اور تمام علوم متداولہ سے فراغت

Marfat.com

حاصل کرلی تو ایک دفعہ آپؒ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوا تو سلاسل اولیاء کی اجازت کے بارے میں گفتگو ہوئی تو آپ نے فرمایا اصل اجازت تو وہی ہے جو ہمارے ہاں دستار فضیلت کے موقع پر دی جاتی ہے یہ اجازت تو اس کا حصہ ہے لیکن سالک کے لئے فائدہ مند ہے اور اگر یہ بھی حاصل کرلی جائے تو دوہری نسبت کا شرف حاصل ہوجاتا ہے جو مفید اور مزید قرب الٰہی کا سبب بنتی ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا میں تمہیں تینوں سلاسل (نقشبندی وقادری اور چشتی) کی اجازت دیتا ہوں، اس کے بعد آپ نے تینوں سلاسل کے شجرات طیبات عطا فرما کر اتباع سنت، اجتناب بدعت اور دینی خدمات سرانجام دینے کی تلقین فرمائی، آپؒ نے خصوصاً درس وتدریس میں مصروف رہنے کا حکم فرمایا اور فرمایا دین کی اصل اور بنیادی خدمت دوسروں کو تعلیم دینا ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام کا اصل نام اخنوخ تھا آپؑ اپنا زیادہ وقت درس وتدریس میں گزارتے، اسی بناء پر آپ ادریس کے لقب سے زیادہ معروف ہوئے، اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن پاک میں سورۃ مریم کی آیت نمبر 57 اور سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر 85 میں آپ کے اصل نام کی بجائے، ادریس (علیہ السلام) کے نام سے ہی ذکر فرمایا ہے۔(6)

چونکہ ناچیز نے تینوں سلاسل کی اجازت کے باوجود سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو آگے جاری رکھا، لہذا یہاں شجرہ نقشبندیہ برکاتیہ ہی تحریر کیا جاتا ہے۔

شجرہ نقشبندیہ مجددیہ برکاتیہ

سید المرسلین وخاتم النبین ورحمۃ للعالمین وشفیعنا ووسلیتنا فی الدارین سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

1 سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (م13ھ)

2 سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (م35ھ)

3 سیدنا حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ (م106ھ)

Marfat.com

4	سیدنا حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ	(م148ھ)
5	سیدنا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	(م261ھ)
6	سیدنا حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	(م425ھ)
7	سیدنا حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	(م511ھ)
8	سیدنا حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	(م535ھ)
9	سیدنا حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ	(م616ھ)
10	سیدنا حضرت خواجہ عارف ایوگری رحمۃ اللہ علیہ	(م616ھ)
11	سیدنا حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ	(م717ھ)
12	سیدنا حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ	(م715ھ)
13	سیدنا حضرت خواجہ محمود بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ	(م755ھ)
14	سیدنا حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ	(م772ھ)
15	سیدنا حضرت امام الطریقت والشریعت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ	(م791ھ)
16	سیدنا حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	(م802ھ)
17	سیدنا حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ	(م851ھ)
18	سیدنا حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ	(م895ھ)
19	سیدنا حضرت مولانا محمد زاہد ولی رحمۃ اللہ علیہ	(م936ھ)
20	سیدنا حضرت مولانا محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ	(م970ھ)
21	سیدنا حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ	(م1008ھ)
22	سیدنا حضرت خواجہ عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ	(م1012ھ)

Marfat.com

23 سیدنا حضرت خواجہ خواجگان امام ربانی مجدد الف ثانی
شیخ احمد فاروقی سرھندی رحمتہ اللہ علیہ (م1034ھ)

24 سیدنا حضرت قیوم ثانی العروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم
فاروقی سرھندی رحمتہ اللہ علیہ (م1079ھ)

25 سیدنا حضرت حجتہ اللہ محمد نقشبند رحمتہ اللہ علیہ (م 1114ھ)

26 سیدنا حضرت قبلہ عالم خواجہ محمد زبیر رحمتہ اللہ علیہ (م1152ھ)

27 سیدنا حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

28 سیدنا حضرت امام طریقت شاہ محمد آفاق رحمتہ اللہ علیہ (م1251ھ)

29 سیدنا حضرت مولانا شاہ فضل الرحمان رحمتہ اللہ علیہ (م1323ھ)

30 سیدنا حضرت مولانا ابو محمد دیدار علی الوری رحمتہ اللہ علیہ (م1354ھ)

31 سید و سید السادات استاذی و استاذ العلماء و شیخ المشائخ
حضرت ابوالبرکات سید احمد الاھوری رحمتہ اللہ علیہ (1398ھ) (7)

32 خادم المشائخ محمد صدیق الحنفی النقشبندی المجددی (سانگلہ ہل)

بارگاہ ایزدی میں نہایت عجز و نیاز سے دعا ہے کہ جس طرح اس نے بندہ کو دنیا میں ان محدثین عظام اور مشائخ کرام کے سلاسل میں شامل فرمایا ہے، کل بروز قیامت جنت میں بھی ان کی معیت نصیب فرمائے، آمین

بِحُرمَتِ سَادَاتِ هٰذِهِ السِّلْسِلَةِ الشَّرِيفَةِ الطَّيِّبَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنهُمْ اَجْمَعِينَ۔

Marfat.com

شرائط بیعت مرشد

ایک مرشد کامل کو ان شرائط و اوصاف کا حامل ہونا چاہیے:-

اول۔ بیعت کی پہلی شرط یہ ہے کہ پیر و مرشد کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مطابق ہو اور علماء اہل سنت نے جن بنیادی عقائد کو قرآن و سنت سے اخذ کیا ہے ان کا پابند اور ان کی حقانیت پر بلا تردد و تذبذب مکمل یقین رکھنے والا ہو۔

دوم۔ ثانی شرط یہ ہے کہ مرشد عالم دین ہو اور کتاب و سنت کے احکام حلال و حرام و فرائض و واجبات اور دیگر مسائل ضروریہ کو اچھی طرح جاننے والا اور سمجھنے والا ہو نیز یہ علم کسی قابل مستند عالم دین سے حاصل کیا ہو یا کسی عالم دین کی صحبت میں رہ کر مسائل ضروریہ یعنی فرض و واجب اور حلال و حرام وغیرہ سیکھ لئے ہوں۔

سوم۔ تیسری شرط یہ ہے کہ پیر و مرشد اپنے علم کے موافق عمل کرنے والا ہو یعنی عالم باعمل ہو۔

چہارم۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ مرشد صاحب نسبت ہو اور اس کا یہ سلسلہء فیض متصل ہو یعنی مرشد کا ہاتھ بالواسطہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک ہو۔

پنجم۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ مرشد نے ایک مدت تک مشائخ کرام اور علماء راسخین یا علمائے صوفیہ میں سے کسی ایک کی معیت میں رہ کر تزکیہ نفس و تصفیہ قلب حاصل کیا ہو۔

یہ پانچ شرائط و اوصاف جس پیر و مرشد میں پائی جائیں اس سے بیعت کرنا از روئے شریعت و طریقت جائز اور صحیح ہے اور جس پیر میں یہ پانچ شرائط نہ پائی جائیں اس کی بیعت کرنا از روئے شریعت و طریقت حرام ہے۔

بے شک اخلاق حسنہ اور قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے کسی کامل مصلح اور مربی کی صحبت اختیار کرنا ایک ضروری امر ہے لیکن اس بارے میں میری نصیحت یہ ہے کہ اس میں

Marfat.com

خود فیصلہ کرنا مفید نہیں بلکہ کسی عالم شریعت سے مشورہ لینا چاہیے یا استخارہ (8) بھی کیا جا سکتا ہے تا کہ غیر تربیت یافتہ، جاہل، رسمی پیروں اور بدعقیدہ فقیروں کی خرابی سے اپنے عقائد کو محفوظ کیا جا سکے۔ نیز اس وہم میں بھی مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ پیر صاحب کرامت اور خوارق عادت ہو یا کسی بڑے پیر کا بیٹا ہو یا خاندان سادات سے ہو بلکہ مذکورہ شرائط اور اوصاف جس شخص میں بھی پائی جائیں وہ اس قابل ہے کہ اس سے سلسلہ بیعت قائم کر لیا جائے اور اس کی صحبت کو غنیمت سمجھا جائے البتہ خاندان سادات سے ہونا اضافی فضیلت ضرور ہے۔

مدارس وخانقاہیں

اس ضمن میں ایسی تعلیم وتربیت کے مراکز یعنی مدارس وخانقاہوں کے بارے میں بھی جاننا ضروری ہے کیوں کہ مذکورہ شرائط اور اوصاف کی تعلیم وتربیت کسی سکول اور کالج میں نہیں دی جاتی اگر چہ آج کل بعض یونیورسٹیوں میں ایم اے علوم اسلامیہ میں تصوف کا مضمون پڑھایا جاتا ہے لیکن ان شرائط واوصاف کی حقیقی تعلیم وتربیت صرف مدارس دینیہ اور خانقاہوں میں ہی دی جاتی ہے یہ وہ مقدس ادارے ہیں جہاں مقصد حیات اور علم واخلاق کی جامع تعلیم دی جاتی ہے۔ علماء کرام دینی مدارس نیں علم شریعت کی تعلیم دیتے ہیں جو اعتقادات وعبادات و معاملات وحسن معاشرت و اخلاق اور تزکیہ وتصفیہ کی جامع ہوتی ہے اور مشائخ عظام خانقاہوں میں شریعت اسلامیہ کے مطابق سالکوں اور درویشوں کو مجاہدہ نفس وریاضت اور تزکیہ نفس وتصفیہ قلب کا عملی درس دیتے ہیں۔

یہ دونوں ادارے کتاب وسنت سے متعلق مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان مین کام کرنے والے علماء کرام اور مشائخ عظام دونوں شریعت مطاہرہ کے خادم ہیں کیونکہ کتاب وسنت کی تعلیم اور تزکیہ نفس یہ دونوں نبی اکرم ﷺ کے فرائض میں شامل تھے، ان میں کسی قسم کی

Marfat.com

تفریق نہیں۔تفریق سمجھنا یا تفریق پیدا کرنا بے دینوں اور احمقوں کا کام ہے۔حقیقت یہ ہے کہ صحیح اور درست تصوف سے لوگوں کے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے اور غلط تصوف سے بہت سے لوگوں کا ایمان غارت ہو جاتا ہے۔

افسوس کہ آج ہمارے عوام اور نام نہاد وعطائی پیروں اور ان کے مریدوں نے ان دونوں شریعت کے خادموں میں تضاد سمجھ رکھا ہے اور اس کی تشہیر میں بڑی دلچسپی رکھتے ہیں ان بے خبروں نے یہ نہیں سمجھا کہ یہ دونوں شریعت مطاہرہ کے شعبہ جات ہیں اور ہر دو اپنے اپنے شعبہ جات کی خدمت کر رہے ہیں ایسا نہیں ہے کہ علماء کرام خانقاہی تعلیم و تربیت سے ناواقف ہیں اور مشائخ عظام علم شریعت سے بے خبر بلکہ دونوں ایک دوسرے کے شعبہ جات کو اچھی طرح سمجھتے اور جانتے ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک شعبہ دوسرے شعبے کا علم نہیں رکھتا تو وہ نہ عالم شریعت ہے اور نہ ہی شیخ طریقت کیوں کہ حقیقت میں شیخ طریقت وہی ہوتا ہے جو عالم شریعت ہو جاہل شیخ طریقت نہیں ہو سکتا اور حقیقت میں عالم شریعت وہی ہے جو واقف طریقت ہو۔

سلف محدثین کرام اور مشائخ عظام علم شریعت اور علم سلوک دونوں کی تعلیم و تربیت دیا کرتے تھے چنانچہ صاحب دلائل الخیرات حضرت ابو عبداللہ محمد بن سلیمان جزولیؒ (م 871ھ) جو ایک عظیم محدث و فقیہ و صوفی تھے، آپ اپنے دارالعلوم میں تفسیر و حدیث و فقہ اور تصوف پڑھایا کرتے تھے آپ کے شاگردوں کی تعداد بیس ہزار بتائی جاتی ہے یہ شاگرد آپ سے علم شریعت اور علم سلوک پڑھ کر فارغ ہوتے تھے۔(9)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمتہ اللہ علیہ (م 1034ھ) سرہند شریف کی مسجد مردان خدا میں علم شریعت کی تعلیم دیتے اور علم سلوک، ذکر و اذکار اور لطائف و وظائف کے طریقے بھی سکھاتے۔

Marfat.com

حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (م1073ھ)، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م1114ھ) اور حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (م1216ھ) ایک طرف مسند حدیث کے فرائض سرانجام دیتے اور دوسری طرف مسند ارشاد کی تعلیم وتربیت کا فریضہ بھی ادا کرتے۔

یہاں ان پانچ شخصیات کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے تاکہ یہ سمجھ لیا جائے کہ دینی مدارس کی تعلیم اور خانقاہی تعلیم میں تضاد نہیں بلکہ دونوں عین شریعت ہیں اور ہر مسلم کے لئے دونوں کی طرف توجہ کرنا لازمی ہے ان کے بغیر انسان کسی طرح انسانیت حاصل نہیں کرسکتا ہے۔ علم طریقت اور تصوف کی اصل شریعت ہے یہ شریعت سے الگ نہیں ہے اور جو طریقت شریعت سے الگ ہے وہ تصوف اور طریقت نہیں بلکہ زندقہ ہے۔ یہ زندقہ جاہل صوفیوں نے پیدا کیا ہوا ہے ہر وہ عمل تصوف کہلاتا ہے جس سے تزکیہ نفس وتصفیہ قلب اور تجلیہ روح حاصل ہو۔ امت کے آئمہ فقہا ومحدثین عظام وعلماء کرام اس نکتہ کو بخوبی سمجھتے اور جانتے تھے کہ تصوف، سلوک اور طریقت علم شریعت ہی میں ہے اس لئے انہوں نے علم شریعت کی اشاعت اور تعلیم وتدریس پر زیادہ زور دینا اہم سمجھا اور اپنا زیادہ وقت دعوت وتبلیغ وتعلیم وتدریس اور تالیفات وتصنیفات میں صرف کیا کیوں کہ وہ دین کی بنیادی خدمت اسی میں سمجھتے تھے[۲]۔ میں اس ضمن میں دو برگزیدہ ہستیوں کی کارکردگی کو بطور شہادت پیش کرنا موزوں سمجھتا ہوں۔

(i) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م150ھ)

آپ کی دینی خدمات کس کو معلوم نہیں۔ سب جانتے ہیں کہ آپ کا ایک عظیم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے مسائل شرعیہ وفقہیہ کی تحقیق وتدوین کے لئے اپنے دارالعلوم میں ایک مجلس مشاورت تشکیل دی تھی اس مجلس مشاورت میں جن علماء کو منتخب کیا گیا تھا ان کی تعداد چالیس

Marfat.com

سے زائد تھی، ان میں محدث و مفسر، فقیہ و قاضی، عابد و زاہد، صوفی و فلسفی اور متکلم و ادیب تھے گویا مجلس مشاورت میں ادھورے علم والے اراکین نہیں تھے بلکہ بلند پایہ، تجربہ کار علماء کرام تھے جو علوم و فنون اور اسرار دقائق کو خوب جاننے والے تھے یہ مجلس مشاورت تیس برس تک مسائل کی تخریج و تحقیق اور تدوین میں مصروف رہے، اتنے عرصہ میں مدون شدہ مسائل کا جو مجموعہ تیار ہوا وہ پانچ لاکھ مسائل پر مشتمل تھا۔ (10)

(ii) حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ۔ (م 911ھ)

آپ کی ذات گرامی وہ ہے جن کا علمی مقام بہت بلند تھا آپ کو آٹھ علوم میں تبحر اور کمال حاصل تھا اور وہ علوم یہ ہیں، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم نحو، علم معانی، علم بیان، علم بدیع اور علم لغت۔ آپ اپنے وقت کے مجدد تھے، آپ نے اپنی 63 سالہ زندگی میں بڑے بڑے قابل شاگرد پیدا کئے، حضرت علامہ علی قاریؒ (م 1014ھ) جیسی بلند پایہ شخصیت کا نام آپ کے شاگردوں میں سے ہے آپ نے تعلیم و تدریس کے علاوہ جو کتابیں تصنیف کیں ان کی تعداد پانچ سو سے زائد ہے۔ آپؒ نے 75 مرتبہ رسول اکرم ﷺ کی زیارت کی ان میں سے 35 بار حالت بیداری میں آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ پر یہ کرم اسی وجہ سے ہوا ہے کہ آپ کی دینی خدمات کو رسالت مآب ﷺ کے دربار میں شرف قبولیت حاصل ہوا، جس سے نبی اکرم ﷺ کو قلبی مسرت و خوشی حاصل ہوئی اور آپ ﷺ نے اپنی خوشی اور رضا کا اظہار اس طرح فرمایا کہ چالیس بار عالم خواب اور پینتیس بار حالت بیداری میں اپنی زیارت سے نوازا۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اگر کوئی چیز ہے تو وہ اشاعت اسلام ہے۔ (11)

Marfat.com

حضرت مولانا محمد حشمت علیؒ فرماتے ہیں کہ جب مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مدینہ طیبہ میں تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں قیام کا ارادہ فرمالیا تو ایک رات آپ کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا:- اے عبدالحق تم واپس چلے جاؤ وہاں جا کر حدیث کی اشاعت کرو اور لوگوں کو ہدایت دو، آپ حسب حکم واپس دہلی آئے اور تدریس حدیث میں مصروف ہو گئے۔ اگر چہ ہندوستان میں فن حدیث کے فاضل پہلے بھی موجود تھے لیکن علم حدیث کو آپ نے ہی پہلی مرتبہ عام کیا۔ (12)

علامہ ابو الکلام آزاد ہندوستان میں علم حدیث کا آغاز کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مولانا جمال الدین کے آخری عہد میں شیخ عبدالحق حجاز سے واپس آئے اللہ تعالیٰ نے ان کی عمر مبارک میں بڑی برکت دی اور ان کی تدریس وتصنیف نے ایک پورا سلسلہ تعلیم ملک میں عام کیا۔ (13)

آپ کی عمر مبارک 94 سال ہوئی اور آپ نے 1073ھ میں وفات پائی۔ اس عمر میں آپ نے درس وتدریس کے علاوہ تصنیف وتالیف کے ذریعے بھی اسلام کی اشاعت میں کافی حد تک دلچسپی لی، آپ نے علم حدیث، علم فقہ، علم تصوف وسیرت اور تاریخ کے موضوع پر بڑی بڑی ضخیم کتب تحریر کیں۔

اسی طرح ہر دور میں علماء کرام علوم دینیہ کی اشاعت میں کوشش کرتے رہے آج چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی ہماری لائبریریوں وکتب خانوں اور اہل اسلام کے گھروں میں دین کی جو لاکھوں کتابیں نظر آرہی ہیں یہ سب انہی علماء کرام کا فیض ہے۔ آج اگر کسی مسلمان کے ذہن وزبان پر دین اسلام کا کوئی مسئلہ یا دین کا کوئی کلمہ پایا جاتا ہے تو وہ ان علماء ہی کی وجہ سے ہے۔ اگر یہ علماء اسلام گوشہ تنہائی اختیار کر لیتے اور اسلام کی تحریری، تقریری وتدریسی اشاعت نہ کرتے تو آج ہماری زبان پر نہ کلمہ ہوتا نہ ہی ہمیں وضو کرنے کا سلیقہ آتا اور نہ ہی ہمیں کوئی دینی کتاب نظر آتی۔

Marfat.com

الحمد اللہ آج بھی مدارس دینیہ و جامعات کی کمی نہیں اور علماء کرام ان میں علوم دینیہ کی تعلیم بدستور جاری رکھے ہوئے ہیں اور بفضل خداوندی ہر سال ہزاروں طلبہ فارغ تحصیل ہو کر دعوت و تبلیغ اور تعلیم کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں یہ دین کی تمام رونقیں اور بہاریں علماءِ دین ہی کی محنت اور دم قدم سے وابستہ ہیں اور آسمانوں سے رحمتوں کا نزول، تعلیم و تعلم، درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ کا سلسلہ انہی کی وجہ سے جاری ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ یُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَ یُثْبَتَ الْجَهْلُ (14)

جب علماء کی وفات سے علم اٹھ جائے گا، مساجد بے آباد ہو جائیں گی تو قیامت برپا ہو جائے گی، زمین پر علماء کرام کا نہ ہونا نزول قیامت کی بڑی علامات میں سے ہے، قیامت اللہ تعالیٰ کی صفت قہاریت کا مظہر ہے اور علماء کرام کا وجود اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا ظہور ہے۔

خانقاہوں کی بے آبادی کے اسباب

آج ہمیں مشائخ کرام کی خانقاہیں اور رباطات آباد کم اور بے آباد زیادہ اور روحانیت سے خالی نظر آتے ہیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ آج پیری و مریدی کا جو سلسلہ جاری ہے وہ خانقاہی حوالے سے نہیں بلکہ خاندانی حوالے سے چل رہا ہے۔ اگر خانقاہی حوالے سے ہوتا تو اہلیت اور معیار کو دیکھا جاتا لیکن ایسا نہیں ہے، یہاں تو پیری و مریدی کے لئے پیر صاحب کی اولاد سے ہونا کافی سمجھا گیا ہے۔ درسی تعلیم اور خانقاہی تربیت ہو یا نہ ہو اس کی بھی پابندی نہیں۔ خاندانی حوالے کا مطلب یہ ہے کہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ بڑے پیر صاحب کی وفات کے بعد چہلم کے موقع پر بڑے صاحبزادے کی دستار بندی کی جاتی ہے جس کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ اب سے یہ صاحبزادہ صاحب اس گدی اور خانقاہ کے سجادہ نشین بنا دیئے گئے ہیں اور اب سے یہ اپنے والد بزرگوار کے خلیفہ اور قائم مقام تسلیم

Marfat.com

کیئے جائیں گے، اب اس خانقاہ کا سلسلہ پیری و مریدی ان کے ہاتھ دے دیا گیا ہے، آئندہ جو شخص اس سلسلہ میں داخل ہونا چاہے وہ صاحبزادہ صاحب کی بیعت سے داخل سلسلہ ہو سکتا ہے۔ ہمارے گدی نشین حضرات کے ہاں پیری اور مشیخت کے حقوق بیٹے کو منتقل کرنے کا یہ عام معمول ہے۔

اپنے خاندان میں پیری اور مشیخت قائم رکھنے کی خواہش اور آرزو بری نہیں یہ ایک خدمت دین کی خواہش اور آرزو ہے مگر شرط یہ ہے کہ دین کی خدمت کرنے کی صاحبزادہ صاحب میں صلاحیت اور استعداد ہو نیز خانقاہی تعلیم و تربیت کی اہلیت رکھتے ہوں اگر ایسا نہیں تو دستار بندی کے ذریعہ خانقاہ کا سجادہ نشین بنا دینا، خانقاہ اور گدی کی انتہائی بے حرمتی اور بے ادبی ہے، صاحبزادہ صاحب کی دستار بندی کے ارکان اس بے حرمتی اور بے ادبی کے ذمہ دار ہوں گے۔ ایسا کرنا قرآن مجید کی اس آیت کے خلاف بھی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا "(15)

بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنی امانتوں کو ان کے اہل کے سپرد کرو۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے اس نوعیت کا ایک سوال پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے ان پیرزادوں کے بارے میں پوچھا ہے جو وارثت کے طور پر باپ کی جگہ سجادہ نشین ہو جاتے ہیں اور لوگوں کو مرید کرتے ہیں۔

جواب: میرے مخدوم ایسے باپ کی جانشینی کے لئے جو کہ مقتدا (پیر) ہو معنوی وراثت ہونی چاہیے جو کہ معنوی ولادت سے وابستہ ہے جس سے مراد باپ کے کمالات کے ساتھ متحقق ہونا ہے۔ ظاہری ولادت کا نتیجہ ظاہری وراثت ہے جو کہ باپ کے مال و متاع کا حاصل کرنا ہے نہ کہ معنوی وراثت کا حاصل کرنا جو کہ ارشاد و تکمیل ہے پس محض ولادت صوری کی وجہ سے ولادت معنوی میں دخل دینا خطرناک ہے، رسمی پیری مریدی سے کوئی کام نہیں بنتا۔ (16)

Marfat.com

اس ضمن میں ایک اہم گزارش یہ ہے کہ چہلم کے موقع پر جو دستار بندی ہوتی ہے وہ اجازت بیعت کی ضامن نہیں اسے بیعت سلسلہ کی اجازت سمجھنا غلط ہے کیوں کہ یہ خانقاہی قواعد و ضوابط کے مطابق نہیں، اگر میری یہ بات ناگوار ہے تو دینی علوم سے بے خبر اور خانقاہی تربیت سے خالی اور اسلامی صورت وسیرت سے پاک صاحبزادہ صاحب کو دستار بندھاتے ہوئے ناگواری کا احساس کیوں نہیں ہوتا۔

میں نے ایک دفعہ پیر طریقت، شیخ المشائخ حضرت سید محفوظ حسین شاہ صاحب مکان شریفی سجادہ نشین بھلیر چک نمبر 119 سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ (17) سے اس دستار بندی کے متعلق پوچھا تھا جب کہ آپ ایک صاحبزادہ صاحب کی رسم دستار بندی سے واپس گھر تشریف لا رہے تھے۔ حضرت یہ دستار بندی جو چہلم کے موقع پر آپ کے دست مبارک سے سرانجام پائی ہے یہ کس مقصد کے لئے تھی، کیا یہ دستار خلافت ہے؟ اس سے صاحبزادہ صاحب کو بیعت کی اجازت کا حق دے دیا گیا ہے جب کہ صاحبزادہ صاحب علم شریعت اور خانقاہی تعلیم وتربیت سے بالکل ناواقف ہیں، آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا، آپ کا یہ سوال بہت اہم ہے مگر میں جو اس کے متعلق جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ دستار بندی نہ بیعت کی اجازت کے لئے اور نہ ہی سلسلہ کی خلافت کے لئے ہے بلکہ یہ گھریلو وخانقاہ کے انتظامات کی سربراہی کے لئے ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک رئیس یا سردار کے فوت ہو جانے کے بعد اس کے بڑے بیٹے کی دستار بندی ہوتی ہے، یہ بھی اسی طرح کی دستار بندی ہے اس کے لئے علم شریعت، علم سلوک اور منازل سلوک طے کرنا شرط نہیں ہے وہ خلافت روحانیہ کے لئے شرط ہے یہ خلافت روحانیہ نہیں بلکہ یہ خلافت انتظامیہ ہے۔ میں نے عرض کیا حضور جب اس چہلم کی دستار بندی سے بیعت کی اجازت اور خلافت کا سلسلہ مراد نہیں ہے تو پھر یہ سجادہ نشین جو سلسلہ پیری مریدی قائم کئے ہوئے ہیں، کیا ان کے عدم مجاز ہونے کی وجہ سے اس سلسلہ میں انقطاع پیدا نہیں ہو جاتا اور کیا اس انقطاع سے فیض میں رکاوٹ نہیں

Marfat.com

آ ئے گی؟ آپ نے فرمایا جب بیعت کی اجازت ہی نہیں تو سلسلہ ہی نہیں رہا اور جب سلسلہ ہی نہیں رہا تو اوپر سے فیض کیسے آئے گا اور جو فیض سلسلہ کے ذریعہ پہنچتا ہے تو یقیناً رک جائے گا۔ ہاں سجادگان کو چاہیئے کہ پہلے اپنے اندر اوصاف پیری پیدا کریں پھر کسی خلیفہ مجاز سے بیعت کی اجازت لیں، ان دونوں کے بغیر پیری و مریدی جائز نہیں محض چہلم کی دستار بندی کافی سمجھنا غلطی ہی نہیں بلکہ فیوض و برکات سے محرومیت کا سبب بھی ہے۔
میں نے ایک اور پیر صاحب سے بھی یہی مسئلہ دریافت کیا، جن کی پیری و مریدی کا سلسلہ پشتوں سے چل رہا تھا کہ جناب آپ کے جداعلیٰ کی اکثر اولاد پیری و مریدی کا سلسلہ قائم کئے ہوئے ہے حالانکہ نہ وہ علم شریعت سیکھتے ہیں اور نہ ہی کسی صاحب نسبت بزرگ کی بیعت کر کے خانقاہی تعلیم و تربیت حاصل کرتے ہیں اور انہیں بیعت کی اجازت بھی نہیں ہوتی پھر وہ پیری و مریدی کا سلسلہ کیوں اور کیسے قائم کئے ہوئے ہیں، طریقت میں تو اجازت بیعت بہت ضروری ہوتی ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا ہمیں کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی ہمارے جداعلیٰ باوا جی سرکار اپنی تمام اولاد کو اجازت دے گئے ہیں، ہمارے لئے وہی اجازت کافی ہے۔
اگرچہ کسی شخص کی کسی بھی بزرگ سے جسمانی نسبت ہونا اس کے لئے بڑی عظمت کی بات ہے لیکن اس انداز فکر کی سجادگی اور پیری مریدی کو خانقاہی نہیں بلکہ خاندانی پیری مریدی کہا جائے گا۔ اس خاندانی طرز عمل کی سجادہ نشینی اور پیری مریدی دیکھتے ہوئے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ پیران عظام کے درباروں کے سجادہ نشین میں ایسے بانصیب سجادہ نشین بہت ہی کم ہوں گے جو شرعی اصول اور خانقاہی دستور کے مطابق پیری و مریدی کا شعبہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اکثر تو ایسے ہی نظر آتے ہیں جنہوں نے خالص خاندانی حوالے سے خانقاہوں پر تسلط کیا ہوا ہے، علامہ اقبالؒ نے ایسے سجادہ نشینوں کے بارے یہ کہا ہے۔

خدا نے عطا کی ہے خواجگی کہ جنہیں ؛ خبر نہیں کہ رسم بندہ پروری کیا ہے
میراث میں ملی ہے انہیں مسند ارشاد زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

یہ سجادہ نشین جن کو میراث میں مسند ارشاد ملی ہے ان کے متعلق ایسا نہیں کہا جا سکتا کہ ان کو اپنی نااہلی کا احساس نہیں، احساس تو یقیناً ہے لیکن اس احساس کو بدل دیا جاتا ہے کیوں کہ اس سجادہ نشین کو صرف گدی اور سجادہ نشینی ہی وراثت میں نہیں ملی بلکہ سجادہ نشینی کے ساتھ مریدین کی کثیر تعداد بھی وراثت میں شامل ہے جس کے یہ سجادہ نشین وارث ٹھہرائے گئے ہیں، یہ تو سب جانتے ہیں کہ سجادہ نشین دینی اور خانقاہی علوم سے ناواقف ہیں لیکن مریدین کو یہ گوارہ نہیں کہ ان کے سجادہ نشین کو کوئی بے علم کہے، یہ ان کے لئے نہایت شرمندگی کی بات ہے وہ اس شرمندگی کو چھپانے کے لئے سجادہ نشین صاحب کو اتنے بڑے بڑے القاب دینا شروع ہو جاتے ہیں کہ جس سے کوئی تصور بھی نہ کر سکے کہ سجادہ نشین صاحب علم دین اور علم سلوک سے بے خبر اور بے بہرہ ہیں اور نہ ہی کوئی یہ سمجھ سکے کہ سجادہ نشین سے کوئی درجہ ولایت باقی رہ گیا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ مریدین سجادہ نشین کے پیدائشی ولی ہونے کی پیشین گوئیاں سنانے لگ جاتے ہیں کہ علماء کے علم دین کو علم ظاہری کہہ کر اور سجادہ نشین کے علم کو علم لدنی ثابت کر کے انہیں علماء دین پر فضیلت دیتے ہیں، کسی نے سچ کہا ہے

پیر نمے پرند مریدان مے پرانند

یعنی پیر خود نہیں اڑتے مرید انہیں اڑاتے ہیں۔

یہ مریدین کسی عالم شریعت کو پیر طریقت ماننے اور کہنے کے لئے تیار نہیں لیکن سجادہ نشین جو شریعت اور طریقت کے حروف ابجد سے بھی واقف نہیں اسے پیر طریقت، رہبر شریعت، زبدۃ الاولیاء، غوث وقت، مجدد عصر جیسے القابات سے ملقب کرنے سے فخر محسوس کرتے ہیں۔ انہی لوگوں کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

اَمَّا الْجُهَّالُ وَ الْمُجَاهِدُوْنَ لِلتَّصَوُّفِ فَاُولٰئِکَ قُطَّاعُ الطَّرِیْقِ وَ لِصُوْصِ الدِّیْنِ (18)

Marfat.com

یعنی ایسے جاہل صوفی اور مدعیان تصوف (جنہیں قرآن کریم اور حدیث نبوی سے کوئی تعلق نہیں) دین کے چور اور ڈاکو ہیں۔

مریدین کے القاب سے حقیقت تو تبدیل نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی جاہل سجادہ نشین پیر طریقت اور رہبر شریعت ہو سکتے ہیں اور نہ ہی چہلم کی دستار بندی اسے پیر طریقت اور رہبر شریعت کے مقام پر بٹھا سکتی ہے، یہ مقام تو دینی علوم اور خانقاہی سلوک حاصل کرنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ جاہل اور بے خبر مریدین اپنے پیر کو قطب زماں کا مقام دیں تو دیتے رہیں لیکن حقیقت شناس احباب تو "فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ" کے قرآنی اصول پر پابند ہیں، آپ کے سجادہ نشین اگر صورت و سیرت اور اخلاق و عادات میں نبی مکرم ﷺ کے متبع اور غلام ہیں تو ہم بھی ان کے غلام ہیں اگر صورت و سیرت اور عادات و اخلاق سنت کے خلاف اپنائے ہوئے ہیں تو ہم ایسے سجادہ نشین کے خلاف ہیں اس لئے کہ سنت کے خلاف عمل کرنے والا انسان فاسق و بدعتی ہے، بدعتی کی تعظیم کرنے سے سنت کی تحقیر لازم آتی ہے جو ممنوع اور حرام ہے۔ ان کے بارے میں ہمارا فیصلہ یہ ہے۔

لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ (19) یعنی تمہارے لئے تمہارا دین اور ہمارے لئے ہمارا دین۔

بدعتی کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ (20)

جس نے بدعتی انسان کی تعظیم کی اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی۔

علماء کرام جب ان سجادہ نشینوں، جاہل صوفیوں اور پیروں کی خلاف شرع حرکات اور اخلاق پر گرفت کرتے ہیں اور یہ علماء دین کا شرعی فرض ہے کہ وہ خلاف سنت معاشرہ کی اصلاح کریں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے میں سستی نہ کریں تو یہ لوگ علماء دین کے خلاف اپنی زبان استعمال کرنے میں کمی نہیں کرتے، حقیقت میں یہ لوگ دین اسلام کی خدمت نہیں بلکہ شدید نقصان پہنچانے والے ہیں۔

Marfat.com

اس ضمن میں علامہ محمد اشرف قادری ناظم جامعہ قادریہ فیصل آباد نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ ایک مشہور دربار کے سجادہ نشین نے اپنے مورث اعلیٰ کے عرس کے موقع پر تقریر کے لئے مجھے دعوت دی میں حسب دعوت مجلس عرس میں حاضر ہو گیا، جب میں نے تقریر کا آغاز کیا تو میری تقریر اصلاحی تھی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی سنت پر زیادہ زور دیا، اثنائے تقریر میں داڑھی مبارک کی شرعی اہمیت اور عظمت احادیث رسول اللہ ﷺ سے واضح کر رہا تھا کہ سجادہ نشین صاحب نے میری تقریر کو فوراً بند کروا دیا، میں بیٹھ گیا، سجادہ نشین نے مجھے کہا علامہ صاحب ابھی آپ کی عمر چھوٹی ہے یہ مسئلے پہلی عمر میں نہیں آخری عمر میں بیان کرنے کے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے تقریر کے لیے کبھی بھی نہیں بلایا۔ علامہ بتاتے ہیں کہ سجادہ نشین کا میرے ساتھ یہ سلوک محض اس لئے تھا کہ ان کی داڑھی خلاف شرع تھی اور ان کے گھر کے افراد اور صاحبزادگان سب کے سب داڑھی مونڈھے ہوئے تھے۔ دیانت کی نظر دیکھنے والے تو یہ ہی سمجھیں گے سجادہ نشین کا ایک عالم شریعت سے یہ سلوک اس لئے تھا کہ یہ سجادہ نشین دینی مدارس اور خانقاہی اصولوں کے مطابق تیار نہیں ہوئے تھے بلکہ انہیں خاندانی اور چہلم کی دستار بندی سے مسند ارشاد ملی تھی۔

اگر خانقاہی اصولوں پر سجادگی ملی ہوتی تو علامہ موصوف کو نہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرنے سے روکتے اور نہ ہی دھمکی آمیز الفاظ سناتے جب وہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے جاہل تھے تو حدیث جاننے والوں کی قدر و عزت کیا کر سکتے تھے۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ سجادہ نشین یا ان کے مریدوں میں وہ مرید بڑا صاحب نصیب ہے جس کے دل میں دین اور علماء دین کی محبت اور ادب واحترام پایا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ شریعت جو مدون علم ہے لیکن پھر بھی اس کے لئے ہر سو سال کے بعد مجدد کی ضرورت ہوتی ہے لیکن تصوف جو شریعت کی طرح باقاعدہ مدون نہیں لیکن اس میں تو پچاس سال کے بعد مجدد کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے۔

Marfat.com

میرے اپنے ساتھ بھی ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا جس سے اس بات کی مزید وضاحت ہو جائے گی۔ایک دربار کے گدی نشین مجھے اٹھارہ سال متواتر تقریر کے لئے دعوت دیتے رہے اتنے عرصہ کے بعد مجھے دعوت دینا چھوڑ دیا صرف اس لئے کہ میں نے ان کے پیر صاحب کے صاحبزادہ کی خلاف شرع وضع قطع پر بغرض اصلاح احسن انداز میں اصلاح کا پیغام سنایا تھا۔جس پر وہ اتنے برافروختہ ہوئے کہ پھر مجھے کبھی تقریر کے لئے دعوت نہیں دی، ان کے نزدیک میرا صرف یہ گناہ تھا کہ میں نے ان کے پیر صاحب کے صاحبزادہ کو رسول اللہ ﷺ کی سنت کی دعوت دی اوران مریدین کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے پیر صاحب کی اولاد کے لئے کسی عالم دین سے کوئی اصلاحی بات سننا بھی گوارہ نہیں کرتے اس لئے کہ وہ اصلاحی بات کسی پیر صاحب سے نہیں بلکہ ایک عالم دین کے منہ سے نکل رہی ہے ایک عالم دین صاحبزادہ صاحب کو نصیحت کرنے کا کیا حق رکھتے ہیں۔ جب علماء دین کی ناصحانہ تقریر کا ردعمل ایسا ہے تو پھر علماء کرام کو عرائس کی محفلوں میں کیوں بلایا جاتا ہے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی پیش خدمت ہے کہ تقریباً 2000ء کی بات ہے کہ ایک مشہور گدی نشین نے عرس کے موقع پر تقریر کے لئے مجھے دعوت دی، بندہ حسب وعدہ عرس کی تقریب پر پہنچ گیا، ملاقات کے لئے سجادہ نشین کی خدمت میں حاضر ہوا تو سجادہ نشین مجھے غیر متعارف طریقے سے ملے، حالانکہ وہ مجھ سے متعارف تھے میں نے سمجھا شائد لاابالی کا یہ انداز بھی بزرگی کا کوئی حصہ ہے، جب میں باہر نکلا تو چاہا کہ کوئی بیٹھنے کے لئے جگہ مل جائے اتنے میں درباری رضا کار تشریف لائے، کہنے لگے مولوی صاحب وہ صف ہے وہاں اس پر بیٹھ جائیے بندہ حسب ارشاد صف پر بیٹھ گیا، تھوڑا سا وقت گزر رہا تھا کہ ایک صاحب کہنے لگے مولوی صاحب لنگر کھل گیا ہے وہاں جا کر کھانا کھالیں، میں نے حسب حکم کھانا کھالیا، عشاء کی نماز بھی ادا کی پھر مجلس عرس قائم ہوئی تو میں نے تقریباً سوا گھنٹہ شان اولیاء کے موضوع پر تقریر کی، طبیعت کمزور تھی چاہتا تھا کہ کوئی چارپائی مل جائے مگر دربار عالیہ کے اہل کاروں

Marfat.com

سے نہ کوئی بستر ملا اور نہ ہی کوئی چار پائی میسر ہوئی، ہاں دربار کے ایک کارکن نے ایک صوفیانہ قول سنا دیا جو پہلے بھی کئی بار سنا تھا کہ مولوی صاحب یہ پیروں کا دربار ہے یہاں امیر و غریب اور عالم و جاہل سب برابر سمجھے جاتے ہیں کسی کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جاتا، آپ کو کسی صف پر ہی سونا پڑے گا چنانچہ بندہ ایک صف پر لیٹ کر وقت گزارتا رہا، علی الصبح میں ایک بس پر بیٹھا تو سیالکوٹ جا پہنچا۔

باقی باتیں تو چھوڑیئے لیکن یہ صوفیانہ قول کہاں سے لیا گیا ہے یا کس حدیث کی کتاب میں پایا گیا؟ کائنات میں سب سے بڑے دو دربار ہیں ایک تو خالق کائنات کا دربار ہے اور دوسرا سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا دربار، ان دونوں مقدس درباروں میں تو علماء کو جہلاء کے برابر نہیں کہا گیا بلکہ علماء کی برتری اور سرفرازی کو واضح کیا گیا ہے چنانچہ دربار ایزدی سے اعلان ہوتا ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ (21)

آپ فرما دیجئے کہ علم والے اور بے علم دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔ دربار خداوندی سے دوسرا اعلان یہ ہوتا ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ (22)

اے محبوب فرما دیجئے کیا اندھے (جاہل) اور آنکھوں والے (عالم) برابر ہو سکتے ہیں، کیا غور نہیں کرتے۔ آیت میں "اَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ (یعنی کیا تم غور نہیں کرتے)" کا جملہ ان لوگوں کے لئے تنبیہ ہے جو عالم اور جاہل کو برابر سمجھتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے علماء اور جہلاء کو برابر قرار نہیں دیا اور انہیں امتیازی شان بھی دی ہے تو ہمارے لئے بھی ان میں امتیاز کرنا لازم ہے اور ہمیں کیا حق ہے کہ ہم علماء کو جاہلوں کے برابر سمجھیں۔

حضور اکرم ﷺ کے دربار پر انوار میں جو علماء دین کی عزت و عظمت ہے اس کا اعلان آپ یوں فرماتے ہیں، "فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَىٰ اَدْنَاكُمْ" (23)

Marfat.com

یعنی عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر۔ اس حدیث کو بغور دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی فضیلت کا مقابلہ ادنیٰ انسان کی فضیلت سے کیا اور عالم دین کی فضیلت کا مقابلہ عابد کی فضیلت سے فرمایا، ادنیٰ انسان کی فضیلت کے مقابلے میں حضور اکرم ﷺ کی فضیلت کے درجات کتنے بلند و بالا ہیں اس کا اندازہ ہمارا علم نہیں لگا سکتا تو علماء و معلمین کی فضیلت اس فضیلت کی مثل ہے اس کا اندازہ کون لگا سکے گا۔ لہذا پہلے عابدین کی فضیلت کا اندازہ لگایئے پھر ان عابدین کی فضیلت پر علماء شریعت کی فضیلت کو جو فوقیت حاصل ہے اسے حدیث کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے اس سے علماء دین کی بے حرمتی کا تصور جو ان اذہان میں گھومتا ہے شائد اتر جائے۔ علماء دین کی یہ توہین ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شخصیت جو تمام کائنات سے افضل اور خیر الخلق ہے، وہ ذات اقدس عالم دین کی فضیلت کو اپنی فضیلت کی مثل ٹھہرائیں اور پیر صاحب اور ان کے مرید عالم دین سے جاہل کے برابر سلوک کریں۔ معاذ اللہ

مدارج النبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ شہدائے احد کو دو، دو تین، تین کر کے دفن کیا گیا تھا، تدفین کے دوران رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شہید قرآن مجید زیادہ پڑھا ہوا ہو، اسے لحد میں رکھیں۔ (24) لحد میں رکھنا زیادہ فضیلت کی بات تھی یہ امتیاز بھی قرآن مجید کی وجہ سے تھا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ جس انسان کو قرآن حکیم اور حدیث مبارکہ کا وافر حصہ ملا ہو اس کا اکرام و احترام بھی زیادہ ہونا چاہیے، وافر احترام اور امتیاز نہ کرنا خلاف سنت ہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سامنے ایک سائل کا گزر ہوا، آپ نے اسے روٹی کا ایک حصہ عطا فرمایا اسی طرح آپ کے سامنے ایک بہتر شخص گزرا تو آپ نے اسے بٹھا کر کھانا کھلایا، اس امتیازی سلوک کے بارے میں ام المومنین حضرت

عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا"

اَنْزِلُوْا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ" (25)

یعنی ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے مطابق برتاؤ کرو۔

امام مسلم صحیح مسلم کے مقدمہ میں فرماتے ہیں۔

فَلَا يُقَصَّرُ بِالرَّجُلِ الْعَالِي الْقَدْرِ عَنْ دَرَجَتِهٖ وَلَا يُرْفَعُ مُتَّضِعُ الْقَدْرِ فِي الْعِلْمِ فَوْقَ مَنْزِلَتِهٖ وَ يُعْطٰى كُلُّ ذِيْ حَقٍّ فِيْهِ حَقَّهٗ وَ يُنَزَّلُ مَنْزِلَتَهٗ وَ قَدْ ذُكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ (26)

بلند درجے والا شخص کا درجہ اپنے درجہ سے کم نہ کیا جائے، علم میں کم درجے والے شخص کا درجہ بلند نہ کیا جائے اور ہر ایک کو اس کا حق دیا جائے کیوں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک آدمی کو اس کے اس مرتبہ پر رکھا جائے جو اس کا مرتبہ ہو۔

حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ سے کسی نے پوچھا کہ ہمارے ہاں ایک صاحب ہیں جو سید اور عالم ہیں وہ تمام شہر کے استاد ہیں اور امامت کے فرائض بھی سرانجام دیتے ہیں اگر کوئی ضیافت میں اکراماً یا امتیازاً ایک دسترخوان پر ان کو برتن میں اور دوسرے مہمانوں کو پتے میں کھلا دیں تو یہ شرعاً درست ہے یا نہ درست، بینوا وتوجروا۔

آپ نے اس کا یہ جواب دیا کہ بلاشبہ ایسا کرنا جائز ہے، علماء سادات کو رب العزت نے اعزاز و امتیاز بخشا تو ان کا عام مسلمانوں سے زیادہ اکرام کرنا امر شرع کا امتثال ہے اور صاحب حق کو اس کے حق کا ایفاء ہے" قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ " تو فرمایا کیا برابر ہو جائیں گے عالم اور جاہل۔ جب اللہ جلّ وعلا ہی نے علماء و جہلا کو برابر نہ رکھا تو مسلمانوں پر بھی ان کا امتیاز لازم ہے۔ اسی باب

Marfat.com

سے ہے علماء دین کو مجالس میں صدر مقام و مسند اکرام پر جگہ دینا کہ خلفاً وسلفاً، شائع وذائع اور شرعاً وعرفاً مندوب ومطلوب ہے۔۔۔۔ مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ سب سے زاید علماء و سادات کا اعزاز وامتیاز کریں۔ (27)

جن سجادہ نشینوں نے خانقاہی اصولوں کے مطابق خانقاہوں اور درباروں کے فرائض سنبھالے ہوئے ہیں وہ چونکہ خود علوم دینیہ سے واقف ہیں اس لئے وہ علماء کرام کی قدر و منزلت کرنے کو اپنی خوش قسمتی اور نیک بختی سمجھتے ہیں، اس موقع پر حضرت شیخ الاسلام علامہ پیر قمر الدین سیالویؒ (م 1981ء) کا ایک واقعہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

1965ء کی بات ہے کہ راقم الحروف ایک اہم مشورہ کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ،اس وقت آپ چارپائی پر تشریف فرما تھے اور عقیدت مند صفوں پر بیٹھے تھے، میں بھی سلام مسنون کے بعد صف کے ایک گوشہ پر بیٹھ گیا، حضرت صاحب نے مجھے دیکھتے ہوئے فرمایا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں، میں نے عرض کیا حضور! سانگلہ ہل کے قریب ایک گاؤں بھلیر شریف ہے وہاں سے حاضر ہوا ہوں، آپ نے مزید پوچھا کہ آپ وہاں کیا کرتے ہیں، عرض کیا میں وہاں ایک دار العلوم میں پڑھاتا ہوں پھر پوچھا کہ آپ کونسی کتابیں پڑھاتے ہیں، عرض کیا ہدایہ شریف، میرے منہ سے ابھی "ہدایہ" کا لفظ نکلا ہی تھا کہ پیر خواجہ قمر الدین صاحبؒ چارپائی سے نیچے اتر آئے اور فرمانے لگے یہاں چارپائی پر بیٹھ جاؤ میں نے بار بار عرض کیا حضور آپ چارپائی پر تشریف رکھیں میں اسے بے ادبی تصور کرتا ہوں کہ آپ کے برابر بیٹھوں، پھر آپ نے اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ دوسری چارپائی لاؤ، دوسری چارپائی ابھی نہیں آئی تھی کہ پیر صاحب کا کھانا آ گیا، آپ فرمانے لگے میں تو گھر جا کر کھالوں گا، یہ کھانا آپ کے لئے ہے جتنا میری قسمت میں تھا میں نے وہ تبرکاً کھایا۔

یہ تھے حضرت پیر خواجہ قمر الدین سیالویؒ کہ ادب واحترام کے الفاظ اور علم دین کی قدر و منزلت کا ایک نمونہ جس کا میں نے نہ صرف خود مشاہدہ کیا بلکہ میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔

Marfat.com

ان خطبات کا خلاصہ یہ ہے:۔

اسلام میں علم کی بالعموم اور دین اسلام کے تعلیم و تعلم کی بالخصوص بڑی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے۔

تعلیم و تعلم کی اس فضیلت کے بعد وہ لوگ جو اس سے منسلک ہیں یعنی علماء دین وہ بھی بڑی فضیلت کے حامل ہیں اس لئے کہ ان کی نسبت اور ان کا تعلق بعثت نبوی کے بنیادی مقاصد (تعلیم کتاب وحکمت) سے ہے اور یہ انبیاء کے وارث ہیں۔

علماء دین کا دین اسلام کی نسبت سے احترام ضروری ہے اور اسی نسبت سے ان کی توہین کفر ہے۔

ذاتی کردار میں کمزوری کے باعث کسی بھی عالم دین کو اس کی ذات کے حوالے سے زیر بحث لایا جائے، مجموعی طور پر دین کے حوالے سے علمائے دین پر تنقید کرنا درست نہیں۔

صوفیہ کرام ومشائخ عظام بھی بعثت نبوی کے ایک مقصد (تزکیہ نفس) کے فریضہ کو ادا کرنے میں مصروف ہیں ان سے بھی دین کے حوالے سے محبت کرنا ایمان کا حصہ ہے اور ان سے عداوت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعلان جنگ کرنا ہے۔

نام نہاد صوفیوں سے اظہار نفرت ضروری ہے اس لئے کہ یہ لوگ اپنی جہالت کے باعث دین میں بدعات اور عوام کے عقائد واعمال میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں جو کہ کبیرہ گناہ ہے، دین کے ان رہزنوں سے دوری اختیار کرنے میں ایک مسلمان کے عقائد واعمال شریعہ کا یقینی تحفظ ہے۔

ہمیں خود بھی اور آئندہ آنے والی نسلوں کو بھی علم دین اور علماء دین کی فضیلت واہمیت سے آگاہ کرنا چاہیے تاکہ وہ بھی ان سے دینی معاملات میں مستفید ہوں۔

تعلیم وتعلم کی اس فضیلت کے باعث ہمیں چاہیے کہ ہم کسی بھی طرح اس سے منسلک ہوں تاکہ وہ فضائل جو یہاں بیان کئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اسکا مستحق ہونیکی توفیق عطاء فرمائے۔

Marfat.com

دین اور علماء دین سے نفرت و بیزاری اور ان پر بے جا تنقید عالم کفر کی دین اسلام کے خلاف ایک دیرینہ سازش ہے، ہمیں کفر کی ان سازشوں سے نہ صرف خبردار رہنا چاہیے بلکہ ان سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ. رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ بِحُرْمَتِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنِ وَعَلَیْهِمُ الصَّلٰوتُ وَالتَّحِیَّاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ اَکْمَلُهَا وَاَتَمُّهَا.

اعتذار

قارئین کرام سے عرض ہے کہ اگر ان خطبات میں عاجز سے کوئی لغزش ہوئی ہو تو اسے میری کم علمی پر محمول کرتے ہوئے اصلاح فرمائیں، اعتراض و تنقید کا نشانہ بنانے کی بجائے اس عاجز کے لئے دعائے مغفرت فرماتے رہیں۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم　　　　زانکہ من بندۂ گناہ گارم

بندہ گناہ گار

محمد صدیق نقشبندی مجددی غفرلہ

Marfat.com

اسناد و حواشی باب چہارم

(1) سورۃ آل عمران : 31۔

(2) ایضاً : 85۔

(3) امام مسلم، باب بیان الاسناد من الدین، 11/1۔

قاری محمد طیب، خطبات حکیم الاسلام، 295/1۔

(4) قاری محمد طیب، خطبات حکیم الاسلام، 290/1۔

(5) شمس الدین الذھبی، تذکرۃ الحفاظ، مترجم محمد اسحاق، اسلامک پبلشنگ ہاؤس، لاہور، 1981ء۔

ابن حجر عسقلانی، تقریب التھذیب، دار النشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، 1985۔

عبدالرحمٰن جامی، نفحات الانس، ترجمہ محمد ادریس انصاری، ادارہ تبلیغ الاسلام، صادق آباد، (ت۔ن)۔

فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیہ، مرتبہ، خورشید احمد خاں، مکتبہ حسن سہیل، لاہور، 1324ء

(6) محمد بن احمد القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 117/11۔

(7) سید زوار حسین، حضرت مجدد الف ثانیؒ، ادارہ مجددیہ، کراچی، 1975ء۔

محمود احمد رضوی، سیدی ابوالبرکات، شعبہ تبلیغ دار العلوم حزب الاحناف، لاہور، 1979ء۔

محمد یوسف مجددی، جواہر نقشبندیہ، مکتبہ انوار مجددیہ، فیصل آباد، 1990۔

(8) استخارہ کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنا اولاد آدم کی خوش بختی اور نہ کرنا اس کی بدبختی ہے۔ استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کسی اہم کام کو انجام دینے کا ارادہ ہو تو دو رکعت نماز نفل ادا کرنے کے بعد یہ دعا پڑھی جائے "

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ ، وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ ، وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ ، فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلاَ اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلاَ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلاَّمُ الْغُیُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ. اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ ، وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ . اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اٰجِلِهٖ . فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ ، وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ ۔

اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعہ تجھ سے بہتری طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعہ قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے عظیم فضل وانعام کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اس لئے کہ تو تو (ہر کام کی) قدرت رکھتا ہے اور میں (کسی بھی کام کی) قدرت نہیں رکھتا اور تو (سب کچھ) جانتا ہے اور میں (کچھ) نہیں جانتا اور تو ہی تمام پوشیدہ (باتوں) کو خوب اچھی طرح جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تجھے معلوم ہے کہ یہ کام میرے حق میں تیرے دین کے اعتبار سے، دنیا کے اعتبار سے اور انجام کے اعتبار سے یا میری دینوی زندگی کے اعتبار سے اور اخروی زندگی کے اعتبار سے۔ میرے حق میں بہتر ہے تو تو اس کو میرے لئے مقدر فرمادے اور آسان کر دے، پھر اس میں میرے لئے برکت بھی عطا فرمادے، اگر تجھے معلوم ہے کہ یہ کام میرے دین کے اعتبار سے اور انجام کے اعتبار سے یا میری دینوی زندگی کے اعتبار سے اور اخروی زندگی کے اعتبار سے میرے حق میں بہتر نہیں ہے تو تو اس کام کو مجھ سے دور کر دے اور مجھے اس سے دور کر دے اور جہاں بھی (جس کام میں بھی) میرے لئے بہتری ہو اس کو مجھے نصیب فرمادے اور پھر مجھے اس سے راضی کر دے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ دونوں جگہ "هٰذَا الْاَمْرَ" کی جگہ اپنی ضرورت کا نام لے جس کے لئے استخارہ کرنا ہے۔

Marfat.com

(محمد بن محمد الجزری الشافعی، حصن حصین، ترجمہ، مولانا محمد ادریس، تاج کمپنی، کراچی، ت۔ن، ص 161۔

(9) امام محمد المهدی الفاسی، مطالع المسرات بجلاء دلائل الخیرات، المکتبہ النوریہ رضویہ، فیصل آباد، (ت۔ن)، ص 3۔

(10) ڈاکٹر محمد حمید اللہ، امام ابو حنیفہؒ کی تدوین قانون اسلامی، اردو اکیڈمی، سندھ، 1983ء، ص 51۔

(11) جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء، مترجم شمس بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، 1976ء، ص 15۔

محمد بدر عالم، ترجمان السنہ، سعید کمپنی، کراچی (ت۔ن) 381/3۔

(12) حشمت علی مولانا، نصرۃ الواعظین، مطبع مقبول عام، لاہور، (ت۔ن)، وعظ دوم، 23/1۔

(13) شیخ محمد اکرام، رود کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1995ء، ص 383۔

(14) امام بخاری، الجامع الصحیح، (کتاب العلم، باب رفع العلم وظهور الجهل، حدیث نمبر 80)، 18/1۔

امام احمد، المسند، 213,202,176/3۔

ولی الدین، مشکوٰۃ المصابیح، (باب اشراط الساعۃ)، ص 469۔

(15) سورۃ النساء: 58۔

(16) خواجہ محمد معصوم، مکتوبات معصومیہ، اردو ترجمہ، سید زوار حسین، (دفتر اول، مکتوب نمبر 11)، ادارہ مجددیہ، کراچی، 1975ء، 44/1۔

(17) آپ خانقاہ مکان شریف کے سجادہ نشین تھے، اس خانقاہ کے بانی بزرگ کا نام سید امام علی شاہ صاحبؒ ہے، آپ کی ولادت 1211ھ/ 1796ء کو مکان شریف میں

ہوئی اور 1282ھ/1866ء کو آپ کا وصال ہوا۔(پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ماہ وانجم، مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ، 2000ء، ص22,39۔)

(18) شاہ ولی اللہ، سطعات، مقدمہ از مولانا سید محمد متین ہاشمی، (بحوالہ التفہیمات الالھیہ، ج : 2)، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1990ء، ص24۔

(19) سورۃ الکافرون : 6۔

(20) ابوبکر احمد بن حسن البیھقی، شعب الایمان، حدیث نمبر 9494، 61/7۔ ولی الدین، مشکوٰۃ المصابیح، (باب الاعتصام بالکتاب والسنہ، حدیث نمبر 189)، ص31۔

(21) سورۃ الزمر : 9۔

(22) سورۃ الانعام : 50۔

(23) ولی الدین، مشکوٰۃ المصابیح، (کتاب العلم، حدیث نمبر 215)، ص34۔

(24) شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوت، ترجمہ، مفتی غلام معین الدین نعیمی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، 1970ء، 229/2۔

(25) ابو داؤد، سنن ابی داؤد، (کتاب الادب، باب فی تنزیل الناس منازلھم، حدیث نمبر 4842)، 665/2۔

(26) امام مسلم، مقدمہ صحیح مسلم، 4/1۔

(27) احمد رضا خاں بریلوی، فتاویٰ رضویہ، ادارہ تصنیفات امام احمد رضا، کراچی (ت۔ن) 100,99/10۔

Marfat.com

المصادر والمراجع

القرآن الحکیم

(الف)

ابن جوزی حافظ جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن ،(م 597ھ)،تلبیس ابلیس ،ترجمہ، علامہ ابومحمد عبدالحق اعظم گڑھی ،نور محمد، کراچی، (ت ۔ن)۔

ابن حجر احمد بن علی عسقلانی (م852ھ)،تقریب التھذیب ، دارنشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، 1985ء۔

ابن حبان ابوحاتم محمد بن حبان (م354ھ)،صحیح ابن حبان ، المکتبہ الاثریہ، سانگلہ ہل، (ت ۔ن)۔

ابن عبدالبر ابوعمر یوسف بن عبداللہ (م 463ھ) ، جامع بیان العلم وفضلہ، اردو ترجمہ، العلم والعلماء، مترجم، عبدالرزاق ملیح آبادی، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1977ء۔

ابن کثیر عماد الدین ابوا لفداء القرشی الدمشقی ، (م 774ھ) ، التفسیر القرآن العظیم ، سہیل اکیڈمی، لاہور، 1972ء۔

ایضاً، جامع المسانید السنن الھادی لاقوم السنن، دارالفکر، بیروت، 1994ء۔

ابن ماجہ ابوعبداللہ محمد بن یزید (م273ھ)،سنن ابن ماجہ،نور محمد، کراچی، 1381ھ۔

ابن منظور جمال الدین محمد بن مکرم (م 711ھ) ،لسان العرب ، دارصادر ، بیروت، 1400ھ۔

ابوبکر بزار الحافظ الامام احمد بن عمرو بن عبدالخالق، (م292ھ)، البحر الزخار، المعروف بمسند البزار، تحقیق ڈاکٹر محفوظ الرحمان زین اللہ و عادل بن سعد، مکتبہ العلوم والحکم، المدینہ المنورہ، 2003۔

Marfat.com

ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی، (م275ھ)، سنن ابی داؤد، ولی محمد کارخانہ کتب، کراچی، 1369ھ۔

ابو یوسف قاضی یعقوب بن ابراہیم الانصاری، (م182ھ)، کتاب ا لآ ثار، دار الکتب العلمیہ، بیروت، (ت۔ن)۔

احمد بن حنبل الامام (م241ھ)، المسند، دار صادر، بیروت، (ت۔ن)۔

احمد رضا خاں بریلوی (م1921ء)، الفتاویٰ الرضویہ، ادارہ تصنیفات امام احمد رضا، کراچی، 1988ء۔

ایضاً، رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، 1997ء۔

احمد شیخ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ (م1034ھ) مکتوبات امام ربانی، فارسی، سعید کمپنی، کراچی، (ت۔ن)۔

ایضاً، ترجمہ، قاضی عالم دین، ملک چنن دین، لاہور، (ت۔ن)۔

ایضاً، معارف لدنیہ، طابع، حکیم عبد المجید سیفی، لاہور، (ت۔ن)۔

احمد یار خان نعیمی (م1971ء)، مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، نعیمی کتب خانہ، گجرات، 1959ء۔

اشرف علی شاہ مولانا، (م1943ء)، شریعت و طریقت، ترتیب، مولانا محمد دین چشتی، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1981ء۔

اکرام شیخ محمد، رود کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1995ء۔

امجد علی مولانا (م1367ھ)، بہار شریعت، شیخ غلام علی، لاہور، (ت۔ن)۔

(ب)

بخاری امام محمد بن اسماعیل (م256ھ)، الجامع الصحیح البخاری، نور محمد، کراچی، 1357ھ۔

بدر عالم محمد، ترجمان السنہ، سعید کمپنی، کراچی، (ت۔ن)

Marfat.com

بیہقی احمد بن حسین بن علی (م 458ھ)، شعب الایمان، تحقیق، سید زغلول، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، (1990ء)۔

(ت)

ترمذی ابو عیسیٰ محمد بن موسیٰ (م 279ھ)، جامع الترمذی، مکتبہ رحیمیہ، دیوبند، 1952ء۔

تور پشتی شہاب الدین (م 630ھ)، الصراط السوی، ترجمہ، عقائد تور پشتی (عقائد مجددیہ)، مترجم، مولوی اختر محمد خاں رام پوری، ملک چنن دین، لاہور، (ت۔ن)۔

(ث) ثناء اللہ قاضی پانی پتی (م 1225ھ)، تفسیر مظہری، ترجمہ، عبدالدائم جلالی، دارالاشاعت، کراچی، (ت۔ن)۔

(ج)

جامی عبدالرحمان مولانا (م 898ھ)، نفحات الانس، اردو ترجمہ و تلخیص، حیات صوفیہ، مترجم، محمد ادریس انصاری، ادارہ تبلیغ الاسلام، صادق آباد، (ت۔ن)۔

جعفر محمد قریشی مولانا، تذکرۃ الواعظین، مطبع حسنی، بمبئی، (ت۔ن)۔

(ح)

حاکم محمد بن ابو عبداللہ نیشا پوری (م 405ھ)، المستدرک علی الصحیحین، دار المعرفۃ، بیروت، (ت۔ن)۔

حشمت علی محمد مولانا (م 1380ھ)، نصرۃ الواعظین باوصاف سید المرسلین، مطبع مقبول عام، لاہور، (ت۔ن)۔

حمید اللہ ڈاکٹر (م 2002ء)، امام ابو حنیفہ کی تدوین قانون اسلامی، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی، 1983ء۔

حنیف محمد گنگوہی مولانا، غایۃ السعایہ فی حل مافی الہدایہ، المکتبہ الاشرفیہ، لاہور، 1400ھ۔

(د)

دارقطنی علی بن عمر (م385ھ)،سنن الدارقطنی،السید عبداللہ ہاشم یمانی،المدینۃ المنورۃ،1966ء۔

دارمی ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن (م255ھ)،سنن الدارمی،نشرالسنۃ،ملتان،(ت۔ن)۔

(ذ)

ذوالفقار احمد نقوی،طی الفراسخ الی منازل البرزخ،شرح،شرح الصدور لسیوطی،بھوپال،1329ھ۔

ذھبی ابوعبداللہ شمس الدین محمد (م748ھ)،تذکرۃ الحفاظ،ترجمہ،حافظ محمد اسحٰق،اسلامک پبلشنگ ہاؤس،لاہور،1981ء۔

(ز)

زمخشری محمود بن عمر (م528ھ)،الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل،کتب خانہ مظہری،کراچی،(ت۔ن)۔

زوار حسین سید،حضرت مجدد الف ثانیؒ،ادارہ مجددیہ،کراچی،1975ء۔

(س)

سعدیؒ شیخ مشرف الدین بن مصلح الدین شیرازی (م1292ھ)،کریما،میر محمد کتب خانہ،کراچی،(ت۔ن)۔

سیوطی جلال الدین عبدالرحمٰن (م911ھ)،الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور،منشورات مکتبہ آیۃ اللہ اعظمی،ایران،1404ھ۔

ایضاً،الجامع الصغیر فی احادیث البشیر والنذیر،المکتبۃ الاسلامیہ،سمندری،فیصل آباد،1394ھ۔

ایضاً،تاریخ الخلفاء،ترجمہ،شمس بریلوی،مدینہ پبلشنگ کمپنی،کراچی،1976ء۔

(ش)

الشاطبی ابراہیم بن موسیٰ ابو اسحاق (م790ھ)، الموافقات فی اصول الشریعہ، مترجم مولانا عبدالرحمٰن کیلانی، مرکز تحقیق، دیال سنگھ لائبریری، لاہور، 1993ء۔

شفیع محمد مفتی (م1976ء)، معارف القرآن، ادارہ المعارف، کراچی، 1978ء۔

شہاب الدین سہروردی (م632ھ)، عوارف المعارف، مترجم، شمس بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، 1977ء۔

(ط)

طبرانی ابوالقاسم سلیمان بن احمد (م360ھ)، المعجم الکبیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت (ت۔ن)۔

طیب محمد قاری مولانا (م1983ء)، خطبات حکیم الاسلام، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1998ء۔

(ع)

عبدالحق محدث دہلوی (م1052ھ)، اخبار الاخیار، مترجم، مولانا سبحان محمد و مولانا محمد فاضل، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، (ت۔ن)۔

ایضاً، مدارج النبوۃ، ترجمہ، غلام معین الدین نعیمی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، 1970ء۔

عبدالعزیز شاہ محدث دہلوی (م 1238ھ)، فتاویٰ عزیزی، سعید کمپنی، کراچی 1969ء۔

ایضاً، تفسیر فتح العزیز، موسوم بہ تفسیر عزیزی، سعید کمپنی، کراچی، 1397ھ۔

عبدالقادر جیلانی شیخ (م561ھ)، فتوح الغیب، ترجمہ، سید سکندر شاہ، نوری بک ڈپو، لاہور، 1978ء۔

عثمان بن حسن بن احمد الخوبوی الرومی، درۃ الناصحین، سعید کمپنی، کراچی، 1996ء۔

Marfat.com

علی قاری علامہ (م 1014ھ)، مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ المصابیح، مکتبہ امدادیہ، ملتان 1972ء۔

علی متقی علاؤ الدین برہان پوری (م 977ھ)، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، موءسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1985ء۔

علی ہجویری شیخ مخدوم علی (م 465ھ)، کشف المحجوب، فارسی، شیخ الٰہی بخش، لاہور، 1923ء۔

ایضاً، بیان المطلوب، اردو ترجمہ، کشف المحجوب، مترجم، فیروز دین، فیروز سنز، لاہور 1961ء۔

(غ)

غزالی محمد ابو حامد (م 505ھ)، احیاء علوم الدین، اردو ترجمہ، مذاق العارفین، مترجم، محمد احسن صدیقی، دار الاشاعت، کراچی، 1978ء۔

غلام رسول فیصل آبادی (م 2001ء)، تفہیم البخاری، شرح صحیح بخاری، ناشر، محمد حبیب الرحمٰن، فیصل آباد، (ت۔ن)

(ف)

فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیہ، مرتبہ، خورشید احمد خاں، مکتبہ حسن سہیل، لاہور، 1324ھ۔

(ق)

قرطبی ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر (م 671ھ)، الجامع لاحکام القرآن، دار الکاتب العربیہ للطباعۃ والنشر، تہران، 1967ء۔

(ک)

کرم شاہ محمد پیر (م 1998ء)، تفسیر ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1402ء۔

Marfat.com

(م)

محبوب عالم خواجہ (م1917ء)، ذکر خیر المعروف بہ صحیفہ محبوب، ناشر، صاحبزادہ صدیق احمد، گجرات، (ت۔ن)۔

محمد بن محمد الجزری الشافعی، (م833ھ)، حصن حصین، ترجمہ، مولانا محمد ادریس، تاج کمپنی، کراچی، (ت۔ن)۔

محمود احمد رضوی سید (م1999ء)، سیدی ابو البرکات، ناشر، شعبہ تبلیغ، دار العلوم حزب الاحناف، لاہور، 1979ء۔

مرغینانی برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر (م593ھ)، الھدایہ، محمد علی کارخانہ کتب، کراچی، (ت۔ن)۔

مسعود احمد پروفیسر ڈاکٹر، ماہ وانجم، مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ، 2000ء۔

مسلم بن حجاج امام ابوالحسن (م261ھ)، الجامع الصحیح لمسلم، مطبع علیمی، دہلی، 1348ء۔

معصوم محمد خواجہ العروۃ الوثقیٰ، (م1079ھ)، مکتوبات معصومیہ، مترجم، سید زوار حسین، ادارہ مجددیہ، کراچی، 1978ء۔

منذری عبدالعظیم بن عبدالقوی (م656ھ)، الترغیب والترھیب، دار الفکر، بیروت، (ت۔ن)۔

مہدی محمد بن احمد بن علی بن یوسف الفاسی (م1109ھ)، مطالع المسرات بجلاء دلائل الخیرات، المکتبہ النوریہ الرضویہ، فیصل آباد، (ت۔ن)۔

(ن)

نذیر احمد سیفی حافظ، مرشد کامل کی ضرورت کیوں، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2001ء۔

نظام الدین اولیاء (م725ھ)، افضل الفوائد، مرتبہ، امیر خسرو دہلوی، ترجمہ، محمد لطیف ملک، سجاد پبلشرز، لاہور، 1960ء۔

Marfat.com

نظام شیخ ودیگر، فتاویٰ ہندیہ، نورانی کتب خانہ، پشاور، (ت۔ن)۔

نعیم الدین مراد آبادی (م 1948ء)، حاشیہ القرآن الحکیم تاج کمپنی، لاہور (ت۔ن)۔

نووی یحیٰ بن شرف، (م676ھ)، مقدمہ صحیح مسلم، مطبع علیمی، دہلی، 1348ء۔

(و)

ولی الدین ابوعبیداللہ محمد بن خطیب تبریزی (م740ھ)، مشکوٰۃ المصابیح، اصح المطابع، کراچی، 1368ء۔

ولی اللہ شاہ محدث دہلوی (م 1114ھ)، فیوض الحرمین، ترجمہ، عابد الرحمان صدیقی، سعید کمپنی، کراچی، (ت۔ن)۔

ایضاً، سطعات، مترجم، مولانا محمد متین ہاشمی، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1990ء۔

(ہ)

الھیثمی حافظ نور الدین علی بن ابی بکر (م807ھ)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، تحقیق، محمد عبدالقادر احمد عطاء، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 2001ء۔

(ی)

یوسف محمد مجددی (م1997ھ)، جواہر نقشبندیہ، مکتبہ انوار مجددیہ، فیصل آباد، 1990ء۔

Marfat.com

فیضِ رضا پبلیکیشنز جامعہ قادریہ رضویہ (رسٹ) کی جملہ مطبوعات کا

مختصر تعارف

متعہ اور اسلام .... مصنف علامہ محمد اشرف سیالوی

عرشِ تمنا نعتیہ مجموعہ .... کلام علامہ محمد افضل کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ

ازواجِ مطہرات .... مصنف علامہ باغ علی رضوی

ایمانِ والدین مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .... مصنف علامہ ساجد الہاشمی

آوازِ ایمان .... مصنف علامہ محمد نواز ہزاروی

عقائدِ نفسی .... مترجم علامہ ریاض احمد سعیدی

سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .... مصنف علامہ ریاض احمد سعیدی

مقالاتِ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .... مرکزِ تحقیق فیصل آباد

مقالاتِ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .... مرکزِ تحقیق فیصل آباد

297.9924 م 49 ع
72452-U-67

البغداد پرنٹرز گجر بستی ملک روڈ فیصل
41-2602723 Mob:0300-66329106

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات

عظمتِ علماء

خطبات: علامہ محمد صدیق نقشبندی مجددی

تحقیق تسوید و تخریج: پروفیسر ڈاکٹر محفوظ احمد

ناشر: فیض رضا پبلیکیشنز جامعہ قادریہ رضویہ مصطفی آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد
Tel: 041-8860777 MOb:0300-8660128

Marfat.com